والذین آمنوا اشد حبا للہ

دُررِ نقشبندیہ

فیوضِ رحمانی

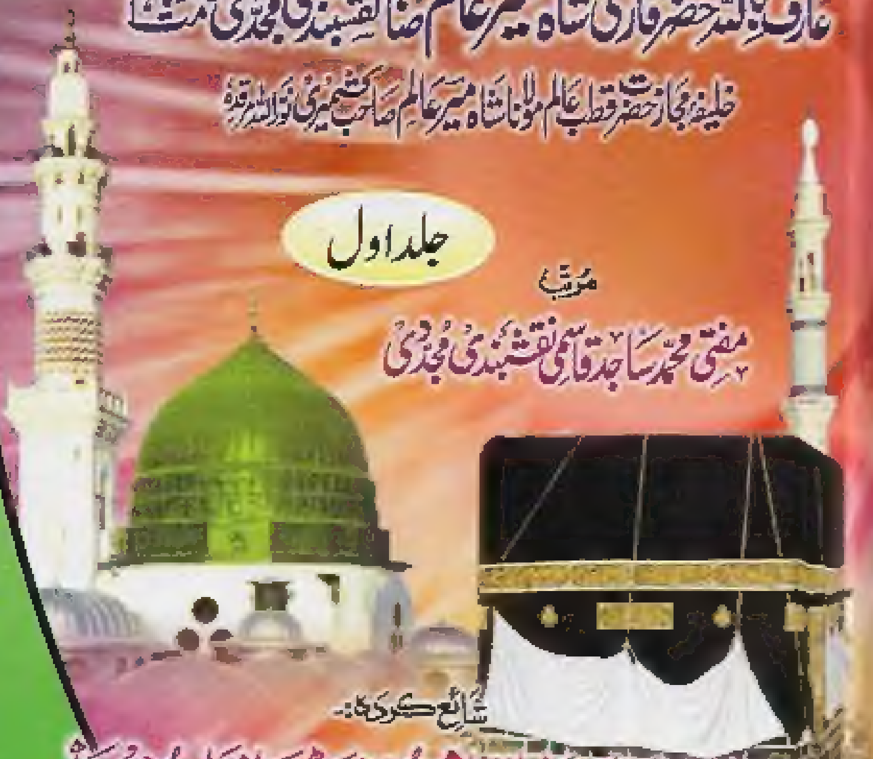
عارف باللہ حضرت قاری شاہ منیر عالم صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز حضرت قطب عالم مولانا شاہ میر عالم صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ

جلد اول

مرتب

مفتی محمد ساجد قاسمی نقشبندی مجددی



شائع کردہ:-

شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہِ منیریہ

محلہ کالستھان کرتپور بستی، ضلع بجنور، یوپی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

اور جو ایمان والے ہیں انکو اپنے اللہ سے شدید محبت ہے۔

دُرَرِ نقشبندیہ

فیوضِ رحمانی

جلد ـــــــــ اوّل

عارف باللہ حضرت قاری شاہ منیر عالم صاحب نقشبندی مجددی

دامت برکاتہم

مہتمم دار العلوم مجددیہ خانقاہِ منیریہ محلہ کائستھان کرتپور بسی ضلع بجنور یوپی

مرتب:

مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی نقشبندی مجددی، ہری نور پور ضلع مراد آباد

خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت قاری شاہ منیر عالم صاحب نقشبندی مجددی

دامت برکاتہم

شائع کردہ:

شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہِ منیریہ

محلہ کائستھان قصبہ کرتپور بسی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۶۷۳۱

موبائل نمبر: 09997414108-09412486152

فون نمبر: 01341-240440

کتاب ملنے کا پتا

خانقاہ اویسیہ فیض منیریہ نجیب آباد بجنور یوپی انڈیا

کتاب میں کوئی بھی غلطی نظر آئے حضرت کے بعد حضرت بیٹے خلیفہ مجاز

وجانشین حضرت خواجہ قاری محمد اُویس صاحب نقشبندی مجددی

سے رابطہ کریں9997414108

اب حلقہ مجلس کو حضرت خواجہ قاری محمد اُویس صاحب نقشبندی مجددی بہ خوبی انجام

دے رہے ہیں۔ واٹس ایپ پر۔ یا فون پر بھی آپ حضرت

سے رابطہ کر سکتے ہیں9997414108

حضرت خواجہ قاری محمد اُویس صاحب نقشبندی مجددی

ہفتہ واری مجلس بروز جمعرات بعد نماز مغرب تا عشاء

خانقاہ اویسیہ فیض منیریہ نجیب آباد بجنور یوپی انڈیا

نام کتاب:- دردِ نقشبندیہ (فیوضِ رحمانی)

مجموعۂ مجالس:- حضرت شاہ قاری مُنیر عالم صاحب نقشبندی مجدّدی۔

نام مُرتّب:- مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی نقشبندی مجدّدی۔

کتابت:- محمد شفیع الرحمٰن بن محبوب الرحمٰن قاسمی بجنوری۔

طباعت:- شعیب پرنٹرس لال کنواں، دہلی ٦

سن اشاعت:- اکتوبر ٢٠١١ء مطابق ذی قعدہ ١٤٣٢ھ

تعداد:- ایک ہزار عدد

قیمت:- ١٢٥/- روپے

ناشر:-

شعبہ نشرواشاعت دارالعلوم مجدّدیہ خانقاہ منیریہ محلہ کائستھان

بسی کرت پور ضلع بجنور (یوپی) --- پن نمبر ٢٤٦٧٣١

Website : www.dard-e-naqshbandi.webs.com

فہرست اجمالی عنوانات "دردِ نقشبندیہ فیوضِ رحمانی" جلد اوّل

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

انتساب

بندہ اپنی اس کاوش کو اپنے مشائخ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ اسرارھم کی طرف منسوب کرتا ہے کہ جن کے فیضانِ نسبت کی برکت سے اس خدمتِ جلیلہ سے نوازا گیا۔

فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَلَہُ الشُّکْرُ

اللہ ربّ العزّت اس عظیم نسبت کو قائم و دائم رکھکر ہمہ وقت ترقیات ظاہری و باطنی سے سرفراز فرماتا رہے اور اپنا درد خاص نصیب فرمائے۔ اپنے مشائخ کبار کے ساتھ میرا حشر فرمائے، نیز اس کتاب سے استفادہ کرنے والے تمام انسان و جنّات کو اپنے عشق و محبّت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ فقیر

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اَمّا بعد!

تمام تعریفیں اس محبوب حقیقی کیلئے ہیں جس نے اپنے مخصوص بندوں کو اپنا درد نصیب فرمایا، تمام درود، تمام سلام اس آقا پر جس نے اللہ ربّ العزّت کے درد کے حصول کے طریقے ہمکو سکھلائے اللہ کی حمد اور اس کے پاک محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ اصل مقصودِ زندگی اللہ ربّ العزّت کی معرفت اس کی محبّت اسکا عشق اور اسکا درد حاصل کرنا ہے۔

اللہ ربّ العزّت اس موضوع پر کچھ کہلوا لیتا ہے جس کے متعلق بہت سے علماء اور احباب نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجالس میں جو باتیں کہی جاتی ہیں ان کو کتابی شکل میں جمع کر دینا چاہیئے تاکہ سب ہی کے لئے محبّت الٰہی کا سبب بن سکے۔ اس پر میں نے خاموشی اختیار کی تھی کیونکہ بندہ اپنے کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ اسکی باتوں کو کتابی صورت میں لایا جائے۔

میرے بڑوں کے اپنے اپنے بہترین اور عمدہ انداز پر مواعظات ملفوظات مکتوبات پہلے ہی سے بکثرت موجود ہیں، ان کے ہوتے ہوئے مجھ جیسے ناچیز کا

اپنی باتوں کو طبع کرانا کہیں اپنے اکابر کی بے ادبی کے مترادف نہ ہو جائے، لیکن ان حضرات کا اسرار بڑھتا رہا اور یہ کچھ متعلقین بالخصوص میرے بیٹے عزیزم محمد اویس سلمۂ چپکے سے مجلسوں کو ٹیپ کے ذریعہ محفوظ کرتے رہے ادھر بار بار کہے جانے سے میرے دل میں یہ بات آئی کہ ہوسکتا ہے ان اہلِ علم اور مخلص احباب و متعلقین کی رائے میں خیر اور ان کا مشورہ مجھ سے اچھا ہو، اور ان باتوں کے پڑھنے سے اللہ ربُّ العزّت کسی کو اپنے دردِ محبّت سے نوازدیں تو میرے لئے بھی ذریعۂ نجات ہو جائے۔

ان سارے تقاضوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے میں نے جمع اور ترتیب کی اجازت دیدی، اس طرح ان مجلسوں کو تزئین عنوانات کے ساتھ "دُرِ نقشبندیہ فیوضِ رحمانی" کے نام سے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

انشاء اللہ محبوبِ حقیقی کے انمول موتی آپ حضرات کے سامنے آتے رہیں گے پہلی، دوسری، تیسری جلدیں "دُرِ نقشبندیہ فیوضِ رحمانی" کے نام سے تیار ہیں جس میں میرے محبوبِ حقیقی کے عشق کے موتی تمام انسانوں اور تمام جنّاتوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ اللہ کو پہچانو اور اللہ سے تعلق پیدا کرو، اللہ ربُّ العزّت اسکے ذریعہ سے اپنے بندوں کو عشقِ حقیقی کی دولت سے مالامال فرمائے خصوصاً مرتّب موصوف مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی کو اپنے خاص تعلق اور دردِ محبّت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

یہ چیزیں شریعت و طریقت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینے سے حاصل ہوتی ہیں اسی لئے شریعت و طریقت دونوں ہی ہماری زندگی میں ہونی چاہئیں

کیونکہ شریعت و طریقت دونوں باہم مربوط ہیں تاہم شریعت کا زیادہ تر تعلق ظاہری جسم سے ہے جس کا علم کتابوں سے حاصل کیا جاتا ہے اور طریقت کا تعلق زیادہ تر دل سے ہے اور اس سے علمِ لدنی حاصل ہوتا ہے جو منجانب اللہ قلوب میں القاء کیا جاتا ہے اور یہ دولتِ عظیمہ اہلِ عشق اور اہلِ معرفت کی صحبت میں رہکر حاصل ہوتی ہیں۔

اسی لئے اگر کہیں کسی بات میں تردّد ہو تو اعتراض کرنے میں جلدبازی کا مظاہرہ نہ کرتے ہوئے حلم، بُردباری، تدبّر و تفکّر اور دل کی بصیرت سے کام لے کر اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے، اگر پھر بھی تسلّی نہ ہو تو براہِ راست مجھ سے رابطہ قائم کیا جائے۔

اللہ ربُّ العزّت سے دُعا ہے کہ اس کو قبول فرماکر موجودہ و آئندہ نسلوں کے لئے اپنے تعلق اور فکر، اپنے عشق و محبّت اور درد کے پیدا ہونے کا سبب بنائے۔ آمین

فقط

مُنیر عالم نقشبندی مجدّدی

یکم ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ

مُطابق ۱۰ مارچ ۲۰۰۸ء بروز دوشنبہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(سورۃ المائدہ آیت ۳۵ پارہ ۶)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو، اور اس کی راہ میں کوشش کرو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

شجرۂ طیبہ

خاندانِ عالیہ

نقشبندیہ مجددیہ

قدس اللہ اسرارھم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

○

(۱) الٰہی بحرمت شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، راحۃ العاشقین، ووسیلتنا فی الدارین، خاتم النبیین والمرسلین، حبیب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲) الٰہی بحرمتِ خلیفۂ رسول اللہ امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

(۳) الٰہی بحرمت صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

(۴) الٰہی بحرمتِ حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

(۵) الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق قدس اللہ سرہٗ۔

(۶) الٰہی بحرمت حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی نور اللہ مرقدہٗ۔

(۷) الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی نور اللہ مرقدہٗ۔

(۸) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۹) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۰) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۱) الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۲) الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۳) الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۴) الٰہی بحرمت حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۵) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۶) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۷) الٰہی بحرمت خواجہ خواجگان امام طریقہ حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبندی بخاری نوراللہ مرقدہٗ

(۱۸) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۱۹) الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۰) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبیدُ اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۱) الٰہی بحرمت حضرت مولانا خواجہ محمّد زاہد ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۲) الٰہی بحرمت حضرت خواجہ دُرویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۳) الٰہی بحرمت حضرت خواجگی محمد مظہر اُمکنگی نوراللہ مرقدہٗ۔

(۲۴) الٰہی بحرمت حضرت شاہِ ہند محمد عبدالباقی خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرّہٗ۔

(۲۵) الٰہی بحرمت حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرّہٗ۔

(۲۶) الٰہی بحرمت حضرت مجدد الدین خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ نوراللہ مرقدہٗ۔

(۲۷) الٰہی بحرمت حضرت سرتاج الاولیاء خواجہ شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲۸) الٰہی بحرمت حضرت حافظ محمد محسن دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲۹) الٰہی بحرمت سیّد السادات حضرت نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۰) الٰہی بحرمت شمس الدین حبیب اللہ الشہید حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نوراللہ مرقدہٗ۔

(۳۱) الٰہی بحرمت مروج شریعت مصطفےٰ حضرت شاہ غلام علی معروف بہ عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) الٰہی بحرمت حضرت غوث زماں قطب آواں حضرت مولانا شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۳) الٰہی بحرمت غوث آواں وصلا الی اللہ المجید حضرت مولانا شاہ احمد سعید مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳۴) الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری نوراللہ مرقدہٗ

(۳۵) الٰہی بحرمت زبدۃ الفقہاء والمحدثین حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نوراللہ مرقدہٗ۔

(۳۶) الٰہی بحرمت سید السادات حضرت محمد لعل شاہ ہمدانی دندانی نوراللہ مرقدہٗ۔

(۳۷) الٰہی بحرمت عمدۃ السالکین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۸) الٰہی ببرکات فیوضات حضرت شاہ فضل علی قریشی مسکین پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۳۹) الٰہی ببرکات فیوضاتِ امام العلماء والصلحاء حضرت مولانا شاہ عبدالمالک صاحب صدیقی قدس اللہ سرّہٗ۔

(۴۰) الٰہی ببرکات فیوضاتِ حضرت فیاضِ عالم مولوی شاہ محمد میر عالم نوراللہ مرقدہٗ۔

(۴۱) الٰہی بحق عاشقِ صادق درودِ نقشبند حضرت قاری شاہ منیر عالم صاحب زاد اللہ شرفہٗ۔

عشق و محبت، درد و معرفت، ذوق و شوق خود بدہ آمین یارب العالمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمّدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ وازواجہٖ و
ذرّیّتہٖ واھل بیتہٖ واتباعہٖ اجمعین الیٰ یوم الدّین۔ وبارک
وسلّم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا۔
بفضلک وبرحمتک یا ارحم الرّاحمین۔

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

کچھ یادیں کچھ باتیں

تمام تعریفیں اس رب کی ہیں جس نے عالم کائنات کو پیدا فرمایا، اسی کی ذات تعریف کے لائق اور باقی رہنے والی ہے، باقی تمام مخلوقات کو فنا اور ختم ہونا ہے۔ اللہ نے اپنی مخلوقات میں کچھ چیزیں ایسی بنائی ہیں جن کی خوبی کی وجہ سے کچھ ان کی بھی توصیف اور مدح سرائی کی جاتی ہے چاہے وہ انسان ہو یا کھانے پینے وغیرہ کی اشیاء ہوں۔

اسی سلسلے میں حضرت قاری منیر عالم صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے آپ کو چودہ پندرہ برس کی عمر سے میں جانتا ہوں، اور چونکہ اسی عمر سے ان کا اور میرا ساتھ پڑھنے کا معاملہ رہا ہے۔ یعنی چودہ پندرہ برس کی عمر سے وہ اور ہم اب تک ساتھ ہی ہیں، اس لئے میں ان کے حالات زندگی سے بخوبی واقف ہوں، اللہ نے آپ کو کافی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔

آپ نے کشمیر میں رہتے ہوئے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ میر عالم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چودہ ۱۴ سال منازلِ سلوک طے کیں، اس دوران شیخ کی خاص توجہات آپ پر رہیں یہاں تک کہ آپ کو خلافت عطا فرمائی، آپ کا شمار حضرت کے خاص خلفاء میں ہے۔

یہ سب حالات احقر نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، میں نے آپ کو ہر موقع پر نیک طبیعت پایا ہے۔ ان خوبیوں کی بنا پر احقر نے اصلاح کے لئے

حضرت قاری منیر عالم صاحب سے ہی رجوع کرلیا ہے۔

اس طرح خدا کا شکر ہے کہ پہلے آپ میرے ساتھی رہے، پھر محسن دوست رہے اور اب میرے مربی و پیر و مرشد ہیں۔ خدا اس رشتے کو قائم و دائم رکھے۔ آمین

دوسرے احقر کو یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت کی مجالس خانقاہ کا مجموعہ "درد نقشبندیہ فیوضِ رحمانی" کے نام سے مرتب ہو رہا ہے، اللہ رب العزت اس کو قبول فرما کر اس کا فیضان جاری و ساری رکھیں۔ آمین

اور حضرت قاری منیر عالم صاحب مدظلہ العالی کی عمر میں برکت عطا فرمائیں۔ آمین۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایسے گئے گزرے دور میں ایسی شخصیت پیدا کی جس کی اللہ کی مخلوق کو ضرورت ہے، بالخصوص انسانوں کی رشد و ہدایت کے واسطے ایسے حضرات کی رہبری کی حاجت ہے۔

ویسے تو ہر دور میں اللہ رب العزت نے اپنے خاص بندوں کو انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجا ہے، مگر اس دور کے اندر اس تھوڑی سی عمر میں رشد و اصلاح کا اتنا بڑا کام اللہ حضرت قاری منیر عالم سے لے رہا ہے۔

ماشاء اللہ آپ نقشبندی مجددی سلسلے کا حق ادا کر رہے ہیں مدرسہ اور خانقاہ دونوں ہی چلا رہے ہیں اور اشاعتِ دین کے لئے ماشاء اللہ

کافی محنت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت قاری منیر عالم صاحب دامت برکاتہم کی عمر میں برکت عطا فرمائے ۔ آمین۔

بس مجھ ناچیز کو جو کہنا تھا لکھدیا، میں نے سوچا کہ اگر حضرت کی اجازت ہوجائے تو میں بھی چند باتیں درود نقشبندیہ فیوض رحمانی میں دیدوں، کتاب میں شامل فرمالیں تو عین کرم ہوگا۔

فقط

(قاری) اختر سمیعُ الدّین غفرلہٗ

خادم مدرسہ فیض العلوم مجدّدیہ

متصل اسکول/سی پی جے تھرڈ ۲۰ نیو سیلم پور دہلی ۵۳

بِاسْمِہٖ تعَالیٰ

وہ بندہ مولا صفات

ذاتِ واحد کی یہ سُنّت جاریہ ہے کہ ہر زمانہ میں اس کا نام سکھانے والے عارفین، کاملین، مخلوق کو خدا سے وابستہ کرنے اور گم کردگانِ راہ کو راہ دکھانے میں مشغول رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں، جن کے قلوب ہر گندگی سے پاک اور انوارات الٰہیّہ سے معمور ہوتے ہیں، وہ سچّے عاشقِ خدا ہوتے ہیں، مخلوقِ ان کو اپنے جیسا سمجھتی ہے لیکن وہ معرفتِ خداوندی کے اُس مقام پر ہوتے ہیں، جہاں عام لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی۔ ان کی صحبت کیمیا اثر ہوتی ہے۔ کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی بندہ پر ان کی نگاہِ قدسی پڑجاتی ہے، اور وہ بندہ محض انکی نگاہ کی تاثیر سے قدسی صفات کا حامل ہوجاتا ہے۔ ان کی توجّہات وہ دُعاؤں سے تقدیریں بدل جاتی ہیں، جیسے کہ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے۔ ؎

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ایسے نفوسِ قدسیہ کو "اولیاء، اتقیاء، اصفیاء، عارفین، کاملین، صادقین، واثقین اور مخلصین" کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات ایمانیات واخلاقیات کے مثالی پیکر ہوتے ہیں، اِن کی راتیں عام لوگوں کیطرح خوابِ غفلت کے ساتھ نہیں گذرتیں، بلکہ آہوں، سسکیوں، پُرنم نالوں کے ساتھ اُنکی صبح ہوتی ہے۔

ان کا تعلق اللہ سے بہت مضبوط ہوتا ہے، وہ کسی بھی طرح کے دُنیوی خوف اور حُزنِ آخرت سے بے پرواہ ہوکر خلق اللہ کو خدا سے جوڑنے کی فکر میں رہتے ہیں،

ان کے ایک ہاتھ میں جام شریعت اور ایک ہاتھ میں سندانِ عشق ہوتا ہے۔

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

شریعت کو حرزِ جاں بنا کر عشق کے جاں سوز مراحل سے گزر کر معرفت الٰہیہ حاصل کرنے والے رجال اللہ ہر زمانے میں رہے ہیں اور اب بھی ہیں اور رہیں گے، کامیاب رہے وہ اشخاص جنہوں نے انکی قدردانی کی اور ان سے متعلق ہو کر اپنے قلوب کو منور کیا، اور آج بھی کامیاب ہیں وہ حضرات جو ایسی پاک جان ہستیوں سے منسلک ہیں اور ان کے انوارِ قلوب کی ضیا پاشیوں سے اپنے قلوب کو نورانی کر رہے ہیں۔

ایسے ہی زندہ عارفین کی فہرست میں ایک پُرعظمت نام میرے شیخ، میرے آقا و سیدی و سندی، حضرت اقدس الحاج قاری شاہ منیر عالم صاحب نقشبندی دامت برکاتہم کا ہے۔ بلاشبہ حضرتِ والا کا وجودِ مسعود اس وقت خاص عطیۂ خداوندی ہے، اور آپ سلسلہ نقشبندیہ کی ایسی پاکیزہ کڑی ہیں جس پر پورے سلسلے کے اثرات و توجہات ہیں، آپ کی دوکانِ معرفت سے بیشمار تشنگانِ معرفت سیراب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

آپکی توجہ کو بھی اللہ نے بہت مضبوط اور قوی بنایا ہے، بڑے سے بڑا سخت دل بھی آپ کی توجہ کے اثرات محسوس کرتا ہے اور رقت کی کیفیت اپنے اوپر جاری پاتا ہے۔ اللہ کا نام سب ہی لیتے ہیں لیکن اس لفظ اعرف المعارف کہنے میں لذت کا احساس انہیں لوگوں کو ہوتا ہے جو اللہ والوں کی مجلسوں اور ان کی صحبت میں اپنے اوقات گذارتے ہیں، دل کی بات کہہ رہا ہوں بندہ اس خالق حقیقی کے نام لینے کی لذت سے بالکل ناآشنا تھا، اور کبھی اس کے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہیں

آتی تھی کہ صرف "اللہ" کہنے میں بھی کسطرح کی کوئی لذت محسوس ہوتی ہے۔
میں سمجھتا تھا کہ پڑھنا لکھنا ہی سب کچھ ہے۔ میں حضرتِ والا کے گھر آتا لیکن آپ کی مجلس میں حاضر ہونے سے کترا تا۔ تصوف کیا ہے؟ احسانی کیفیت کیا ہوتی ہے اور مراقبے میں کیا ہوتا ہے؟ یہ سب باتیں سُنتا تھا لیکن کبھی حقیقت جاننے کی کوشش نہیں کی۔ ایک دن قلب میں اچانک تقاضہ ہوا کہ حضرت والا کی مجلس میں کم ازکم بیٹھ کر تو دیکھنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ داعیہ بھی حضرت والا کی میرے حق میں دعاؤں اور توجہ کا اثر تھا، پیر کے دن حضرت والا کی مجلس منعقد ہوتی ہے۔ پوری دلجمعی کے ساتھ میں مجلس میں حاضر ہوا۔ پہلے حضرت والا نے بیان فرمایا۔
حضرت والا کے اس بیان کا عنوان "محبت الٰہیہ" تھا۔ بیان میں عنوان کے تحت بہت اہم اور مفید نکات بیان فرمائے جس سے قلب کے بند سوراخ کچھ کھلتے محسوس ہوئے۔ بیان کے بعد حسب معمول مراقبہ کرایا گیا، میں بھی مراقب ہوا، حضرت والا نے انگشتِ مبارک قلب پر رکھی اور پوری توجہ کے ساتھ اللہ کہا۔ اللہ اللہ! پھر کیا تھا میرے منہ سے ذاتِ واحد کا اسم جلالہ جاری ہو گیا۔ اور اس اللہ اللہ کہنے میں وہ لذت حاصل ہوئی کہ ہوش کھو بیٹھا، "گریہ" ایسا طاری ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ تڑپ گیا، بلبلا گیا، پھڑپھڑایا، ہبلایا گیا۔
خدا کا نام لینے میں ایسی لذت ہے یہ کبھی سوچا بھی نہ تھا، دعا ختم ہوئی لیکن گریہ جاری رہا۔ عشاء کی نماز کیلئے حکم دیدیا گیا کہ خلیل نماز پڑھائیں گے، نماز پڑھائی تو عجیب کیف محسوس ہوا، یوں حضرتِ والا کی توجہ کی برکت سے اس مُردہ کو زندگی نصیب ہوئی۔ یہ ناچیز ہی کیا بے شمار ارادت مندوں کی آپ سے تعلق سے پہلے یہی حالت تھی، آپکو اللہ تعالیٰ نے وہ خلوت عطا کی ہے جہاں انجمن اثر انداز نہیں ہوتی

بڑے بڑے حالات آئے، مصائب و آلام نے آپکو گھیرا لیکن آپ کی اللہ کے ساتھ خلوت (جو نقشبندیہ کا اہم اصول ہے) میں کبھی فرق نہ آیا۔ اللہ والوں کی جو یہ حالت سنتے تھے کہ جب بھی کوئی پریشانی یا مصیبت ان پر آتی ہے تو انکی نگاہیں فوراً اپنے قصور و کوتاہیوں کو تلاش کرنے میں لگ جاتی ہیں، یہ حالت حضرت والا کی زندگی میں بکمال نظر آئی۔

ایک مرتبہ حاسدین کیطرف پیدا کئے گئے سخت قسم کے حالات کے دوران آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مفتی صاحب "عام لوگوں پر مصائب گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں اور اللہ والوں پر اوراد و وظائف سے غافل ہونے پر آتے ہیں"۔ میں حیران رہ گیا کہ حضرت والا شب بیدار، تہجد گزار، خلوت در انجمن کے کامل مصداق، قلب جاری، نگاہ صافی، خدا کی ذات سے کسی لمحہ غافل ہونے والے صوفی، پھر بھی اپنے آپکو خدا سے غفلت کا قصوروار ٹھہرا رہے ہیں، حقیقت یہ ہیکہ سچے اور صادق ولی کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اس مبارک راہ میں سب کچھ قربان کرنیکے بعد بھی یہی کہتا ہے۔ ؏

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا کہ اوراد و وظائف سے غفلت کیوقت من جانب اللہ آپکو اطلاع ہوئی اور آپ نے بروقت تنبیہ کر کے غفلت سے نکالنے کی کوشش کی۔

اخیر میں بس اتنا کہونگا کہ آپ سلسلہ عالیہ مجددیہ نقشبندیہ کی بہت اہم کڑی ہیں آپ کے قدرداں، آپکے صحبت نشیں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اللہ آپکے فیض کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آمین

خاکپائے بزرگان نقشبند

خلیل الرحمٰن قاسمی نقشبندی استاذ حدیث جامعہ ندوۃ الابرار بنگلور

امام و خطیب مسجد منورہ کوک ٹاؤن۔ بنگلور ۸۴

دِل کی بَاتْ

... للہ الذی وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد

... الذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

اللہ رب العالمین نے ہر زمانے اور علاقے میں ہدایت و رہنمائی کے ... اپنے مخصوص بندوں حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس دُنیا میں بھیجا ... نے آکر انسانیت کو گمراہی و ضلالت کے گڑھے سے نکال کر راہِ حق پر ... یہ سلسلہ یک طویل عرصے تک جاری رہا با آخر خاتم النبیین حضرت ... ول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ پر سلسلہ نبوّت کو ختم کر دیا گیا، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے مگر اس اُمّت کو ... ت کی برکت سے یہ شرف بخشا گیا کہ اس اُمّت کے اہلِ علم و اہلِ دل حضرات کارِ نبوّت کو انجام دیتے رہے ہیں۔

چنانچہ جبتک یہ سلسلہ جاری ہے مختلف سلاسل کے بزرگوں نے اپنے ... پر برگشتہ راہ لوگوں کو حق کی روشنی دکھائی اور ان کے قلوب کو نورِ معرفت سے روشناس کرایا۔

انہیں بزرگوں اور صاحبِ دل حضرات میں سے عصرِ حاضر کے ایک مشہور ... حضرت شاہ قاری منیر عالم صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم ... ذات گرامی ہے، آپ میرے شیخ و مرشد ہیں اور اس وقت قصبہ کرتپور ... میں روحانی فیض کو جاری کئے ہوئے ہیں، اور اُمّت کا ایک بہت بڑا طبقہ

آپ سے فیضیاب ہو رہا ہے۔ حضرت والا سے میرے تعلق کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میرے رفیق درس مخلص دوست زندگی کے ہمراز حضرت مولانا محمد عمر صاحب مظاہری حضرت والا اصلاحی تعلق رکھتے ہیں انھوں نے مجھے حضرت کے بارے میں ذکر کیا تو مولانا کیساتھ ہی کر تیور حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو اور مجلس میں بیٹھکر کچھ ایسا حال طاری ہوا کہ بے اختیار آپکے ہاتھوں میں ہاتھ دیدیا اسکے بعد دل کی عجیب کیفیت رہنے لگی۔

پہلی نظر بھی آپ کی کیسی بلا کی تھی
ہم آجتک وہ چوٹ ہیں دل پر لئے ہوئے

حضرت سے تعلق کے بعد جو رنگ پیدا ہوا وہ پہلے نہیں تھ ذکر و اذکار وغیرہ کا پہلے ہی سے معاملہ تھا مگر اب کچھ اور ہی بات ہے. علم پر عمل کا جذبہ پہلے اتنا نہیں جتنا اب ہے گناہوں سے ایک وحشت سی ہوتی ہے اکثر خلوت نشینی کو دل چاہتا ہے، ماحصل یہ ہیکہ آنا جانا تو بہت سی جگہوں پر ہوتا ہے مگر جو رنگ حضرت کے یہاں دیکھنے میں آتا ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتا. اس لئے ہمیں ایسے لوگوں کی قدر کرنی چاہیئے، ان سے اپنا تعلق جوڑنا چاہیئے۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کیلئے کونسا نسخہ اکسیر ہے، تو آپنے فرمایا کہ اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا، پھر پوچھا گیا کہ اگر اللہ والوں کی صحبت میسر نہ ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔ تو فرمایا کہ اللہ والوں کے حالات و واقعات پڑھتے رہنا کہ یہ اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں۔

"درد نقشبندیہ فیوض رحمانی" اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جسمیں حضرت والا کے ناصحانہ کلام کا مجموعہ ہے، عشق الٰہی کی آگ اور نقشبندی حضرات کا درد اسمیں سمویا ہوا ہے جو بلا شبہ اللہ رب العزت کی طرف سے ایک فیضان ہے۔ میرا دل چاہتا

اور حضرت کے یہ انمول ہیرے موتی کتابوں کی شکل میں جمع ہو جائیں۔

اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مفتی محمد ساجد صاحب قاسمی نقشبندی مجددی نے اس کام کو بخوبی انجام دیا پہلے انکو کیسٹوں سے نقل کیا پھر اس مواد کو عمدہ طریقہ سے ترتیب دیا۔ بندہ حضرت مفتی صاحب سے پڑھنے کے زمانہ سے واقف ہے، اللہ نے انکو بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے ابھی نوعمر ہیں مگر شیخ کی صحبت سے اپنے شیخ کے علوم و معارف کے حامل اور آپکے خلیفہ و مجاز ہیں، اللہ مزید ترقیات سے نوازے اور بدنظری سے محفوظ رکھے اور انکی اس محنت و کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔

بس اب ہمیں چاہیئے کہ اہل اللہ کی صحبتوں اور انکے مواعظ سے استفادہ کرتے رہنا چاہیئے، اللہ رب العالمین کا خود ارشاد ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

اللہ رب العزت ہم سب کو اپنا تقویٰ اور صادقین کی معیت نصیب فرمائے اور حضرت شیخ دامت برکاتہم کی عمر میں برکت عطا فرماکر ہم سب کو تادیر آپکے فیوضات سے مستفیض ہونیکا موقع میسر فرمادے۔ اللّٰھم آمین

محمد یامین قاسمی نقشبندی مجددی
خادم تدریس جامعہ عربیہ ناصر العلوم قصبہ کانٹھ (مرادآباد)
۲۴ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۲ مارچ ۲۰۰۸ء

رہبرِ کامل

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عباد اللہ الذین اصطفیٰ ـــ اما بعد:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ
وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اللہ تعالیٰ نے انسان وجنّات کو اس دنیا میں اپنی من مانی زندگی گزارنے کے لئے نہیں بھیجا بلکہ اپنی کتاب قرآن کریم اور اپنے پیارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی گزارنے کا حکم دیا۔

جن حضرات نے ان کے مطابق عمل کیا اور اس نعمت کی قدر دانی اپنے اعمال کے ذریعہ کی وہی حضرات معرفت کے میدان میں سبقت لے گئے، کیونکہ انھوں نے اللہ کے کلام اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہبر بنایا، اور بغیر رہبر کے انسان خدا تک نہیں پہنچ پاتا ہے. سب سے بڑے اور اصل رہبر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کرنے والے خدا تک پہنچانے کے رہبر ہیں، جیساکہ اللہ ربّ العزّت نے مذکورہ آیتِ شریفہ میں. جس کی طرف ارشاد فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ میدانِ معرفت کو طے کرنے کے لئے رہبرِ کامل کی ضرورت ہے۔

بندۂ ناچیز کو بھی حاجت قصبہ کرت پور بسی میں کھینچ لائی، جہاں پر

... باللہ پیر طریقت شیخ ومرشد حافظ وقاری حضرت شاہ منیر عالم صاحب ...دی مجددی مدظلہم العالی تشریف فرما ہیں۔

آپ سے شرف ملاقات حاصل ہو تو آپ کے فیضِ صحبت سے مُردہ ... بیدار ہوگئے اور خُدا کی یاد تازہ ہوگئی، چشم مشتاق نے قابلِ دید ...ا دیکھے۔

راہِ سلوک میں آپ کو کمال حاصل ہے، آپ کی گفتگو، ناصحانہ پیرے ...لی، علماء وفضلاء سے محبّت، عابدوں و زاہدوں کا ادب واحترام، مظلوموں ... دی، مہمانوں کی خاطر مدارات، ہر چیز میں آپ کا طرزِ عمل سلف صالحین ...سانی کرتا ہے، آپ کو یہ ملکہ اپنے اسلاف کرام سے وراثت میں ... آپ کے ملفوظات وناصحانہ کلام کا ہر لفظ آپ کے اسلوبِ حیات ...صادق آتا ہے۔

...ق خدا کی اللہ کی طرف رہنمائی کرنا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ...م دینا، اصلاحِ اُمّت کی فکر ہر وقت دامن گیر رہنا، تعلیم قرآن وسنّت ...ی دینا، خاصکر خانقاہی نظام برقرار رکھکر مُردہ دلوں کی نورِ معرفت سے ...ن کرنا، اللہ کے عشق ومحبّت کے پیاسوں کو اس کے عشق ومحبّت کا ...جام پلا کر سیراب کرنا، یہ سب آپ کی زندگی کے اہم شعبے ہیں، اور اس ...ہی دینی، تعلیمی، تبلیغی، اصلاحی ذمہ داریوں کو پوری طرح تندہی ...ام دے رہے ہیں۔

آپ کے اوصافِ حمیدہ، اخلاقِ فاضلہ، اوصاف مذکورہ بالا، اور

بالخصوص اللہ کے عشق و محبّت کی درد بھری آہوں نے میرے قلب پر ایسا اثر کیا کہ تحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں نے دستِ بیعت دراز کرکے ہمیشہ کے لئے آپ کی غلامی قبول کرلی۔

اس کے بعد سے بندہ کو جو حال ہوا ہے اس کی برکت سے یہ بات بغیر جھجک کے کہہ رہا ہوں کہ گویا پہلی زندگی تو بس یونہی گزر گئی اور اصل مقصودِ زندگی اب حضرت کی غلامی کے بعد حاصل ہوا ہے۔

اللہ ربّ العزّت سے استدعا ہے کہ سلامتی و عافیت کے ساتھ آپ کی عمر شریف میں برکت عطا فرماوے اور ہم سب کے لئے آپ کا فیض جاری و ساری رہے۔ آمین ثم آمین

طالبِ دُعا

کفش بردار احقر محمّد عمر مظاہری

خادم مدرسہ فریدیہ تعلیم القرآن، بانس کھیڑی

ضلع جے پی نگر (امروہہ)

۲۴؍صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۳؍مارچ ۲۰۰۸ء بروز دوشنبہ

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

دیباچہ

از: ــــــــــ مُرتّب

الحمد للہ ربّ العٰلمین، والعاقبۃ للمتّقین۔

[illegible] والسلام علیٰ رسولہٖ محمّد وآلہٖ وأصحابہٖ اجمعین، وعلیٰ

[illegible] والصّدّیقین والشّہدآء والصّالحین الیٰ یوم الدّین۔ امّا بعد!

[illegible] اللہ من الشّیطٰن الرّجیم۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ۝

فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ (قرآن کریم)

[illegible] جبرئیل ما الاحسان یا رسول اللہ: قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ

[illegible] فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ (بخاری شریف)

[illegible] اللہ العلی العظیم، وصدق رسولہ النّبیّ الامّیّ الامین الکریم۔

تمہید

[illegible] ہماری فکر بیش و کم سے ہوگا ❊ ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا

[illegible] ہوا وہ ہوا کرم سے تیرے ❊ جو کچھ ہوگا وہ تیرے کرم سے ہوگا

[illegible] الجمال ویا سیّد البشر ❊ من وّجھک المنیر لقد نوّر القمر

[illegible] الثّنا کما کان حقّہٗ ❊ بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

[illegible] تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنی ابدی محبّت کا ہم پر [illegible] فرمایا، بے شک وہی ہمارا محبوبِ حقیقی، خالق و مالک اور پروردگار ہے،

تمام درود اور تمام سلام اس محسن آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جس نے اس محبوبِ حقیقی کی معرفت، محبت اور اس کے عشق کی شراب کا جام پلایا، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی محبوب رب العالمین اور اللہ رب العزت تک پہنچنے کا واحد ذریعہ، واسطہ و وسیلہ ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کے حاملین آپ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم پر اور آپ کے سچے جانشینوں پر کروڑہا کروڑ رحمتیں برستی رہیں۔

اللہ کی تعریف، اس کے پاک محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، و دعا برائے صالحین کے بعد فقیر حقیر بندۂ ناچیز محمد ساجد قاسمی نقشبندی مجددی ہری نور پوری مراد آبادی عرض گزار ہے کہ:

اللہ رب العزت نے جب یہ چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو انسان و جنات کو پیدا فرمایا جیسا کہ حدیث قدسی کا مفہوم ہے کہ میں مخفی (پوشیدہ) خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ بالخصوص انسان و جنات کی تخلیق کا مقصد ہی اپنی معرفت قرار دیا، جیسا کہ آیت شریفہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کی تفسیر ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے إِلَّا لِيَعْرِفُونِ منقول ہے۔ یعنی انسان و جنات کو میں نے اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

پس یہ اس محبوب حقیقی کا بے پایاں احسان اور خاص کرم ہے کہ اس

...ذات نے اپنی معرفت، اپنا عشق، اپنا درد، اپنا انس، اپنی معیت، اپنا ...ال فرمانے کے لئے ہم کو تخلیق کیا۔ فللہ الحمد والشکر۔

اور ...ید برآں یہ کہ ہمکو پیدا فرما کر یونہی نہیں چھوڑا بلکہ اپنی معرفت کے ...ل کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے اپنے معصوم پیغمبروں کو بھیجا، جن کو اپنی ... کے حصول کے طریقے بذریعہ وحی کتاب و صحیفے کی شکل میں عطا فرمائے ... پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہوتی رہے۔

اللہ فرماتا ہے: لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ ... وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ (سورہ حدید آیت ۲۵)

اس آیت شریفہ میں اِرسالِ رُسُل اور اِنزالِ کُتُب دونوں کا ذکر ہے ...ونوں چیزیں ہی تمکو محبوب حقیقی تک پہنچانے کا واسطہ اور ذریعہ ہیں کوئی ...انی نہیں، کتاب اور معلم دونوں ہی کی ضرورت ہے، تاکہ سمجھنے سمجھانے ...ے جائے، اور فیض صحبت سے فائدہ اٹھانے میں آسانی ہو سکے، کتابوں ... و انبیاء علیہم السلام دونوں کا سلسلہ ساتھ ساتھ رہے۔

... حضرت آدمؑ آئے تو ان کے ساتھ صحیفے بھی آئے، حضرت شیثؑ ... ان کے ساتھ بھی صحیفے آئے، حضرت نوحؑ آئے تو صحیفے بھی آئے، حضرت ...یل اللہ آئے تو صحیفے بھی آئے، توریت آئی تو حضرت موسیٰؑ بھی آئے، ... حضرت داؤدؑ بھی آئے، انجیل آئی تو حضرت عیسیٰؑ بھی آئے، اللہ کا کلام ... آیا تو اس کے ساتھ خاتم النبیین، محبوب رب العالمین حضرت محمد احمد ... اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ علی نبینا وعلی سائر النبیین ... الصلوٰۃ والسلام۔

اس تفصیل سے پتہ چلا کہ اللہ ربّ العزّت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے دونوں ہی چیزوں کی ضرورت ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو ارسالِ رسل انزالِ کتب پر مقدم ہے۔ یعنی نبی اور رسول کا وجود کتاب اور صحیفے سے پہلے ہے۔ کہ پہلے دنیا میں یہ مبارک اور معصوم انبیاء تشریف لائے اور بعد میں کتابیں اور صحیفے ان کو عطا ہوئے اس ترتیب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رہبر، استاد، اور شیخ و مرشد کی ضرورت کتاب پر مقدم ہے جسکے فیضانِ صحبت سے انسان کتاب اور صحیفے کو سمجھ کر خدا کی معرفت حاصل کرے۔

(دیکھئے: "علماء دیوبند کا دینی رُخ اور مسلکی مزاج"۔ از حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ)

بہرحال اللہ ربّ العزّت نے تمام انبیاء علیہم السلام کو ہادی و رہنما بنا کر اس دنیا میں بھیجا جن کی صحبتوں کی برکتوں سے بے شمار گم گشتہ راہوں کو راہ ہدایت اور صراط مستقیم نصیب ہوا اور ان حضرات میں سب سے آخر میں نبی الانبیاء خاتم الانبیاء، حضرت سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ صحبت کا یہ اثر ہوا کہ جو ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتا تھا وہ ایک دم معرفتِ خداوندی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے تربیت یافتہ حضرت صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشین ہوئے۔

بالخصوص امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق تمام صحابہؓ آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے، پھر حضرات صحابہ کرام کے بعد تابعین تبع تابعین اسی طرح یہ سلسلہ آگے چلا اور عشق الٰہی کی یہ آگ سینہ بسینہ آگے بڑھتی رہی

[illegible] فضل اللہ آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک انشاء اللہ [illegible] جاری و ساری رہے گا۔

[illegible] شاہ ولی محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکاشفے میں [illegible] عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ منور سے انوارات کی ایک [illegible] روشنی نکل رہی ہے جو حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے قلوب [illegible] ہے۔ پھر وہاں سے آگے وہ روشنی بڑھی اور تابعین و تبع تابعین [illegible] داخل ہوگئی۔ اسی طرح یہ روشنی سلسلہ در سلسلہ ہمارے قلوب تک [illegible] چاہئے کہ معرفت الٰہی، عشق الٰہی اور انوارات محمدیؐ کو اپنے سینے [illegible] تو اس کو چاہیئے کہ اہلِ معرفت، اہل عشق اور حاملین انوارات [illegible] اپنے دل کو جوڑ لے، بس اس دل کے جڑ جانے سے اس کے [illegible] انوارات داخل ہو جائیں گے جو قلب محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام [illegible] ہو رہے ہیں۔

[illegible] ایک نئے انداز سے حضرت مرشدی و مولائی شاہ منیر عالم صاحب [illegible] شر اللہ امثالہٗ ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ جب بجلی کے تار سے [illegible] تو کرنٹ آتا ہے، اور جب پانی کی بھری ہوئی ٹنکی کے پائپ سے [illegible] تو اس میں پانی آنے لگتا ہے۔ اسی طرح جب دل سے دل [illegible] تو جو اس دل میں ہوتا ہے وہ اس دل میں آتا ہے۔

[illegible] ربّ العزّت کی محبت حاصل کرنے اور اللہ تک پہنچنے کا آسان [illegible] جن کے دلوں نے اللہ ربّ العزّت کے انوارات کو دیکھ لیا ہے [illegible] اللہ ربّ العزّت کی محبت ہے تم ان کے دلوں سے اپنے دلوں

کو جوڑ لو، تم بھی اللہ رب العزت کے انوارات کو حاصل کرنے والے اور اللہ تک پہنچنے والے بن جاؤ گے اور اللہ رب العزت کی محبت بھی پیدا ہو جائے گی۔

تمام سلسلوں کے بزرگوں کا یہ سبق رہا ہے کسی میں پہلے اور کسی میں بعد میں کہ دل سے دل کو جوڑا جائے، اللہ والوں کی محبت، عظمت، عقیدت اور اطاعت کے ساتھ اپنے دلوں کا تعلق ان کے دلوں سے کیا جائے۔ پس یہ مقصود تک جلدی پہنچنے کا آسان راستہ ہے اسی کو وحدتِ مطلب اور تصورِ شیخ کہا جاتا ہے۔ نقشبندی سلسلے کا یہ پہلا سبق ہے، بلکہ اس کا تو سارا معاملہ ہی دل سے تعلق رکھتا ہے، اس سلسلے میں زبان سے اللہ کہنا اتنا مقبول نہیں جتنا کہ دل سے کہنا مقبول ہے۔ ذکر قلبی ہی اس سلسلے میں اصل ہے ور ذکر لسانی اس میں نہیں ہے۔ ہاں! کسی حال کے طاری ہو جانے کی وجہ سے بے خود ہو کر اگر زبان سے ذکر نکلے تو یہ بات الگ ہے کہ اس حالت میں وہ مجبور ور بے خود ہوتا ہے، جیسا کہ مراقبہ میں شیخ کی توجہات پڑ جانے سے اکثر مبتدیوں کو یہ حالت پیش آ جاتی ہے۔ نقشبندی سلسلے کا زیادہ تر بلکہ نو حصے مدار شیخ کی توجہات پر ہوتا ہے اور ایک حصہ مرید کی اپنی محنت پر، اور دیگر سلاسل میں یہ آخری سبق ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا "اول ما آخر ہر منتہی" کہ ہماری ابتداء وہ ہے جو دوسروں کی انتہا ہوتی ہے۔

ور پھر چونکہ یہ سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور بالاتفاق جمہورِ امت آپ ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں اور سب سے زیادہ تعلق اور عشق نبوی، تعلق مع اللہ، محبت ورد ور خداوندی آپ ہی کو حاصل ہے۔ جیسا کہ یہ روایت موجود ہے کہ اگر قیامت تک آنے والی

[illegible] ام امت کا عشق جو مجھ سے ہے یک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور تنہا [illegible] کا عشق و محبت جو مجھ سے ہے اس کو دوسرے پلڑے میں [illegible] تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ والا پلڑا ہی جھک جائے گا اور وہی پلڑا بھاری [illegible] گا۔ اللہ اکبر، کیا عشق و محبت ہے۔

[illegible] اتباع سنت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب سے زیادہ کامل ہے [illegible] ہی ایسا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ کے پاس چلے [illegible] پوری امت کو سنبھال لیا، آپ سے یہ سلسلہ آگے چل کر [illegible] مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نور اللہ مرقدہ تک پہنچا ہے [illegible] اتباع سنت ور ترویج سنت کو ساری دنیا نے تسلیم کیا ہے اور علماء نے [illegible] کا اقرار کیا ہے کہ ہمیں سنتوں کا ذوق حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ [illegible] (دیکھئے "علماء دیوبند کا دینی رخ" از: حکیم الاسلام)

[illegible] بھی نقشبندی مجددی سلسلے کی اولیت ظاہر ہے۔ تاہم [illegible] تمام سلاسل کے مشائخ کا ادب ضروری ہے۔ کسی بھی سلسلے کے [illegible] کسی بے ادبی کرتا ہے تو وہ راہ سلوک میں ایک قدم بھی [illegible] سکتا ہے۔ کیونکہ سارے اولیاء اللہ کے قلوب قلب محمدی علی [illegible] الصلوٰۃ والسلام پر جا کر مجتمع ہو جاتے ہیں، لہٰذا کسی ایک ولی کی بے ادبی [illegible] اور چغلخوری تمام دروں سے اس کو دور پھینکدیتی ہے اس سے [illegible] وری ہے۔

[illegible] اس سلسلے میں ایک مبسوط مقدمہ لکھنا تھا جس کا مواد بھی بفضل اللہ تیار [illegible] کے کافی طویل ہونے کی وجہ سے یہ بات سامنے آئی کہ محبت ابھی

عشقِ خداوندی، دردِ نقشبندیہ، راہِ سلوک اور نقشبندی سلسلے کے اسباق کے اضافے کے ساتھ اس کو الگ ایک مستقل کتاب کی شکل میں شائع کیا جائے تو ان شاء اللہ زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ اس لئے یہاں نہایت اختصار سے کام لیا جا رہا ہے۔ اگر اللہ ربّ العزّت کو منظور ہوا تو کسی موقع پر اس کو تفصیل سے سامنے لایا جائے گا۔

اللہ ربُّ العزّت سے دُعا ہے کہ اپنی توفیق و تائید شاملِ حال فرما کر اس ناچیز سے اپنا کام لے لے۔ آمین

اس مختصر تمہید کے بعد شروع میں ذکر کردہ آیت شریفہ و حدیث شریف سے متعلق کچھ مختصراً عرض کرتا ہوں۔

دَوڑو اللہ کی طرف

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۔ (سورۂ ذاریات آیت ۵۰)

اللہ ربّ العزّت جو ہمارا محبوبِ حقیقی ہے ارشاد فرما رہا ہے کہ تم اللہ کی طرف دوڑو، اسی کی طرف تم بھاگو، ایمانیات، عبادات، اخلاقیات، معاملات، معاشرت، دینِ اسلام کے سبھی شعبوں کو اپنی خلوت و جلوت، ہر وقت ہر آن میں اپنے عمل میں لانا۔ اعراض عن الدنیا و رغبت الی الآخرۃ۔ یعنی دنیا سے اعراض اور آخرت کی رغبت، دوزخ سے حفاظت اور جنت کی طلب میں کوشش کرنا، سبھی اللہ کی طرف دوڑ میں شامل ہیں۔

بالفاظ دیگر شریعتِ مطہرہ کو اپنی زندگی کے ہر شعبے میں داخل کرنا اور اسی کے مطابق اپنی زندگی گزارنا اللہ ربّ العزّت کی طرف دوڑنا ہے۔ بلاشک و شبہ

یہ سب چیزیں بہت ہی ضروری اور محمود ہیں۔ مگر در حقیقت اعلیٰ درجہ کی دوڑ جو اللہ ربّ العزّت کی طرف ہے وہ یہ ہے کہ دنیا و آخرت، جنّت و جہنّم، کشف و کرامات، واجید و مقامات سبھی سے بالکلیہ منہ پھیر کر صرف اور صرف اپنے محبوبِ حقیقی جس کو ہم "اللہ" کہتے ہیں اسی کی طرف دوڑا جائے۔ کہ اپنے اعمالِ صالحہ سے مراد اور مقصود محض اللہ ربّ العزّت کی ہی ذات ہو۔ ہاں اللہ کی طرف اصل دوڑ یہی ہے، ہم اسی کو اپنی منزل، اپنا مقصود، اپنا راز، اپنا سب کچھ صرف اسی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کو بنائیں کہ یہی کامل اور خالص توحید ہے۔

ہماری زندگی کی ہر خوشی، ہماری زندگی کا ہر غم، ہماری زندگی کی ہر رات ہماری زندگی کا ہر دن، ہماری زندگی کا ہر لمحہ، ہر سانس اپنے اسی محبوبِ حقیقی کے لئے ہو۔ اللہ اپنے محبوب سے خود کہلوا رہا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورۂ انعام آیت ۱۶۲، ۱۶۳)

کہدو میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ بیشک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب کچھ اللہ ربّ العالمین کے لئے ہے، اسکا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ماننے والا ہوں۔

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ارشاد ہے، آپ نے ستارے، چاند اور سورج کی چمک اور ان کے غروب ہونے کو دیکھ کر اعلان فرمایا تھا:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ (سورۂ انعام آیت ۷۹ پارہ ۷)

کریں اپنا منہ اسی پاک ذات کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں سب سے بیزاری اور بے رخی اختیار کرکے اسی ایک اللہ کی طرف متوجہ اور مائل ہوتا ہوں، اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

ان آیات شریف سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ درجہ کی توحید اور تفویض یہی ہے کہ انسان صرف اور صرف اللہ ہی کو چاہے۔ اس کی تمام مخلوقات سے منہ موڑ لے چاہے وہ جنّت اور اس کی دل لبھانے والی حوریں اور دیگر بے شمار بیش بہا نعمتیں ہی کیوں نہ ہوں۔

ارے جب اللہ مل جائے گا تو یہ ساری نعمتیں تو خود بخود مل جائیں گی جہنّم اور آخرت کے دیگر عذابات سے بھی امان مل جائے گی کیونکہ کوئی بھی اپنے چاہنے والے کو تکلیف میں رکھنا گوارہ نہیں کرتا ہے، پھر وہ محبوب حقیقی جو اکرم الاکرمین، اجود الجوادین، ارحم الراحمین، غفّار و ستّار ہے، کیسے اس بات کو گوارہ کر سکتا ہے۔

جب ہمکو اللہ کے نبی ہمارے پیارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کا حکم ہے، تو ہمیں چاہئیے کہ ہم اس چیز میں بھی اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل کریں، کہ دنیا و آخرت، جنّت و جہنّم اور دیگر تمام مقامات و انعامات کے لالچ کو چھوڑ کر، ہم صرف اور صرف اسی محبوب حقیقی کے لئے ہو جائیں جس کے لئے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم، اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں، اس پاک ذات کے سوا ہمارا کسی بھی عمل سے کوئی اور مقصد ہرگز نہ ہو۔

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن
کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

تم مزدوروں کی طرح مزدوری کی شرط پر بندگی نہ کیا کرو، کیونکہ آقا خود ہی بندگی کی پرورش کا طریقہ جانتا ہے۔

تمام انبیاءؑ، صحابہؓ، اولیاءؒ، اتقیاءؒ اور اللہ کے دیوانوں، اسکے مستانوں نے اسی، اعلیٰ درجہ کی توحید کی طرف دعوت دی ہے، اللہ ان سب پر رحمتیں برساتا رہے اور ہمکو بھی توحید کا یہ اعلیٰ درجہ نصیب فرمادے۔ آمین

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنّت کی طلب میں عبادت کرنا لالچیوں کی عبادت ہے اور جہنّم کے خوف سے عبادت کرنا ڈرپوکوں کی عبادت ہے، بس اصل عبادت وہ ہے جو محض اللہ ربّ العزّت کی خوشنودی، اور اس کی رضا کے واسطے کی جائے، پس، ہمکو چاہیئے کہ ہم اپنا ہر عمل، اپنی ہر عبادت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی خالص اپنے اللہ ہی کے لئے کریں، اسی سے اپنا تعلق رکھیں، اسی کو اپنا، ولیٰ و ملجا بنائیں، اس کی ایسی شدید محبّت پیدا کی جائے کہ ہر وقت اس کیلئے بے چینی و بیقراری رہنے لگے، ایک تڑپ اور لگن دل میں ہونے لگے یہاں تک کہ اپنے دل میں اس پاک ذات کا مشاہدہ ہونے لگے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

جب یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے پھر بندہ کی عجیب و غریب حالت ہوتی ہے وہ اپنی ظاہری آنکھوں کو بند کرکے اپنے دل کی آنکھوں سے اپنے محبوب کا دیدار کرتا رہتا ہے اور مست ہوتا رہتا ہے اور سکون پاتا رہتا ہے، طالبعلمی کے دور میں ایک شعر سنا تھا،

اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

الحمدللہ حضرت مرشد محترم دام مجدہ کے فیضان تعلق سے اس کا صحیح اور حقیقی مطلب خوب سمجھ میں آیا۔ یقیناً پیشانی کی آنکھیں بند کرکے دل کی آنکھوں سے محبوبِ حقیقی کے انوارات کا اپنے قلب کے اندر ایک مشاہدہ ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ آمِین۔

یہاں پر اپنے مرشد کیلئے بے ساختہ دل سے دُعا نکلتی ہے کہ:

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی
مرا با جان جاں ہمراز کردی

(میرے مرشد) اللہ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے میرے دل کی آنکھیں کھول دیں اور مجھکو جانِ جاناں (محبوبِ حقیقی) کے ساتھ ہمراز کردیا۔

احسان کی حقیقت

شروع میں آیتِ شریفہ کے ساتھ حضرت محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جو مبارک حدیث تحریر کی ہے وہ مشہور حدیث جبرئیل کا ایک حصہ ہے جو مشکوٰۃ شریف، بخاری شریف اور دیگر احادیث کی معتبر کتابوں میں موجود ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سائل کی صورت بنکر ایمان و اسلام کی حقیقت دریافت کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔

مَا الْاِحْسَانُ یَا رَسُولَ اللہِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے مسلم شریف کی روایت فَاَخْبِرْنِی عَنِ الْاِحْسَانِ کے الفاظ سے نقل کی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۱ کتاب الایمان)

اے اللہ کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) احسان کیا چیز ہے تو اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تمکو دیکھ رہا ہے۔

احسان کے لغوی معنیٰ کسی چیز میں حسن اور اچھائی پیدا کردینا ہے۔ احسان کا مادّہ بھی حسن ہے۔ اور اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے احسان ایک خاص تصوّر اور مراقبہ (دھیان) کا نام ہے۔

(حدیث احسان از حضرت شاہ عبدالغنی صاحب بحوالہ نسبت احسان اور اعمال قلبیہ ص۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
اس احسان کو بعد ایمان و اسلام کے فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ علاوہ عقائد ضروریہ و اعمالِ ظاہرہ کے کوئی اور چیز بھی ہے اس کا نام حدیث میں احسان آیا ہے۔ اور اس کی حقیقت بیان فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ بھی طریق باطن ہے، کیونکہ بدون اس طریق کے ایسی حضوری بالکل میسّر نہیں ہوتی کہ لاکھوں معتبر آدمیوں کی شہادت موجود ہے، جس کے غلط ہونیکا عقل کو احتمال نہیں ہوسکتا۔

(شریعت و طریقت بحوالہ نسبت و احسان اور اعمالِ قلبیہ ص۲)

حضرت مجدد الف ثانی نوّر اللہ مرقدہٗ کے دس سالہ تجربہ کی بات

اپنے ایک مکتوب میں امام ربّانی تحریر فرماتے ہیں، شریعت کے تین جزء ہیں: علم، عمل، اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزء متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوگی، شریعت متحقق ہوگی تو رضائے حق سبحانہٗ حاصل ہوگی، یہ رضائے باری ہی تمام سعادات دنیویہ و اخرویہ سے بلند و بالا ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللہِ اَکْبَرُ

(اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے) پس شریعت ہی تمام سعادتِ دارین کی ضامن ہے۔

آگے فرماتے ہیں: طریقت و حقیقت جن کے ساتھ صوفیاء ممتاز ہیں، دونوں شریعت کے جزءِ سوم یعنی اخلاص کی تکمیل کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ پس ان دونوں کی تحصیل سے غرض شریعت ہی ہے نہ کوئی اور امر علاوہ شریعت کے، احوال و مواجید، علوم و معارف جو صوفیائے کرام کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ مقاصد نہیں ہیں، بلکہ ان کی حیثیت ان خیالات کی سی ہے جن سے اطفال طریقت کی تربیت ہوتی ہے، ان سب چیزوں سے آگے بڑھکر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہیئے، کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں مقاماتِ جذب و سلوک کی انتہا ہے۔

مزید آگے فرماتے ہیں: ہاں یہ بات ضرور ہے کہ حصول مقام اخلاص اور حصول مرتبہ رضا ان احوال و مواجید اور علوم و معارف کے تحقق سے وابستہ ہے لہٰذا یہ احوال و مواجید مقدمات مقصود ہیں نہ کہ مقصود، یہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں کامل دس سال کے بعد اس راہ میں چلکر واضح ہوئی ہے۔

(شریعت و طریقت کا تلازم بحوالہ نسبت و احسان ص۹ و ص۱۰)

اصل مقصود رضائے الٰہی ہے

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد اخلاص کا حاصل کرنا ہے، جس پر رضائے باری مرتب ہوتی ہے، یہ کمالِ اخلاص صحابۂ کرامؓ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے کامل تھا، اسی

وجہ سے صحابی کا ایک مُد جو خیرات کرنا بعد کے لوگوں کے اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرنے سے بہتر ہے کہ ان کے صدقے میں احسان و اخلاص کی وہ روح و کیفیت ملی ہوئی تھی، جو بعد والوں میں صحبت نبویؐ سے دُوری کی وجہ سے نہ رہی، جیسے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد قبر اطہر پر مٹی ڈال کر ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب کی نورانیت میں فرق پایا۔ مشکوٰۃ شریف۔

(نسبت و احسان ص۱۱، مالابدمنہ فارسی ص۱۲۸ کتاب الاحسان)

ان تفصیلات سے یہ بات واضح طور پر روشن ہوگئی کہ اصل چیز "احسان" یعنی اخلاص، تعلق مع اللہ کا پیدا کرنا اور اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی کا حاصل کرنا ہے، جو محبت کاملین ہی سے میسر آتا ہے، اور اسی لئے صحبتِ درویشاں کو تقریباً ضروری قرار دیا جاتا ہے۔

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نقشبندی مجددی قدس سرہ صاحب تفسیر مظہری نے اپنی مشہور درسی کتاب مالابدمنہ فارسی جو تقریباً سبھی مدارس میں داخلِ نصاب ہے، اس میں آپ نے مستقل ایک عنوان "کتاب الاحسان" ہی کے نام سے قائم فرمایا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں۔

بدان اَسْعَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی ایں ہمہ کہ گفتہ شد صورت ایمان و اسلام و شریعت است و مغز و حقیقت او در خدمت درویشاں باید جست۔ ص۱۲۷

یعنی اے عزیز! جان لے اللہ تعالیٰ تجھے باسعادت بنائے کہ (یہ جو بھی کچھ اب تک ایمان، طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، خرید و فروخت، معاشرت، حلال حرام کے جتنے بھی مسائل بیان کئے گئے ہیں) یہ سب کے سب ایمان، اسلام اور

شریعت کی ظاہری صورت ہے، لیکن اس کے مغز اور حقیقت کو اللہ والوں کی خدمت میں تلاش کرنا چاہیئے۔

پھر آگے فرماتے ہیں:

نورِ باطن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم را از سینۂ درویشاں بہ صحبت وبداں نور سینۂ خود را روشن باید کرد تا ہر خیر و شر بفراست صحیحہ دریافت شود۔

(مالابدمنہ صفحہ ۱۲۸)

کہ پیغمبرِ خدا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نورِ باطن کو اللہ والوں کے سینے سے تلاش کرنا چاہیئے اور اس نور سے اپنے سینے کو روشن کرنا چاہیئے تاکہ ہر خیر و شر کو صحیح فراست سے دریافت کر سکے۔

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینے میں

بہرکیف احسان بھی شریعتِ مطہرہ میں مطلوب و مقصود ہے اور اس کے بے انتہا درجے ہیں ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ آگے بڑھیں اور اللہ ربُّ العزّت کا قرب حاصل کریں، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ اللہ ربُّ العزّت کی ذات کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکا اور نہ پہنچ سکتا ہے۔

دور بینانِ بارگاہ الست
غیر ازیں پے نہ بردہ اند کہ ہست

اللہ ربُّ العزّت کی بارگاہ میں دُور تک دیکھنے والے بھی سکے آگے کچھ نہیں کہہ سکے کہ بس وہ ذاتِ برحق موجود ہے۔

تمام اولیاء ہمارے سر کے تاج اور بقائے عالم کا سبب ہیں

ایک سرسبز و شاداب لہلہاتے ہوئے چمن میں بے شمار رنگا رنگ اور گوناگوں خوشبوؤں کے پھول ہوتے ہیں، جن میں ہر پھول کا رنگ اور ان کی خوشبو ایک دوسرے سے جُدا اور ممتاز ہوتی ہے لیکن اگر بلبل گلاب کے پھول پر نثار ہوتا ہے تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ چمن کے دوسرے پھول اور ان کی خوشبو پہچانے اور ان پر وری ہونے کے قابل نہیں۔

اسی طریقے سے ہماری روحوں کے بادشاہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اور ہمہ گیر اُمّت میں اللہ ربُّ العزّت کے دیوانوں کے رنگ اور خوشبوئیں ایک دوسرے سے الگ اور جُدا دلربائی کے حامل ہیں جنکی ہمنشینی وارث ذاتِ عالیہ سے دل اور روح کو تقویت پہنچتی ہے۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے لیکر آج تک جتنے بھی بزرگانِ دین، اہلِ حق نائبینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوئے ہیں خواہ وہ کسی بھی سلسلے سے تعلق رکھتے ہوں، دُنیا سے تشریف لے جا چکے ہوں یا بقیدِ حیات ہوں، سب کے سب ہمارے سر کے تاج، قابلِ صد احترام و لائقِ اتباع و انقیاد ہیں، اگرچہ ان کے رنگ اور تعلیم و تربیت کے انداز ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں، لیکن سب کے سب توحید کے سمندر میں غوطہ لگانے والے اور ایک ہی ہدایت کے دریا کی جاری و ساری نہریں ہیں، اللہ ربُّ العزّت اپنی شایانِ شان ان حضرات کو مراتبِ علیا اور اعلیٰ علییّن میں جگہ عطا فرمائے اور مخلوق کو دیر تک ان سے فیض حاصل کرنے کا موقع عنایت

فرماتے ہیں

کہ درحقیقت یہی حضرات اس عالم کی بقاء کا سبب ہیں،

حدیث پاک میں آتا ہے؛

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہ اَللّٰہ (مشکوٰۃ شریف ص۴۸۰)

کہ جب تک روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی۔ درحقیقی معنی میں اللہ اللہ سکھانے والے یہی حضرات ہیں۔

وَمِنْ ھٰذا یعرف ان بقاء العالم ببرکۃ العباد الصالحین۔

(حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص۴۸۰)

ذکرِ شیخ

انہیں بابرکت اور مقدس ہستیوں میں سے نقشبندی مجددی سلسلے کی ایک پاکیزہ اور نورانی شخصیت مرشدی ومولائی حضرت اقدس حافظ وقاری الحاج الشاہ منیر عالم صاحب نقشبندی مجددی کی ذات گرامی ہے۔ کَثَّرَ اللّٰہُ اَمْثَالَہٗ وَاَطَالَ اللّٰہُ عُمْرَہٗ۔

جہاں تک حضرت کے تعارف کا تعلق ہے تو مجھ جیسا بے بصیرت اور بے علم انسان اولیاء اللہ کا تعارف کہاں کرا سکتا ہے، بزرگوں کا مشہور جملہ ہے۔ "ولی را ولی می شناسد" کہ ولی کو ولی ہی پہچان سکتا ہے۔ بس یہ ایک ظاہری تعارف ہے اور کتاب کی نسبت سے اتنا تذکرہ ضروری بھی ہے۔

کشمیر کی خوبصورت وادیوں میں ایک چمکتا ہوا سورج بنام حضرت مولانا شاہ میر عالم صاحب افغانی کشمیری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ضیاء پاشیوں

سے تاریک قلوب کو روشنی بخش رہا تھا، یہ سورج بھی ابھی قریب ہی میں غروب ہوا ہے (اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے) مگر اس کی روشنی آج بھی سارے عالم کو منور اور روشن کر رہی ہے۔

حضرت مولانا شاہ میر عالم صاحب علیہ الرحمہ قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالملک صاحب صدیقی بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کے خلیفہ خاص اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے شاگرد رشید ہیں، مدرسہ ڈابھیل گجرات کے سنگ بنیاد کے وقت بھی آپ اپنے استاذ محترم حضرت علامہ علیہ الرحمہ کے ہمراہ تھے کشمیر کے ایک مشہور علاقے گھنٹھی باغ میں آپ کی خانقاہ ہے جہاں سے آج بھی فیضانِ معرفت کا سلسلہ جاری ہے۔

انہی ستودہ صفات بزرگ ہستی کی خدمت میں حضرت مرشدی قاری منیر عالم صاحب دام مجدہٗ تقریباً چودہ سال رہے اور شیخ کے فیضانِ صحبت سے اپنے دل کو اللہ کا دیوانہ بنایا، آپ کے شیخ ومرشد نے آپ کو سندِ خلافت باضابطہ تحریر فرماکر عطا فرمائی اور ضلع بجنور میں کام کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ آپ اپنے مرشد کے تعمیل حکم میں ضلع بجنور کے مشہور قصبہ کرت پور کے محلہ شیش گران کی ایک مسجد میں رونق افروز ہوئے، جہاں سے آپ نے راہِ حق کے متلاشیوں کو اللہ کی راہ بتلانی شروع کی اور ایک مدرسہ بھی قائم فرمایا، جب وہ جگہ طالبین ومنتسبین کی کثرت کی وجہ سے چھوٹی پڑنے لگی تو آپ نے محلہ کاستھان کرت پور ہی میں ایک دوسری جگہ تجویز فرماکر اسی میں مسجد بنام خانقاہ والی، مدرسہ بنام دارالعلوم مجددیہ، اور خانقاہ منیریہ مجددیہ کی تعمیر فرمائی، الحمدللہ آج اسی جگہ سے علم دین اور علم مدنی دونوں کا فیضان جاری وساری ہے۔

خانقاہ شریف میں ہر ہفتے دوشنبہ (پیر) کو بعد نمازِ مغرب حضرت کی نصائح، حلقۂ ذکر و دعا کا اہتمام ہوتا ہے، بعد نمازِ عشاء حضرت شیخ دام مجدہٗ ہی کی جانب سے لنگر کا کھانا ہوتا ہے۔

الحمد للہ کافی تعداد میں دور دراز سے لوگ مے محبت خداوندی کا جام پینے کے لئے اس مجلس میں شریک ہوتے ہیں، اور محبوبِ حقیقی کی محبت کا پیالہ پی کر درِ عشق الٰہی سے اپنا دامن بھر کر جاتے ہیں۔ انھیں مجالس کا یہ مجموعہ ہے جو درِ نقشبندیہ فیوضِ رحمانی کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ ربّ العزّت اس خانقاہ کے فیض کو چہار دانگ عالم میں صبح قیامت تک کے لئے جاری و ساری فرمادے۔ آمین

مجلس کا حال

اللہ والوں کی علامت حدیث پاک میں یہ بتلائی گئی ہے کہ ان کے دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔ ان کی صحبت سے دُنیا کی محبّت میں کمی اور اللہ کی محبّت میں اضافہ ہو۔

درصحبتِ او خلل دراید یعنی محبت دنیا　　درصحبتِ او کم شود و محبّت حق زیادہ گردد

(مالا بد منہ ۱۲۸)

حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں؛

باہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت　　؛؛　　وز تو نہ رمید صحبت آب و گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش　　؛؛　　ورنہ نہ کند روحِ عزیزاں بحلت

کہ جس کے پاس تو بیٹھا اور تجھے اس سے دلجمعی نصیب نہیں ہوئی، اور اس کی صحبت سے تجھکو دنیا سے بے رغبتی نہیں ہوئی اور دنیا کی محبّت تجھ سے نہیں بھاگی تو خبردار ایسے شخص کی صحبت سے دور رہ ورنہ تو پاک روحوں سے فائدہ و فیض حاصل نہیں کر سکے گا۔

جب انسان ان پاک بزرگوں کی چوکھٹ میں داخل ہو کر خداوند قدوس کے دربار کی رسائی حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کا مقام ہی کچھ اور ہو جاتا ہے، اس کا ہر عمل دوسروں کے لاکھوں پر بھاری ہو جاتا ہے، اور وہ "دو رکعت او بہ از لک رکعت دیگراں باشد" کا مصداق ہو جاتا ہے۔

یعنی اس کی دو رکعت نماز دوسروں کی لاکھوں رکعات نماز سے بہتر ہوتی ہے، اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم عارفین، عاشقین، صاحب دل حضرات کی صحبت اختیار کریں اور اللہ ربّ العزّت کے ساتھ اپنے دل کے اعتبار سے ہر وقت مشغول رہنے کی کوشش کریں، اللہ ربّ العزّت کے ساتھ ایک لمحہ کے لئے مشغول ہوجانا دُنیا و ما فیہا سے بڑھکر ہے۔

میرے مرشد کے الفاظ ہیں "خالص ایک لمحے کے لئے اپنے اللہ کا ہوجانا تمام خلائق کی عبادت سے افضل ہے۔"

پس از سی سال محقق شد این معنی بخاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

کہ خاقانی پر تیس سال مسلسل راہِ حق میں چلنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ ایک سانس کی بقدر مشغول ہوجانا ہی تختِ سلیمانی سے بہتر ہے۔

ظاہر ہے ایسے لوگوں کی صحبتوں میں رہ کر ہی یہ حالت پیدا ہو سکتی ہے الحمد للہ اللہ کا فضل ہے کہ حضرت مرشد محترم کی صحبت اور مجلس میں بیٹھ کر اللہ ربُّ العزّت

کی ذات کے علاوہ کسی اور چیز کا خیال ہی نہیں ہوتا، کیونکہ حضرت شیخ دام مجدہ کی ساری محنت اور کوشش اسی پر رہتی ہے کہ بس خالص اپنے اللہ کے بنو، دُنیا، آخرت، جنّت اور اس کی نعمتوں کے لالچی مت بنو، جنت بھی ایک مخلوق ہے جہنم بھی ایک مخلوق ہے، مخلوق کو چھوڑ کر خالق کے پیچھے پڑو۔

عارفین، کاملین، صادقین وہی ہیں جو خالص محبّت اپنے اللہ سے کرتے ہیں، اپنے ہر عمل کے بدلے صرف اللہ ربّ العزّت ہی کی ذات کو چاہتے ہیں، جب مرشد کے دل میں یہ بات جمی ہوئی ہے تو ظاہر بات ہے کہ آپکے قلب مبارک اور گفتار مبارک کا اثر آپکے مریدین اور ہم نشینوں پر ضرور پڑے گا۔

اور بات بھی یہی ہے کہ انسان بس خالص اپنے اللہ کا بن جائے، بس اسی کو یاد رکھے باقی سب کچھ حتیٰ کہ اپنے کو بھی بھول جائے، اور اس کا ثمرہ یہ ہے کہ اتباعِ شریعت مطہرہ سے بال برابر بھی ہمارا قدم نہ ہٹنے پائے، ہماری چوبیس گھنٹے کی زندگی سنّتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے مطابق گزرے۔

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

ہم نے جو بھی کچھ پڑھا ہے اس کو بُھلا دیا ہے، سوائے محبوب کی بات کے جس کو ہم بار بار دُہراتے رہتے ہیں۔

واللہ، طلعت شمس ولا غربت ✧ الا وذکرک مقرون بانفاسی
ولا ہممت بشرب الماء من عطش ✧ الا رأیت خیالا منک فی الکاس

اللہ کی قسم تیرا ذکر میرے سانسوں کے ساتھ ملے بغیر کبھی سورج طلوع و غروب

نہیں ہوا، اور میں نے پیاس میں جب بھی پانی پینے کا ارادہ کیا تو محبوب تیرا خیال مجھے پیالے میں نظر آ گیا۔

تو حضرت پیر و مرشد کی مجلس میں بیٹھکر یہی مراقبۂ معیت نصیب ہو جاتا ہے، نیز تخلیہ، دل کو اللہ کے غیر سے خالی کرنا اور تحلیہ، اللہ کی محبّت و عظمت سے دل کو پُر کرنا، ان دونوں چیزوں کا بھی خوب مشاہدہ ہوتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل کے اندر کوئی چیز بھری جا رہی ہے، اور جس وقت حلقے میں حضرت توجہات ڈالتے ہیں تو اللہ اکبر کیا کہنا اس حالت کا، بس اللہ کے علاوہ کچھ اور نظر ہی نہیں آتا ہے اور بعض بعض لوگوں کی تو عجیب حالت ہو جاتی ہے۔ دل ہی کیا ہر بن مو سے ذکر اللہ ہی نکلتا ہے اور یہ حال ہوتا ہے کہ:

ہر تمنّا دل سے رخصت ہو گئی ✧ اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
دل میں داغوں کی یہ کثرت ہو گئی ✧ رونما اک شانِ وحدت ہو گئی
ایک تم سے کیا محبّت ہو گئی ✧ ساری خلقت ہی سے وحشت ہو گئی
جی رہا ہوں موت کی اُمید میں ✧ مر ہی جاؤں گا جو صحت ہو گئی

ہائے یہ عشقِ مولیٰ کی آگ جو دلوں کے اندر بھڑکتی ہے لفظوں میں اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا، اس کو الفاظ سے تعبیر کر کے سمجھایا نہیں جا سکتا اس کا تعلق تو بس تجربہ ہی سے ہے، ایک بار ذائقہ چکھ کر دیکھ لیا جائے اور پھر خود فیصلہ کر لیا جائے کہ حضرت شیخ کہاں لے جانا چاہتے ہیں اور کس راستے سے اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ میں پہنچا دیتے ہیں۔

نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار اند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

نقشبندی حضرات بھی عجیب قافلہ سالار ہیں کہ خاموشی کے راستے سے قافلہ کو حرم میں داخل فرما دیتے ہیں۔

تعمیلِ حکم

اس ناکارۂ خلائق نے جب یہ دیباچہ لکھکر حضرتِ والا کی خدمت میں پیش کیا تو اس کو دیکھکر مجھکو حکم فرمایا کہ مجھ سے تعلق ہونے کے بعد تمہارے اندر جو تغیر آیا ہے اس کو بھی لکھو۔

یہ بالکل وہی بات ہے جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے حضرت گنگوہی علیہ الرحمہ سے کہی تھی کہ رشید احمد اپنا حال مجھے لکھو۔ تو حضرت گنگوہی علیہ الرحمہ نے اپنا حال لکھا تھا۔ بندۂ ناچیز ان حضرات کی خاکِ پا بھی نہیں مگر حضرت مرشد محترم کے تعمیل حکم میں لکھنا پڑ رہا ہے۔

حضرت سے وابستہ ہونے سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ حضرت مجھ پر توجہات ڈال رہے ہیں اور میں بے خود ہو کر اللہ اللہ کہہ رہا ہوں اور پڑا ہوا تڑپ رہا ہوں، اس کے بعد سے حضرت کی خدمت میں آنا جانا شروع ہوا، اور مختصر یہ کہ حضرت کے دامن سے وابستہ ہو گیا، اسباق چلتے رہے اور حضرت کی توجہات کام کرتی رہیں اور کر رہی ہیں اور یقین ہے کہ آگے بھی انشاء اللہ کرتی رہیں گی۔

راہِ سلوک میں جو بھی کچھ مجھے ملا وہ آپ کی برکات سے ہی ملا، باقی میرے اندر بذاتِ خود تو کوئی ایسی بات نہیں ہے مگر ہاں الحمد للہ! حضرت مرشد محترم کی صحبت سے پہلے اور اب کے حالت میں نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے، حافظ، قاری، عالم مفتی پہلے بھی تھا مگر علم کی وسعت اور گہرائی اب کچھ اور ہی معلوم ہوتی ہے، نماز،

تلاوت، ذکر و اذکار، بحمد للہ پہلے بھی کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہوں مگر نہ معلوم کیسی وہ کس کی عبادت ہوتی تھی، مطالعہ کے دوران عجیب عجیب نکات قلب پر نہاں ہوتے ہیں، حضرت کی مجلس اور صحبت میں بیٹھکر قرآن و حدیث کے معانی کھلتے ہیں اور قلب کی وسعت کا یہ معاملہ ہے کہ تمام مخلوقات کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے جبکہ پہلے ایسا نہیں تھا۔

خلاصہ یہ کہ میں پہلے مولوی نہیں تھا، مولوی تو درحقیقت حضرت قاری شاہ منیر عالم صاحب دام مجدہٗ سے تعلق ہو جانے کے بعد بنا۔ اور جو میں نے کتابوں میں پڑھا تھا وہ حضرت کی مجلس اور خدمت میں پہنچکر اپنی آنکھوں سے دیکھا، فللہ الحمد۔ اور میں شرحِ صدر کے ساتھ کہہ رہا ہوں یہ حالت بغیر شیخ کامل کی غلامی کے نہیں ہو پاتی ہے۔

قال را بگذار مردِ حال شو
پیش مرد کامل را پامال شو

گفتار کو چھوڑو صاحبِ حال بنو کسی اللہ والے کے قدموں میں پامال ہو جاؤ۔

تحدیث بالنعمۃ

اللہ ربُّ العزت کا حکم ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ (سورۃ الضحیٰ آیت ۱۱ پ ۳۰)

اے میرے محبوب اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجئے۔

پس اسی تحدیث بالنعمت کے طور پر ایک بات ور ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ جو حضرت مرشد محترم کی برکت سے میسر آئی۔ ایک بڑے عالم جنکا تعلق دار العلوم دیوبند

سے ہے اور کٹک کے رہنے والے ہیں اس وقت انکا اسم گرامی ذہن میں نہیں ہے۔ حضرت کی خانقاہ میں تشریف لائے تھے، دوشنبہ (پیر) ہی کا دن تھا، بعد نمازِ مغرب حضرت کی مجلس شروع ہوئی، اس روز مہمان بھی کافی بڑی تعداد میں موجود تھے، حضرت مولانا کے علاوہ اور بھی کئی علماءِ کرام مجلس میں تشریف رکھتے تھے، خانقاہ مہمانوں سے بھری ہوئی تھی حتیٰ کہ باہر بھی لوگ کافی تعداد میں موجود تھے۔

جب حضرت نے نصیحتیں فرمانی شروع کیں، اللہ کی محبت اس کے عشق کے انمول ہیرے موتی بکھیرنے شروع کئے تو نصیحت فرماتے فرماتے حضرت نے ایک بات یہ ارشاد فرمائی کہ عام لوگوں کا ایک خدا ہوتا ہے مگر عارفین کا ہر روز ہر آن میں ایک نیا خدا ہوتا ہے۔

اور دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ اللہ ربّ العزت کو صحیح معنی میں کوئی دیکھ نہیں سکتا، قیامت میں بھی صرف دیدار کرانے کا وعدہ ہے، پر اس کی حقیقت کے ساتھ کوئی فرد بھی اس کے دیدار کا احاطہ نہیں کر سکتا، ورنہ پھر خالق ور مخلوق میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔

اس مجلس میں اسی وقت اللہ ربّ العزت نے حضرت شیخ دام مجدہٗ کی برکت سے دونوں باتوں سے متعلق دو آیتوں کے معانی کا فیضان فرمایا تو بندہ نے ہمّت و جرأت کرکے حضرت سے باادب ہو کر اس کا ذکر کیا تو حضرت والا بہت خوش ہوئے اور پھر ایک دوسری مجلس میں مکمل اسی موضوع پر سیر حاصل بحث فرمائی۔ یہ مجلس بھی درِ نقشبندیہ فیوضِ رحمانی میں مندرج ہے۔

پہلی بات (کہ عارفین کا ہر روز اور ہر آن میں ایک نیا خدا ہوتا ہے) سے متعلق

جس آیت شریفہ کے معانی کھلے وہ یہ ہے: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ (سورۂ رحمٰن آیت ۲۹، ۳۰) یعنی ہر دن وہ ایک شان میں ہوتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

یہ آیت شریفہ بتا رہی ہے کہ اس کی بہت سی شانیں ہیں، وہ ہر دن ہر لمحہ ایک نرالی شان میں ہوتا ہے، پس عارفین جب اس محبوبِ حقیقی کی طرف پرواز کرتے ہیں تو جہل کے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور وہ محبوبِ حقیقی کے انوارات کی زیارت کرتے چلے جاتے ہیں، ان کو جو مشاہدہ کل تھا آج اس سے آگے کا ہوتا ہے کل کو اور اس سے آگے کا، اور پرسوں مزید اس سے آگے کا، اس گھڑی میں کچھ اور مشاہدہ ہوتا ہے اور آنے والی ساعت میں کچھ اور مشاہدہ ہوتا ہے، اس طرح وہ اسکے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں، اور اس کی ہر لمحہ ہر آن میں نئی نئی زیارت سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔

اسی کو اللہ ربّ العزت بطور نعمت و انعام کے آگے فرماتا ہے: فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ کہ اے جن و انس تم ہماری کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

جہاں اور بہت سی بے شمار نعمتیں ہم نے تمکو عطا کی ہیں وہیں پر ایک بڑی نعمت یہ بھی تمکو عطا کی ہے کہ ہم ہر آن اور ہر لمحے میں اپنی ذات و صفات کا ایک نیا مشاہدہ کراتے ہیں بشرطیکہ تم ہماری طرف پرواز کرنے والے اور ہماری تلاش و جستجو میں اپنے کو کھپانے والے ہو۔

تیری تلاش میں میرا وجود بھی نہ رہا
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجو تیری

ور دوسری بات کہ اللہ ربُّ العزّت کا صرف دیدار کرانے کا وعدہ ہے،
پوری ذات دکھانے کا نہیں، اس مضمون پر اللہ ربّ العزّت نے آیت شریفہ
لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ○

(سورۂ انعام پارہ ۷ آیت ۱۰۳)

کہ اللہ ربُّ العزّت کی ذات کا ادراک (احاطہ) آنکھیں نہیں کرسکتیں
اور وہ تمام آنکھوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ باریک بین و باخبر ہے۔

اس کے ضمن میں نا چیز پر یہ معنی کھلے کہ یہ عام ہے دنیا و آخرت دونوں کے
یے یعنی نہ دنیا میں کوئی آنکھ اس محبوبِ حقیقی کا احاطہ کرسکتی ہے نہ آخرت
میں، یہ یک حقیقت ہے اگر اس کی ذات کا کوئی چیز احاطہ کرلے چاہے وہ آخرت ہی
میں کیوں نہ ہو تو پھر خالق و مخلوق میں فرق ہی کیا رہ جائے گا؟

اس لئے آیت شریفہ کو عام رکھا جائے بس اس کے انوارات و تجلّیات کا
ایک مشاہدہ ہوگا، جو بے شک دنیا و آخرت کی نعمتوں میں سب سے بڑھکر ہے اور
اس کی خوشنودی پر دلالت کرتی ہے کہ جن سے راضی ہوگا بس انھیں کو
پنے انوارات کے دیدار کی جھلک دکھائے گا، اور باقی اس کی ذات کا مدکو
درحقیقت کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے اور وہ ہر چیز کا بیک وقت احاطہ کئے ہوئے
ہے مگر اس پاک ذات کا کوئی چیز احاطہ ہرگز ہرگز نہیں کرسکتی ہے نہ دُنیا
میں نہ آخرت میں۔

یہ وہ بات تھی جو تحدیث بالنعمت کے طور پر بندے نے لکھدی، اور یہ بات
بھی قابلِ ذکر ہے کہ جب بندے نے یہ آیات شریفہ حضرت کے قول کی تائید
میں پڑھیں تو وہی حضرت مولانا کٹکی صاحب کہنے لگے

کہ مفتی صاحب آپ کے آیات شریفہ پڑھنے سے ذہن کھل گیا اور بالکل صاف
ہوگیا ورنہ میں پس و پیش میں مبتلا تھا کہ حضرت کیا فرما رہے ہیں، بحمد للہ آج
وہ حضرت سے بیعت ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن کو لکھنا میں مناسب نہیں
سمجھتا، اس دیباچے کی گذشتہ تحریریں بھی کچھ باتیں حضرت کے فیضان
صحبت سے عطا شدہ ہو چکی ہیں، خاص طور پر آیت شریفہ فَفِرُّوْا اِلَی اللہِ اور
قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اس
طریقہ خاص پر مختصر تشریح اس ناچیز پر اللہ ربُّ العزّت کا خاص انعام ہے۔

مجھے اس سے انکار نہیں کہ کسی اور نے ایسی تشریح نہیں کی ضرور کی ہوگی
مگر بندہ کو بغیر مطالعہ کے حضرت شیخ کی نسبت سے یہ چیزیں عطا ہوئیں، اگر
کہیں اور یہ تحریر مل جائے تو مزید خوشی و صد تشکر کا باعث ہوگا کہ اس ناچیز کی
بات اپنے اکابر کے موافق ہے نہ کہ مخالف۔ فللہ الحمد و لہ الشکر۔

تحدیث بالنعمت کے طور پر اس طرف کچھ اشارہ کردیا ہے تاکہ لوگوں کا رجحان
س طرف پیدا ہو کہ اللہ کے دیوانوں کو تلاش کرکے ان سے تعلق پیدا کیا
جائے ور اپنے سینے کو نورِ عشق مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم و نورِ عشق الٰہی سے
روشن کیا جائے، اور اس میں داخل ہو کر تجربہ کیا جائے ورنہ مثل مشہور ہے
"شنیدہ کے بود، مانند دیدہ" کہ سنا ہوا دیکھے ہوئے کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اب ایک بار دیکھ لو اور بحرِ توحید اور عشقِ خداوندی کے دریاؤں میں ایک
مرتبہ چھلانگ لگادو اور بالکلیہ اپنے کو اس میں ایکدم غرق کردو، نکلنے کی تمنّا مت
رکھو کہ یہ عشق کا سمندر ناپیدا کنار ہے اسکے کنارے کا پتہ نہیں ہے، جسکو جتنا

میسر آجائے قابلِ صد ناز و شکر ہے۔

عبث ہے جستجو بحرِ محبت کے کنارے کی
بس اس میں ڈوب ہی جانا ہے اے دل پار ہو جانا

دعوے کو چھوڑ دو، زبانی قافیہ بندیوں کو ختم کر دو ورنہ عشق حقیقی کی چاشنی چکھ نہیں سکتے۔

با مدعیاں مگوئید رازِ عشق و مستی
بگذار تا بمیرد در رنج و بت پرستی

قیل و قال کرنے والوں سے عشق و مستی کا راز مت کہو، ان کو اپنی دُنیا کی موج مستی میں پڑا رہنے دو۔

ساجد کو مئے وحدت پلا

میرے بھائیوں ہوش پیدا کرو، اللہ والوں کو سمجھنے کی کوشش کرو کہ خاصانِ خدا ہیں کیا چیز، جس کو جو بھی کچھ ملا ہے ان کی صحبتوں اور ان کے تعلق کی برکت سے ہی ملا ہے، اور مجھے الحمد للہ اپنے مرشد پر، ان کی نسبت پر ان کے تعلق پر ناز ہے، فخر ہے۔ اپنی ذات سے اگرچہ میں کچھ بھی نہیں ہوں مگر الحمد للہ ان خاصانِ خدا کی محبت رگ و ریشے میں پیوست ہے جس سے مجھے یقین ہے کہ وہ میرا محبوبِ حقیقی مجھ ناچیز پر ضرور نظرِ کرم فرمائیگا۔

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

میں اللہ والوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ میں ان میں سے نہیں

ہوں، شاید ان کی برکت سے اللہ رب العزت مجھکو بھی کچھ خیر و خوبی سے نوازدے۔

اور جب انسان عقیدت و خلوص سے ان حضرات سے تعلق قائم کرتا ہے تو ایک نہ یک دن ضرور نوازا جاتا ہے اور پھر اس کی مسرت وشادمانی کی انتہا نہیں رہتی ہے اور وہ زبانِ حال سے کہتا ہے۔

نازم بچشمِ خود کہ جمالِ تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دستِ خویش را
کہ او دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

اے میری آنکھوں میں تم پر ناز کرتا ہوں کہ تم نے میرے محبوب کے جمال کا دیدار کیا ہے، اے میرے پاؤں میں احترام و استقبال میں مارے خوشی کے تمہارے اوپر گر پڑتا ہوں کہ تم نے چل کر مجھے میرے محبوب کے کوچے میں پہنچا دیا ہے۔

اے میرے ہاتھوں میں ہر لمحہ تمکو ہزاروں مرتبہ چومتا اور بوسے دیتا ہوں کہ تم نے میرے محبوب کا دامن پکڑ کر میری طرف کھینچ لیا ہے اور مجھے محبوب کے قریب کر دیا ہے۔

بات زیادہ لمبی ہوگئی، اب تو کب تک اس راز و نیاز کو لکھتا رہے گا

بس اب : خاموش رکھ اپنی زباں
مت راز کر افشاں یہاں

ہیں جو اہلِ دل یہاں
سمجھیں گے وہ دردِ نہاں

پہلو میں جن کے دل نہیں
جانیں وہ کیا یہ داستاں

بہرِ دُعا، اَب ہاتھ اُٹھا
مُرشد کو دے دل سے دُعا

ساجد کو مے وحدت پلا
بھیدوں سے واقف کر دیا

بَاقی رکھے ان کو خُدا
فیضان جاری ہو سدا

مقبول کر میری دُعا
میرے اِلٰہ میرے اللہ

تکمیلِ آرزو

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِمَجَالِسَۃِ الْعُلَمَاءِ وَاِسْتِمَاعِ کَلَامِ الْحُکَمَاءِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحْیِ الْقَلْبَ الْمَیِّتَ بِنُوْرِ الْحِکْمَۃِ کَمَا یُحْیِ الْاَرْضَ الْمَیْتَۃَ بِمَآءِ الْمَطَرِ۔ (الحدیث در بن محمد عسقلانیؒ)

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ علماء کی صحبت اور حکماء کا کلام سُننے کو مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ اللہ ربُّ العزّت مُردہ دلوں کو حکمت سے نور اسی طرح زندہ فرماتا ہے جیسا کہ بارش کے پانی سے مردہ زمین کو زندہ فرماتا ہے۔
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اہل علم کی ہمنشینی اور اہلِ دل کے

اقوال، ملفوظات، مواعظات اور رقعات سے دل کو حیات اور تقویت ملتی ہے، اور ان کی برکتوں سے مُردہ دلوں کو زندگی اور اس میں عشق و محبتِ الٰہیہ کے پھول کھلتے ہیں، ان کے کلام سے دل سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ اولیاء اللہ کے واقعات اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں جن کے ذریعہ سے طالبین و مریدین کے قلوب کو جلا ملتی ہے۔

کسی نے آپ سے اس قول کی دلیل پوچھی تو فرمایا، اللہ کا کلام پڑھو:
وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝
(سورۂ ہود آیت ۱۲۰ پارہ ۱۲)

اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصّے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں، اور ان قصّوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی راست (سچّا) ہے اور مسلمانوں کے لئے نصیحت ہے اور یاددہانی ہے۔ (ترجمہ حضرت حکیم الامّتؒ)

الحمد للہ! حضرت مرشد محترم دام مجدہٗ کے کلام میں یہ صفت بدرجۂ تم موجود ہے، جس کا اجمالی حال پیچھے بیان کیا جا چکا ہے، تو بندے کے دل کو تحریص ہوئی اور ایک دیرینہ تمنّا اور آرزو جو طالب علمی ہی کے دوران سے تصوّف اور بزرگوں کے حالات و ملفوظات کے مطالعے اور اہل نسبت حضرات کی مجلسوں میں مسلسل شرکت کی برکت سے دل میں پوشیدہ تھی جس کی تکمیل کے لئے بندہ دُعا بھی کیا کرتا تھا کہ اللہ ربّ العزّت مجھے بھی کسی اپنے مخصوص بندے کی خدمت میں پہنچا دے

جس کے کلام و دردکو میں بھی کسی کتاب میں محفوظ کرسکوں، مزید برآں عوام وخواص دونوں ہی کی جانب سے بندے کے سامنے یہ بات آئی کہ حضرت شیخ دام مجدہٗ کی مجالس کو کتابی صورت میں لایا جائے تاکہ بعد میں آنیوالی نسلوں کیلئے بھی ان سے استفادہ ممکن ہوسکے۔

الحمدللہ اس محبوب حقیقی کا خاص کرم ہوا کہ اس ناچیز کو اپنے ایک عارف کامل کی خدمت میں پہنچایا اور اس طرح یہ دیرینہ حسرت وآرزو محض اسی کے فضل وکرم سے پایۂ تکمیل کو پہنچکر منصۂ شہود پر آرہی ہے، یاد رہے کہ احقر نے جب حضرت شیخ سے اسکی اجازت چاہی تو حضرت نے سکوت اور خاموشی اختیار فرمالی، وقت گزرتا گیا اور بعض سمجھدار پیر بھائی حضرت کی مجالس کو ٹیپ کرتے رہے، بالآخر اجازت کے بعد ان سب کیسٹوں کو جمع کرکے بندے نے نقل وترتیب کا سلسلہ بنصرتِ خداوندی وتوفیقِ ایزدی شروع کردیا۔

دورانِ ترتیب بھی حضرت نے بندے سے اسطرح کی باتیں فرمائیں کہ مفتی صاحب ہماری باتوں میں کچھ عشق خداوندی اور محبت الٰہی کی بات ہے یا نہیں، ایک مرتبہ فرمانے لگے مفتی صاحب، ہم کیا ہیں، ہماری بات ہی کیا ہے، کہیں کتاب لانے سے اپنے بڑوں کی بے ادبی تو نہیں ہوگی۔ بندہ عرض کرتا کہ حضرت ایسا نہیں ہے۔ بے شک وہ سب ہمارے بڑے تھے مگر آپ بھی ہمارے لئے بڑے ہی ہیں اور آپکا کلام بزرگوں ہی کا کلام ہے۔

بہرحال اسی طرح کی عرض ومعروض بھی جاری رہی اور اسی طرح سے آپ کی زبان مبارک سے محبت الٰہی اور عشق خداوندی کے نکلے ہوئے ہیرے اور موتی اس ناچیز کے قلم سے "دردِ نقشبندیہ فیوضِ رحمانی" کے نام سے جمع ہوکر

آپ ان میں آپ کو نقشبندی حضرات کا دردِ بیکراں، ان کے دلوں کی چاہت اور تڑپ دیکھیگی جو درحقیقت براہِ راست فیضانِ خداوندی ہی ہے۔

فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا، ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَّ لَہُ الشُّکْرُ۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ سعادت زور بازو کا کرشمہ نہیں ہے جب تک بخشنے اور عطا کرنے والے اللہ کی طرف سے عطا اور بخشش نہ ہو۔

ظاہر ہے اتنا بڑا کام اور وہ بھی تصوف پر مجھ جیسے نااہل کے لئے تو ایک بہت ہی دشوار کام تھا اور اس لئے بھی کہ تصوف کی باریکیوں کو صحیح معنیٰ میں اہل تصوف ہی سمجھ سکتا ہے۔ مگر الحمدللہ و بفضل اللہ والدین محترمین کی دعائیں اور سلسلے کے مشائخ، بالخصوص حضرت مرشد محترم دام مجدہ کی توجہات نے پورا پورا کام کیا، اگرچہ بظاہر کوئی مشورہ دینے والا بھی نہ تھا مگر تائید ایزدی اور نصرت خداوندی شاملِ حال رہی۔

دورانِ تحریر وترتیب اور عنوانات کے قائم کرنے میں جہاں کہیں کسی طرح کا بھی تردد پیش آتا تو راقم کچھ پڑھکر سلسلے کے بزرگوں کو ایصالِ ثواب کرتا اور حضرت شیخ کے دل سے دل لگاکر مراقبے میں بیٹھ جاتا اس کی برکت سے مجھے انشراحِ قلب نصیب ہوجاتا۔ اور الحمدللہ "دردِ نقشبندی فیوضِ رحمانی" کا ایک ایک جملہ شرح صدر اور یقینِ کامل کے ساتھ لکھا گیا۔ اسطرح سے یہ دشوار ترین کام بفضلِ ربی سہل ہوگیا۔ فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

اگر کسی صاحب کو کہیں شک اور شبہ پیدا ہو تو بندہ سے رابطہ قائم

کریں، افہام وتفہیم کا راستہ کھلا ہوا ہے انشاء اللہ افادہ و استفادہ کی راہ ہاتھ سے نہیں جائے گی، باقی رہا یہ معاملہ کہ اگر کوئی نہ مانے یا خامیاں نکالنے پر ہی آجائے تو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں اور ان کے لئے ہمارے پاس سوائے دعائے ہدایت کے کچھ نہیں۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ (سورۂ اعراف آیت ۱۷۹ پارہ ۹)

ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں، اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ، وہی لوگ ہیں غافل۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

پس جن کے پاس سمجھنے والا دل نہ ہو اور دیکھنے والی آنکھیں نہ ہوں اور سننے والے کان نہ ہوں وہ اندھے گونگے اور بہرے ہوں تو ایسے لوگوں کو سوائے خدا کے اور کون راستہ دکھلا سکتا ہے، ایسے لوگوں کو مثل چوپایہ کہہ کر بھی قرآن پاک کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوتا بلکہ ان کو بَلْ هُمْ أَضَلُّ کہ وہ جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں کہتا ہے اور اتنا ہی نہیں مزید اس سے آگے ان کو غافلین کہہ کر خاموش ہوتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ، يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَىٰ دِينِكَ ۝ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ

لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ. اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ أَحَبَّكَ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُحْيِيَ قَلْبِي بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ أَبَدًا يَا اَللّٰهُ۔

آمِيْن يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ضروری وضاحت

درودِ نقشبندیہ فیوضِ رحمانی کی ترتیب مجلس مجلس کر کے ہے بحمد للہ چونکہ کافی مواد جمع ہوگیا ہے اس لئے اس کو انشاء اللہ تعالیٰ جلدوار لانا ہے، اب تک تین جلدیں مکمّل ہوچکی ہیں، جن میں سے پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے اور باقی دو جلدیں بھی تقریباً ساڑھے تین تین سو صفحات پر مشتمل بفضلِ ربی تیار ہیں بہت جلد منظرِ عام پر آرہی ہیں، اور یہ سلسلہ انشاء اللہ آگے جاری رہے گا جب تک اللہ ربُّ العزّت کو منظور ہوگا، حضرت کی مجالس کو کتابی شکل میں پیش کیا جاتا رہے گا۔ —— سبھی جلدوں کی مجالس مختلف تاریخوں کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہیں، البتہ مجلس نمبر پہلی جلد کے اعتبار سے ہی ایک دو تین کر کے ہوگا۔ پہلی جلد میں جتنی مجلسیں آئی ہیں آگے جلدوں میں مجلس نمبر اُن سے آگے سلسلہ وار ہوگا۔ ہاں جو مجالس جلد اوّل میں آچکی ہیں ان تاریخوں کا فرق جلد دوم و سوم میں بھی ظاہر ہوگا، مستفیدین حضرات اس کو ذہن میں رکھیں۔

اور ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ مجلس کے اندر حضرت والا نے جو بات

جہاں اور جس طرح ارشاد فرمائی ہے اس کو اسی طرح سے تحریر میں لایا گیا ہے اس لئے اگر کہیں تکرار محسوس ہو تو وہ یا تو مسلسل مضمون کے پورا ہونے کیلئے ہے یا مضمون کی چاشنی اور مطلب کو پورا کرنے کے لئے یا حضرت نے ایک ہی بات کو مختلف انداز سے سمجھانے کی کوشش فرمائی ہے تو ان وجوہات سے اس کا لانا ضروری ہوا ہے ورنہ اس کے بغیر مضمون ہی تشنہ لب یا ادھورا رہ جاتا اور بات پوری طرح سے سمجھنے میں کچھ دشواری ہوتی۔

اور چونکہ بندہ اکثر مجالس میں حاضر رہتا ہے اس لئے حضرت کے انداز بیان وطرز ادا کے مطابق بعض جملے عجیب چاشنی کی خوبی کی وجہ سے مکرر لائے گئے ہیں جن کا تعلق دیدنی و شنیدنی ہے، رہا عنوانات کا معاملہ سو وہ اگرچہ بعض مجالس میں طویل اور کثیر ہو گئے ہیں مگر بندے کے پیشِ نظر یہ بات رہی کہ ان میں بھی جو حضرت کے اقوال زرّیں ہیں انھیں کو لیا جائے تاکہ صرف عنوانات پڑھنے والا بھی محبتِ الٰہی کی کچھ نہ کچھ چاشنی ضرور چکھ لے اور اس کو ضرور تھوڑا بہت فائدہ حاصل ہو، اور پھر مجھے تو حضرت کی ہر بات ایک نئی معلوم ہوتی تھی اس لئے عنوانوں کی کثرت بے اختیار ہو گئی کہ حضرت شیخ دام مجدہٗ کی ہر بات بالکل الگ الگ سامنے آئے تاکہ اس سے استفادہ مزید آسان ہو سکے اور ایک ایک ہیرے موتی کو مستفیدین حضرات جداگانہ حیثیت سے دوڑ دوڑ کر چن لیں، البتہ بعض مجالس میں کچھ مختصر اور تشنہ لب عنوان بھی لگائے ہیں تاکہ اس کو پڑھکر ایک پیاس، تڑپ اور طلب پیدا ہو اور اس کا پورا مضمون پڑھکر اس کی پیاس بجھ جائے۔

نیز مجلس کے سرورق پر ایک اجمالی عنوان اور اندر اس مجلس سے متعلق تمام

عنوانات کی فہرست دی گئی ہے۔ باقی ایک جلد میں دی گئی تمام مجالس کے عناوین کی ایک اجمالی فہرست کتاب کے شروع میں دیدی گئی ہے تاکہ ایک نظر میں سرسری طور پر تمام مضامینِ مجالس کا خاکہ ذہن میں آجائے اور باقی تفصیلی فہرست ہر کتاب میں ہر مجلس کے ساتھ ہی دی گئی ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ خاندانِ نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ اسرارہم کا شجرۂ طیبہ پہلی جلد میں اور حضرت مرشد محترم دام مجدہٗ کی مناجات تینوں جلدوں میں الگ الگ دی گئی ہیں، اس ترتیب کے ساتھ "درِ نقشبندیہ فیوضِ رحمانی" مثل دردِ داؤدی آپ تک پہنچی ہے، اگر دل کی بصیرت کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا جائیگا تو انشاء اللہ اس میں رنگِ داؤدی نظر آئے گا۔ فالحمد للہ رب العلمین۔

گر ہمی خواہی کہ گردی در دو عالم ارجمند
دائما باشی غلام خاندانِ نقشبند

اگر تو دونوں جہان میں کامیابی اور سرفرازی چاہتا ہے تو خاندان نقشبندیہ کی زندگی بھر کی غلامی میں داخل ہو جا۔

آخر میں گزارش ہے کہ اگر اس کاوش میں کوئی خامی نظر آئے تو "الدین النصیحہ" (دین خیر خواہی کا نام ہے) کے تحت اس سے مطلع کیا جائے انشاء اللہ اس کی اصلاح کر لی جائے گی، خادم نے تو حق خدمت ادا کرنے میں حتی الامکان کوشش کی ہے کہ عام فہم اور تصوفانہ طرز پر، درد و محبّتِ خداوندی کے اثر کے ساتھ آپ تک پہنچے، لیکن پھر بھی مجھے اپنی بے مائگی علم اور ضعف کا بھرپور احساس ہے، اللہ رب العزت کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ آمین

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر ؛ میں نے تو درگزر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا

ناظرین کرام سے درخواست ہے کہ بالخصوص دعائے نیم شبی اور آہ سحرگاہی میں بندۂ ناچیز ور حضرت مرشد محترم کو یاد رکھیں۔

فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

سحر کے وقت میں جب عابد و معبود ملتے ہیں
بہت بے پردہ ہو کر ساجد و مسجود ملتے ہیں

اے میرے اللہ! اے میرے معبود، اے میرے پالنہار، اے میرے محبوبِ حقیقی، اے میری منزل، اے میرے مقصود، اے میرے دل کے راز، اے میرے مشکل کشا، اے میرے حامی و ناصر، اے میرے توفیق بخشنے والے پروردگار، اے میرے دل کی مراد یا مغیث یا مبدئ یا معید یا فعّالٌ لما یرید یا غفّار یا ستّار مجھے اپنے دامنِ رحمت میں چھپا کر میری اس کاوش کو محض اپنی رضا کے لئے مقبول و منظور فرمالے اور موجودہ و آئندہ قیامت تک آنے والے تمام ہی انسان و جنّات کے لئے ذریعۂ ہدایت اور معرفت و عشقِ حقیقی کے حصول کا سبب بنادے۔ میرے مرشد محترم کی عمر میں برکت عطا فرما کر چہار دانگ عالم میں آپ کے فیض کو روشن و جاری و ساری فرما دے، اس سراپا تقصیر ناکارہ کو اپنی ذات عطا فرمادے کہ میں تو بس تیرا ہی طالب ہوں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ آمین یا اللہ العٰلمین، و بحرمت سید الاوّلین والآخرین، علیہ التحیۃ والتسلیم وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وّ آلہ وصحبہ وبارک وسلّم وصلی اللہ علی النبی الامی الامین الکریم ۝ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

خوش ہو جاؤ

(۱) شاد باش اے خستہ ہجران بلا — کز پئے دردِ تو درماں می رسد
(۲) در دلِ افسردہ روحے می دمد — مردہ تن را مژدۂ جاں می رسد
(۳) بہر نشرِ علم و نشرِ نورِ دل — بحرِ عرفاں مہرِ تاباں می رسد
(۴) سالکانِ جادۂ تحقیق را — قافلہ سالارِ کنعاں می رسد

(۱) خوش ہو جاؤ اے غمِ ہجر کے ماروں کہ تمہارے درد کے علاج کا سامان پہنچ رہا ہے۔

(۲) افسردہ دلوں میں روح پھونکی جا رہی ہے، اور مُردہ بدن کے لئے جان کی خوشخبری پہنچ رہی ہے۔

(۳) علم پھیلانے ور دینِ اسلام کے انوارت بکھیرنے کیلئے معرفتِ الٰہیّہ کا سمندر اور روشن سورج پہنچ رہا ہے۔

(۴) حقیقت کے راستے پر چلنے والوں کیلئے شہر کنعاں کے قافلے کا سردار (حضرت یوسف علیہ السلام جیسا رہبر) پہنچ رہا ہے۔

فقط

اپنے رب کی رحمت کا اُمّیدوار

خادم الفقراء محمد ساجد قاسمی نقشبندی مجددی

دارالعلوم ابوبکر صدّیق خانقاہ منیر موضع ہری نور پور ڈاکخانہ پاٹھنگی
ضلع مراد آباد (یوپی) پن کوڈ:- ۲۴۴۵۰۱

۲۱ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۹ فروری ۲۰۰۸ء بروز جمعہ ـــ قبیل مغرب

بِاسْمِہٖ سُبحَانَہٗ تعَالیٰ

دردِ مُنیرؔ

کیسے رب تیرا نام لکھوں میں   کیسے تیرا راز لکھوں
کیسے رب تیرا عشق لکھوں میں   کیسے تیرا درد لکھوں
نفس وخواہشات مجھکو ستائیں رب   یہ ساری دُنیا مجھے للچائے

شیاطین میری مذاق اُڑائیں
کیسے تیرا نام لکھوں

نفس وخواہشات سے مجھکو چھڑالے رب   اس ساری دُنیا سے مجھکو بچالے
شیاطینوں کو قید کرادے رب   اپنے درد کا تو جام پلادے
پھر میں تیرا نام لکھوں رب   پھر میں تیرا راز لکھوں

پھر میں تیرا عشق لکھوں رب
پھر میں تیرا درد لکھوں

کہاں سے رب وہ پھلواڑی لاؤں   کہاں سے وہ باغباڑی لاؤں
جس سے رب میں تجھکو سجاؤں   اس دل میں رب تجھکو بساؤں
کہاں سے رب وہ آنکھیں لاؤں   جن آنکھوں میں تجھکو سماؤں

کہاں سے رب وہ الفاظ میں دوں
جن لفظوں سے تجھکو سناؤں

اپنے ذکر وفکر کی پھلواڑی دیدے رب   اپنے عشق ومحبت کی باغباڑی دیدے
اپنے اُنس کی رب تو شراب پلادے   اپنے قرب کا رب تو کھانا کھلادے
پھر میں تیرا نام لکھوں رب   پھر میں تیرا راز لکھوں

پھر میں تیرا عشق لکھوں رب
پھر میں تیرا درد لکھوں

کہاں سے رب وہ قلم میں لاؤں   کہاں سے دوات وسیاہی لاؤں
کہاں سے رب وہ دل میں لاؤں   جس دل کو تیرا محل بناؤں
کہاں سے وہ اوراق میں لاؤں   جن اوراقوں میں تجھکو لکھوں رب

جن میں تیرا نام لکھوں رب
جن میں تیرا راز لکھوں

رُوئیں رُوئیں کو رب میں قلم بناؤں   ان آنکھوں کو دوات بناؤں
عقل وفہم رب تجھکو بناؤں   رُوح کو تیری پیاسی بناؤں
لہُو کو رب میں سیاہی بناؤں   دل کے پردوں کو اوراق بناؤں

ان اوراقوں میں تجھکو لکھوں رب
اس دل میں تیرا درد لکھوں

کسی نے کسی کو مانگا ہے رب   کسی نے کسی کو چاہا ہے
اس دل نے رب تجھکو مانگا   مُنیرؔ نے تجھکو چاہا ہے
دنیا مانگوں نہ رب آخرت مانگوں   دونوں جہاں کے بدلے مانگوں

تجھکو مانگوں تجھ سے مانگوں
تجھ سے تیرا درد میں مانگوں

آنکھیں ڈھونڈیں دل ڈھونڈے رب | رُوح میری رب تجھکو ڈھونڈے
دُنیا ڈھونڈے اپنا اپنا | یہ دل ڈھونڈے رب تیرا سپنا
اس دل کی رب فریاد سُن لے | یہ ٹوٹا ہوا ویرانہ ہے رب

یہ اجڑا ہوا آشیانہ ہے رب
بس منیرؔ ترا دیوانہ ہے رب

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مجلس نمبر ۱

توحیدِ کامل پیدا کیجئے

حضرت شاہ مُنیر عالم صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۳ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۰۸ء
بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجددیہ)
کرت پور بسی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:-
شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہِ منیریہ
محلہ کاشتھان قصبہ کرت پور بسی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر 09412486152 09997414108
فون نمبر: 01341-240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر۱

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحیدِ کامل پیدا کرو

میرے عزیزو! جب تک تم اپنے دل کے اعتبار سے اس دُنیا سے نفرت نہیں کروگے. دُنیا کی ہر چیز سے نفرت نہیں کروگے جب تک تمہارے لئے آخرت کا دروازہ نہیں کھلے گا، اور جب تم آخرت میں پہنچ جاؤ گے اور آخرت کو اپنا مقصود سمجھنے لگو گے اسوقت جب تک تم آخرت کو الوداع نہیں کہو گے تب تک وحدہٗ لاشریک کی محبت نصیب نہیں ہوگی. اکثر انسان دُنیا کی محبت میں اُلجھے ہوئے ہیں، بہت کم لوگ ایسے ہیں جو آخرت کی محبت میں اُلجھے ہیں، شاذو نادر ایسے ہیں جو اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔

اکثر لوگوں نے دُنیا کو اپنا بُت بنا رکھا ہے، بہت سوں نے آخرت کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے۔ اے انسان تو کب تک اس دُنیا کی پوجا کرتا رہے گا؟ کب تک تو آخرت کی نعمتوں کے لالچ سے عبادت کرتا رہے گا؟ اے انسان کب تک اس دُنیا کا پیاسا رہے گا؟ کب تک تجھکو آخرت کی بھوک لگتی رہے گی؟

یاد رکھ جب تک تو اس بھوک اور پیاس سے دُور نہ ہوگا تب تک تجھکو محبوب حقیقی کی بھوک اور پیاس نصیب نہیں ہوگی. محبوب حقیقی کی بھوک اور پیاس اسی کو نصیب ہوتی ہے جو دُنیا و مافیہا سے اپنا مُنہ پھیر لیتا ہے، جو دُنیا و آخرت دونوں سے اپنے دل کو ہٹا لیتا ہے۔

اے میرے عزیزو! یاد رکھو ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے، اور پھل کے اندر

پچھ نہ کچھ گودا بھی ہوتا ہے، اور گودے کے اندر کچھ نہ کچھ رس بھی ہوتا ہے، اے میرے عزیزو! درخت کے پیچھے نہ پڑو، چھل کے پیچھے نہ پڑو، پھل کے گودے کے پیچھے نہ پڑو، پھل کے اندر جو جوس ہے تم اسکے پیچھے پڑو، دنیا کے پیچھے نہ پڑو، آخرت کے پیچھے نہ پڑو، جو دُنیا و آخرت کا خالق و مالک ہے، اگر تم دانشور ہو تو اسی کے پیچھے پڑو۔

وہی عارفین ہیں وہی کامیاب ہیں جو دونوں چیزوں کے بدلے میں اپنے محبوب حقیقی کو پسند کرتے ہیں، اے مسلم جب تک تیرا دل ایسا نہیں ہوگا جب تک تو اپنے مقصد کو نہ پہنچے گا، تیرا مقصد جو ہے اللہ رب العزت کی ذات ہے، تیرا مقصد جو ہے وحدہٗ لاشریک کا تعلق ہے۔

تو تب ہی اپنی منزل کو پہنچ سکتا ہے، تب ہی اپنے مقصد کو پہنچ سکتا ہے، جب دل کے اعتبار سے تو ان چیزوں سے دُور ہو جائے گا، ہاں دُنیا میں رہنے کے لئے تجھکو دنیا کی ضرورت ہے، آخرت میں جانا وہاں تجھکو جنّت کی ضرورت ہے تو دنیا شریعت کے ہاتھوں سے لو، اور دنیا کو شریعت ہی کے ہاتھوں سے پکڑو، پھر یہ تیرے لئے حلال اور مباح ہو جائے گی۔

جنّت کا طلبگار تو صرف اس وجہ سے ہو کہ جنت میں تجھکو اپنے محبوب کا دیدار ہوگا تو پھر جنت بھی تیری عبادت بن جائے گی، ورنہ یاد رکھئے اگر تو دنیا اور آخرت کو اپنا حقیقی مقصد بنائے گا تو اس محبوبِ حقیقی کے قرب سے تو دور ہو جائیگا۔

محبوبِ حقیقی کا قرب نہ دنیا کے پجاریوں کو ملتا ہے نہ آخرت کے پجاریوں کو ملتا ہے، دُنیا کا پجاری بڑا شرک کرتا ہے اور آخرت کا پجاری چھوٹا شرک کرتا ہے اور توحید کے دامن میں وہی پرورش پاتا ہے، توحید کے سائے میں وہی رہتا ہے

توحید کے ذریعے سے اپنے محبوب حقیقی کو وہی پہچانتا ہے جسکا اصلی مقصد اپنے محبوب ہی کی ذات ہوتی ہے۔

جب تک تمہاری توحید مضبوط نہ ہوگی، جب تک تمہارا تعلق اللہ سے ایسا نہیں جڑے گا کہ اللہ کے اور بندے کے درمیان میں کوئی بھی چیز نہ ہو، اس وقت تک توحیدِ کامل اور ایمان کامل کو نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے لئے بنایا ہے، اللہ رب العزت اپنے اور ہمارے درمیان میں کسی کو دیکھنا نہیں چاہتا ہے۔

توحیدِ خالص پیدا کرو

اے میرے عزیزو! اپنا وقت ضائع نہ کرو، اپنا وقت برباد نہ کرو، اپنی دُنیا برباد نہ کرو، اپنی آخرت برباد نہ کرو، حقیقت کے اعتبار سے تو نہ دُنیا کی آبادی تیرے لئے آبادی ہے اور نہ آخرت کی آبادی تیرے لئے آبادی ہے، صحیح معنوں میں تیری جو آبادی ہے وہ محبوب حقیقی کے مل جانے کے بعد ہے، تیرا محبوب حقیقی اگر تجھکو مل گیا تو تیری دنیا بھی آباد ہے اور تیری آخرت بھی آباد ہے، اور اگر وہ محبوب حقیقی نہیں ملا تو تیری دُنیا بھی برباد اور آخرت بھی برباد ہے۔

دنیا تیری بربادیوں ہے کہ دُنیا میں رہ کر ہی تو اپنے محبوب حقیقی کو اپنا محبوب بنا سکتا ہے، اور وہ تجھ سے ہو نہ سکا، اور آخرت تیری بربادیوں ہے کہ جب تو نے اپنے محبوب کو نہیں منایا، اس محبوب کو اپنا محبوب نہیں بنایا تو آخرت تیری کیسے محبوب ہو جائے گی، اپنے محبوب کا دیدار تجھکو کیسے ہو جائے گا؟

اکثر لوگ دُنیا کے پجاری بنے ہوئے ہیں، بہت سے لوگوں نے دُنیا کو اپنا بُت

بنالیا ہے، دُنیا کو اپنا مقصد بنالیا ہے۔ کیا میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی تعلیم ہے؟ کیا میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسی تعلیم کو لے کر آئے؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی طریقہ اپنی زندگی کا گزار کر دکھلایا؟

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول ہر فعل ہمارے لئے سبق ہے، ہمارے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قدم ہر لمحہ ہمارے لئے نصیحت ہے، یہی چاہیے کہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مُبارک سُنّتوں کو اپنانے کی کوشش کریں۔ اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی ذات سے تعلق پیدا کیا ہے ہمارا تعلق بھی اسی ذات سے ہونا چاہیئے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو مقصود تھا وہ اللہ کی ذات تھی، حضرت آدم علی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کا مقصود اللہ کی ذات تھی، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا مقصود اللہ کی ذات تھی، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا مقصود اللہ کی ذات تھی، تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کا مقصود اللہ ربُّ العزّت کی ذات تھی۔

اے مسلم، اے ہر وہ کلمہ گو جس نے کلمۂ توحید کا اقرار کرلیا ہے اس کو لازم ہے کہ اپنے اللہ کو اپنائے، اپنے محبوب حقیقی کو اپنائے، اپنے اللہ کو اپنی منزل اپنا مقصود سمجھے۔

اے کلمہ گو! اگر تو نے توحید کا یہ پودا اپنے اندر لگالیا کہ تیرا محبوب، تیرا مقصود صرف وہی بن گیا جس نے تجھکو پیدا کیا ہے تو یاد رکھ تو اپنی مُراد کو پہنچ سکتا ہے ورنہ تو اپنی مُراد کو پہنچنا بہت مشکل ہے۔

سب سے عُمدہ انسان

دیکھنے میں آرہا ہے دنیا گمراہیوں میں ڈوبتی چلی جارہی ہے، یہود ونصاریٰ کے طریقوں کو مضبوطی سے پکڑ رہی ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کی جارہی ہے، آج کے دور میں مُسلم نام رکھنا بھی عیب سمجھا جارہا ہے، نمازوں کا پڑھنا بھی عیب سمجھا جارہا ہے، مسجد تک جانے کو بھی عیب سمجھا جارہا ہے، اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تو مسجد میں جانے کو اپنی زندگی کا ایک مشغلہ بنالیا تھا۔

اے نادان، اے بیوقوف، اے دُنیا کے پجاری آج اگر تو مسجد میں جانے کو عیب سمجھ رہا ہے، تو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مخالف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا مخالف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ عمل کر کے دکھلایا ہے تو اسکا مخالف ہے۔

اے لوگو! نادان نہ بنو، دانا بنو۔ اپنا تعلق اپنے اللہ سے پیدا کرو، اپنے اللہ کو پہچانو، اپنے محبوب سے اپنے دل کو جوڑو، جب تک تم اپنے دل کو اپنے محبوب سے نہیں جوڑو گے، اپنا دل اپنے اللہ کو نہیں دو گے، جب تک تم دنیا اور آخرت کے بدلے میں اللہ کی ذات کو نہیں چاہو گے، جب تک دنیا اور آخرت کے مقابلے میں تمہاری سچّی پیاس اللہ کی ذات نہیں بنے گی تم اپنے مقصود کو نہیں پہنچو گے۔

کسی نے دنیا کو اپنا بُت بنالیا، کسی نے آخرت کو اپنا بُت بنالیا، کسی نے اپنی عزّت اور شہرت کو اپنا بُت بنالیا، کسی نے اپنے خاندان اور برادری کو اپنا بُت بنالیا، اللہ

کی نظروں میں یہ چیزیں کچھ نہیں ہیں، اللہ کی نظروں میں وہی اچھا ہے جو اللہ کو چاہنے والا ہے، جو اللہ سے محبّت رکھنے والا ہے، جو اللہ کو اپنا دل دینے والا ہے، سب سے عمدہ وہی انسان ہے کہ جس نے اپنا دل اپنے اللہ کو دیدیا۔

اللہ حسب و نسب کو نہیں دیکھتا ہے، امیری غریبی کو نہیں دیکھتا ہے چھوٹے بڑے کو نہیں دیکھتا ہے، چاہے ایک جوتا گانٹھنے والا ہی کیوں نہ ہو، اگر محبوبِ حقیقی کا درد اس کے دل کے اندر ہے، سچی چاہت اس کو اللہ کی ذات کی ہے، وہی اللہ کی نظروں میں محمود ہے، تو کتنی ہی مسہریوں پر بیٹھا رہے، پالکیوں میں جھولتا رہے، ایئر کنڈیشن گاڑیوں میں گھومتا رہے، مگر محبوب کی نظروں میں تیری قیمت نہ ہو تو یاد رکھ لے تو نالی کے کیڑے سے بھی بدتر ہے۔

اور اگر اس محبوبِ حقیقی کو تو نے اپنا لیا، اور اس محبوبِ حقیقی نے تجھکو اپنا بنا لیا تو یقیناً یاد رکھ تیری وہ قیمت ہو جائے گی کہ دنیا و آخرت مل کر بھی تیری قیمت ادا نہیں کر سکتیں، جیسے اللہ کی کوئی قیمت نہیں ہے اللہ کے دیوانے کی بھی کوئی قیمت نہیں ہے۔

اللہ والوں کو تو یونہی نہ سمجھ

ان اللہ کے دیوانوں کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟ ان اللہ کے دیوانوں سے دُنیا قائم ہے، ان اللہ کے دیوانوں سے چاند اور سورج قائم ہیں، ان اللہ کے دیوانوں کی وجہ سے دریا پانی دے رہے ہیں، ان اللہ کے دیوانوں کی برکت سے زمین سبزہ اُگا رہی ہے، جس روز یہ اللہ کے دیوانے نہ ہوں گے، اے پالکی میں جھولنے والے، ایئر کنڈیشن گاڑیوں میں چلنے والے، مال و دولت کے لٹتے میں

رہنے والے، تجھکو پانی کا قطرہ نصیب نہ ہوگا، ہوا میں سانس لینا تجھکو نصیب نہ ہوگا، اللہ والوں کو تو یوں ہی نہ سمجھ، اللہ کے عاشقین پر تو انگلی نہ اٹھا، اللہ کے دیوانوں کو تو نظر بھر کر نہ دیکھ تجھکو اگر نظر بھر کر دیکھ لیا تو تو ہلاک ہو جائیگا تو برباد ہو جائے گا، دوسروں کو تو اپنے جیسا مت سمجھ۔

جو اللہ کے عاشقین ہیں، عارفین ہیں، سچ پوچھو تو اللہ کے سامنے روتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ یا اللہ اگر کوئی مجھے بُرا بھلا کہے تو تو اس کی پکڑ نہ کرنا، ورنہ دنیا کے پُجاریوں کی پکڑ میں کوئی دیر نہیں ہے، بہت جلد انکی پکڑ ہو سکتی ہے، مگر اللہ ربُّ العزت اپنے عاشقین اور عارفین کو وہ دل عطا کرتا ہے کہ زمین و آسمان سے بڑا انکا دل ہو جاتا ہے، زمین و آسمان کی تمام درمیانی چیزوں کا درد ان کے دل کے اندر پیدا ہو جاتا ہے، وہ اپنے دلوں میں سب کا درد لئے گھومتے رہتے ہیں اور اللہ کی مخلوقوں پر شفقت کی نظر رکھتے ہیں۔

اللہ نے انسان اور جنّات کو اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے

اے انسان تجھکو اللہ نے اپنے لئے ہی پیدا کیا ہے، اور اے انسان تجھ ہی کو نہیں جنّات کو بھی اللہ نے اپنے لئے ہی پیدا کیا ہے، جیسے انسان اس دُنیا کی رنگینیوں میں آکر گمراہ ہو گیا، جن بھی اسی طریقے سے دُنیا کی رنگینیوں کو دیکھکر ان میں گمراہ ہو گیا۔

میں انسان اور جنّات سبھی کو کہہ رہا ہوں کہ اپنے محبوب سے سچّا تعلق جوڑ لو، اگر تم اپنی بھلائی اور سلامتی چاہتے ہو تو اللہ کے بن جاؤ، دُنیا سے اپنے دل کو ہٹالو، تمہارا دل دنیا میں نہ اُلجھے چاہے تمہارے پاس کتنا بھی مال و دولت ہو تمہارے

ایمان میں خرابی نہیں آنی چاہیئے، اپنا دل اپنے اللہ سے جوڑ ہوگے تو تخت سلیمانی بھی اگر مل جائے گا تمہارے ایمان میں خرابی نہیں آئے گی۔

اور اگر اللہ ربُّ العزّت سے تمہارا تعلق نہیں جڑا تو دولت و ثروت بھی تمہارے لئے وبال ہے اور غربت بھی تمہارے لئے وبال ہے، تم مالداری میں بھی برباد ہو جاؤ گے، اور غریبی میں بھی تم برباد ہو جاؤ گے، دونوں چیزیں تمہارے لئے ہلاکت کا سبب بن جائیں گی۔

کیا انسان اور جنّات یہی سمجھتے ہیں کہ ان کو بنا کر یونہی چھوڑ دیا، نہیں تجھکو اپنی معرفت عطا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ کہ انسان اور جنّات کو میں نے اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔

رئیسُ المفسّرین حضرت عبدُاللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لِيَعْبُدُوْنَ کی تفسیر لِيَعْرِفُوْنَ سے فرمائی، یعنی عبادت سے مُراد معرفتِ خداوندی ہے، اس لئے سبھی کو چاہیئے کہ اسکی معرفت کی طلب میں کوشش کریں۔

اپنے اپنے مقام کے اعتبار سے فرق تو ضرور ہوتا ہے مثلاً کچھ چیزوں میں انسان آگے ہے اور کچھ چیزوں میں جنّات آگے ہیں مگر عمومی طور پر انسان کا مقام جنّات سے آگے ہے، اور جنّات کا مقام انسان کے بعد ہے، کیونکہ انسان، اشرفُ المخلوقات ہے۔

جس طرح انسان کو گمراہیت نے گھیر رکھا ہے اس سے زیادہ گمراہیت نے جنّات کو گھیر رکھا ہے، سبھی کیلئے ضروری ہے کہ صراطِ مستقیم پر آئیں، گمراہیت سے نکلیں، اے انسانوں اور جنّاتوں جب تک تم اپنے نفس سے نہیں نکلو گے، جبتک تم اپنی دُنیا سے نہیں نکلو گے تو یاد رکھ لو تم اپنے اللہ کو نہیں پہچانو گے۔

تین۳ خطرناک بُت

اے انسان تیرے پاس تین۳ بُت بڑے خطرناک ہیں، تین بُتوں کو تو نے اپنا مقصد بنا رکھا ہے، جب تک تو ان تینوں بُتوں کی گردنوں کو نہیں توڑیگا جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بُت خانے میں جا کر بتوں کو توڑا، جبتک تو بھی اسی طریقے سے اپنے دل کے اندر کے تینوں بُتوں کو نہیں توڑ دیگا تب تک تو خدا کی توحید کو نہیں پہچانے گا۔

وہ تین۳ بُت کیا ہیں؟ حظِ نفس۱، حُبِّ مال۲، حبِّ جاہ۳۔

ان میں سب سے پہلا بُت خود تیرا نفس ہے، یہ تیرا نفس تجھکو بُری بُری باتوں کی تلقین کرتا ہے اور تو ان بُری باتوں میں جلدی سے لگ جاتا ہے، جبتک تو بُری باتوں سے پرہیز نہیں کریگا اپنی گندی عادتوں کو نہیں چھوڑیگا، اپنی شہوات پر کنٹرول نہیں کریگا، جبتک تو نفس کو کیسے پہچانے گا۔

اور جب تو اپنے نفس کی حرکتوں کو پہچاننے لگے گا تو پھر تیرے لئے ضروری ہے کہ تو دنیا کے عیبوں کو پہچانے، کہ دنیا کا مال و دولت کسی کے پاس نہ رہا، آج مال و دولت کی ڈھیری ایک بادشاہ کے پاس ہوتی ہے کل ایک غریب کے پاس ہوتی ہے، آج ایک نوٹوں کی گڈّی کسی مسلمان کی جیب میں ہوتی ہے کل کسی غیر مسلم کی جیب میں ہوتی ہے، آج ایک نوٹ کسی مولوی، مفتی صاحب کے ہاتھ میں ہوتا ہے کل وہ کسی جاہل ان پڑھ، اور کافر و مشرک کے ہاتھ میں ہوتا ہے، تو اسکو دیکھ نہیں رہا، اس کے عیب کو نہیں پہچان رہا، اس کی حرکتوں کو تو نہیں جان رہا کہ دُنیا کیا چیز ہے، مال و دولت کیا چیز ہے۔

تو کب سمجھدار بنے گا، تو کب دانا بنے گا، تو کب ہوشیار بنے گا، ہر چیز تجھ کو کہہ رہی ہے کہ تو اپنا تعلق اللہ سے جوڑ لے۔ آج میں تیرے ہاتھ میں ہوں کل کسی دوسرے کے ہاتھ میں پہنچ جاؤں گی۔ جن کو آج تو گن رہا ہے کل کوئی دوسرا گن رہا تھا۔ کل کوئی اور گنے گا کل مسلم گن رہا تھا آج کافر و مشرک گن رہا ہے۔ کل کافر و مشرک گن رہا تھا اور آج مسلم گن رہا ہے۔

دنیا کی ہر چیز تجھکو خطاب کر کے کہہ رہی ہے، ہر چیز تجھکو جگا رہی ہے کہ جاگ جا، خبردار ہو جا، مال و دولت کہہ رہا ہے، سونا اور چاندی کہہ رہا ہے، ہیرے اور موتی کہہ رہے ہیں کہ کل ہم غیروں کے پاس تھے آج تیرے پاس ہیں، کل پھر ہم کسی اور کے پاس ہوں گے، کل کافروں کے ہاتھوں میں تھے آج تیرے ہاتھوں میں آ گئے" کل پھر مشرکوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے۔

جس دنیا کی مثال ایسی ہو کہ وہی کافر کی جیب میں ہو، وہی کافر کے ہاتھوں میں ہو وہی مسلم کے ہاتھوں میں ہو، پھر وہی مشرک کے ہاتھوں میں چلی جائے اس سے کیسا دل لگانا؟ کیسی محبّت کرنی؟

رَب کا پیغام سب کے نام

اپنے خالق سے محبّت پیدا کرو، اس آقا سے محبّت پیدا کرو، اس سچے سے محبّت پیدا کرو جس سے دانشوروں نے محبّت پیدا کی ہے، دانشوروں سے حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں کہ جس سے انبیاء علیہم السلام نے محبّت کی ہے، تمام رسولوں (علیہم السلام) نے جس سے محبّت پیدا کی ہے اے انسان اگر تو دانشور اور سمجھدار ہے تو تو بھی اپنی محبّت کا پیغام اسی کے پاس ڈال، اپنے دل کے اعتبار سے دنیا کے رشتے کو توڑ دے، اپنے دل کے اعتبار سے آخرت کے رشتے کو جوڑ دے، اور اپنے دل کے اعتبار سے اپنے رشتے کا پیغام اپنے محبوب کے پاس اپنے آقا کے پاس ڈال دے، اگر اس محبوب حقیقی کے پاس تیرا پیغام محبت پہنچ گیا اور اس محبوب نے اسکو قبول کر لیا تو، تو یاد رکھ تو ایسا قیمتی بن جائے گا کہ دنیا و مافیہا کے خزانے ایک طرف رکھ دیئے جائیں اور تیری قیمت ایک طرف رکھ دی جائے تو یہ سارے خزانے مل کر بھی تیری قیمت ادا نہیں کر سکتے، اللہ کے دیوانے کی قیمت کون ادا کرے گا؟

اللہ جس کو اپنا دیوانہ بنا لیتا ہے اللہ اس کے دل کو تو اپنا عرش اعظم بنا لیتا ہے وہ محبوبِ حقیقی تو اس کے دل میں چپکے چپکے باتیں کرتا ہے، وہ عاشق اپنے دل کے اندر اپنے محبوب کا ایک مشاہدہ کرتا ہے، کون اسکا مقابلہ کر سکتا ہے؟

اے انسانوں! اے جناتوں! اے مسلموں! اے غیر مسلموں! میں سبھی سے کہہ رہا ہوں، سبھی کو اپنے رب کا پیغام دے رہا ہوں، اپنے اللہ کو صحیح طریقے سے مان لو، اس دنیا کو اچھے طریقے سے دیکھ لیا گیا ہے، یہ دنیا دھوکے باز ہے، جنھوں نے اس دنیا کو دیکھ لیا ہے، اس کے عیب کو اچھے طریقے سے وہی جانتے ہیں، وہی اس کے کھوٹ کو جانتے ہیں، اس سے دل مت لگاؤ، اس کو صرف ہاتھوں میں رکھو، یہ دل کے اندر نہ پہنچے، اگر یہ دنیا دل کے اندر پہنچ گئی تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

جس طریقے سے کشتی سمندر میں چلتی ہے، اس میں کہیں سے پانی آنا شروع ہو جاتا ہے، اگر اس پانی کو بند نہیں کیا گیا تو آہستہ آہستہ کشتی کے اندر پانی بھر جائے گا اور وہ کشتی ہلاک ہو جائے گی۔ اسی طریقے سے اگر دنیا کا سوراخ

تیرے دل میں ہوگی، اور یہ آہستہ آہستہ تیرے دل کے اندر اُتر گئی تو تجھکو ہنی محبّت میں اُبھار کر ہلاک کردے گی اور تو غرق ہوجائے گا۔

ٹھیک ہے تیرے پاس دو چار دو کانیں ہیں کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ تیرے پاس اچھا مکان ہے کوئی عیب کی بات نہیں ہے، تیرے پاس اچھی گاڑیاں ہیں کوئی عیب کی بات نہیں ہے، تیرا کاروبار بڑا ہے یہ بھی کوئی عیب کی بات نہیں ہے مگر تو اپنے مال کی زکوۃ نکال، اپنے مال کا نصاب صحیح طریقے سے رکھ، اپنے مال کو پاک صاف کرکے استعمال کر، اس میں غریبوں کا بھی حق رکھ، یتیموں کا بھی حق رکھ، دینِ اسلام کا بھی تو اس میں حق رکھ پھر تیرا یہ مال تیرے لئے رحمت کا مال بن جائے گا۔ نہیں تو وہ مال اور یہ دُنیا تیرے لئے زحمت بن جائے گی۔ تیرے لئے ہلاکت کا سبب بن جائے گی۔

اللہ کی محبّت کے ب، ت، ث

تو کب تک اللہ سے دُور رہے گا؟ جب تک تو اللہ سے نہیں جڑے گا اِن باتوں کو نہیں پہچانے گا۔ اور جب تو اللہ سے جُڑ جائے گا تو غنی ہوجائے گا، تیرا دل اللہ ربُّ العزت اپنے غنا کی دولت سے مالا مال کردے گا، تیرے پاس اگر کچھ بھی نہیں ہوگا تب بھی تو بادشاہ ہوگا۔ تیرے پاس اگر سب کچھ ہوگا تو، تو ہلاک نہیں ہوگا۔ تیرے پاس وہ ساری چیزیں خدمت کرنے کے لئے آئیں گی جن کو اللہ ربُّ العزت تیرے پاس بھیجے گا۔

کسی غیر کے پجاری مت بنو، دُنیا جتنی قسمت میں ہے مل کر رہیگی، آخرت میں تمہارا ٹھکانہ اللہ نے جہاں لکھ دیا ہے وہاں مل کر رہیگا، بس ہمیں تو یہ چاہیئے

رہم اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے رہیں، اپنے اللہ سے سچا تعلق رکھیں اپنے اللہ کے بنکر رہیں، ہم کسی اور کے نہ بنیں۔ ہماری زندگی میں نہ کفر ہو نہ شرک ہو، نہ بدعت ہو، نہ بناوٹ ہو، نہ ریا کاری ہو اور نہ دنیا و آخرت کا کوئی لالچ ہو۔

جب ہماری زندگی ایسی ہوجائے گی تو اس محبوب حقیقی کے لئے ہوجائے گی بس نے ہمکو بنایا ہے، جس محبوب حقیقی کے پاس ہمکو جانا ہے ورجس محبوب حقیقی کو اپنے ہر سانس پڑھکر سُننا ہے، جس محبوب حقیقی کے قرب میں ہمکو رہنا ہے۔ گالے اپنے دل کو، اپنے دل کی بسم اللہ کسی سے پڑھوالے، تیرے دل کی کتاب کے ورق کھلنے شروع ہوجائیں گے، ور تجھکو یہ باتیں پڑھنی نصیب ہوجائیگی، مگر یاد رکھ دین کی کتابیں مولویوں اور مفتیوں سے کھلوائی جاتی ہیں، ور دُنیا کی کتابیں وکیل ور بالسٹروں سے کھلوائی جاتی ہیں مگر دل کی کتاب کسی اللہ کے دیوانے سے کھلوائی جاتی ہے۔

دین کی کتابوں کی بسم اللہ کسی عالم سے پڑھوائی جاتی ہے اور دل کی کتاب کی بسم اللہ کسی عارف باللہ سے پڑھوائی جاتی ہے، جب تیرے دل کی بسم اللہ شروع ہوجائے گی اور اس کے اوراق کھلنے شروع ہوجائیں گے تو تجھکو اپنے محبوب حقیقی کے نور نظر آنے شروع ہوجائیں گے، اپنے محبوب حقیقی کا قرب نظر آنا شروع ہوجائے گا، دُنیا کے عیب کھلنے شروع ہوجائیں گے، تو اپنی حقیقت کو پہچاننے لگے گا کہ میں کیا ہوں، پہلے کیا تھا، اب کیا ہوں، اور مجھے کیا بننا چاہیئے، تو سب کچھ پہچان سکتا ہے کب؟ جب تو اپنے دل کی کتاب کو کھلوائیگا۔

ا، ب، ت، ث، مدرسوں میں جاکر خود یاد نہیں ہوتا ہے کوئی یاد کراتا ہے، اللہ کی محبّت کے ب، ت، ث بھی خود یاد نہیں ہوتے ہیں انہیں بھی کوئی یاد کراتا

ہے، کوئی طریقہ بتلاتا ہے ویسے ہی یاد نہیں ہوجاتے ہیں کسی سے یاد کروانے پڑتے ہیں۔

میرے عزیزو! دانا بنو، نادان نہ بنو، ہوشیار بنو بے وقوف نہ بنو، مسلم بنو مومن بنو۔ اللہ کے دیوانے بنو، یہ دُنیا فنا ہونے والی ہے، اس دنیا کو زوال ہے، دنیا کی ہر چیز کو زوال ہے، یہ عنقریب چھوٹنے والی ہے، ہمارے بڑوں سے چھوٹ گئی اچھے اچھوں سے چھوٹ گئی، ہماری تمہاری تو حقیقت کیا ہے۔

کیسے کیسے عارف باللہ دنیا میں آئے۔ اللہ کے نبی آئے، اللہ کے عاشق آئے اللہ کے دیوانے آئے اور اس دنیا میں آکر وہ بھی چلے گئے، بہت سے لوگ بڑی بڑی عمر طویل لے کر آئے، بڑے بڑے مال و دولت لے کر آئے مگر اس دنیا کی عمر نے کسی کے ساتھ وفا نہیں کی، نہ مال و دولت ہی انکے ساتھ وفا کر سکا، اے میرے عزیزو! یہ چیزیں ہمارے تمہارے ساتھ کیا وفا کر سکتی ہیں؟

جو چیز بے وفا ہو اس سے کیسی محبّت؟ جو انسان بے وفا ہوتا ہے کوئی انسان اس سے محبّت کرنے کو تیار نہیں ہوتا ہے دُنیا کی بے وفائی سب کے سامنے کھُلی ہوئی ہے، کہ ہمارے بڑوں کے ساتھ بے وفائی کر چکی ہے، ہمارے نبیوںؑ کے ساتھ بے وفائی کر چکی ہے، ہمارے صحابہؓ کے ساتھ بے وفائی کر چکی ہے، ہمارے اکابروں کے ساتھ بے وفائی کر چکی ہے تو ہمارے ساتھ کیا وفا کر سکتی ہے۔

پلاتا ہی نہیں پلاتا رہتا ہے

غور کرلے، سوچ لے، تو اپنا وقت ضائع نہ کر، اپنی دُنیا برباد نہ کر، اپنی

آخرت برباد نہ کر، جب تیری دنیا بھی برباد ہو گی اور آخرت بھی برباد ہو گی تو تیرا تعلق اللہ سے نہیں جڑے گا، اور جب تو دُنیا کے عیبوں کو پہچان لے گا تو یہ دنیا کو پہچاننا تیرا دنیا کو آباد کرنا ہے، اپنے نفس کو پہچان لینا تیرا اپنے دل کو آباد کر لینا ہے، جب تک تو اپنے نفس کے عیبوں کو نہیں پہچانے گا دنیا کے عیبوں کو نہیں پہچانے گا تب تک تیرے لئے آخرت کا دروازہ نہیں کھُلے گا۔

اور جب آخرت میں تو پہنچ جائے گا تو آخرت میں پہنچکر جب تک تو حوروں کی کھڑکی بند نہیں کرے گا، جنّ کا تو لالچی ہے، تب تک تیرے لئے وحدہٗ لاشریک کے عشق کی کھڑکی نہیں کھلے گی اور نہ اس کا دروازہ کھلے گا، وہ اپنے بندے کے دل میں کسی اور کو دیکھنا نہیں چاہتا ہے، اللہ ربُّ العزّت اس کو خالص اپنا بنانا چاہتا ہے۔

پس جب وہ محبوبِ حقیقی دیکھ لیتا ہے کہ اس کا دل خالص میرے لئے ہے اس کے دل میں نہ اب کھوٹ ہے نہ آئندہ کوئی کھوٹ ہو گا تو اسکو اپنی محبّت کا جام پلا دیتا ہے، اپنے عشق کا پیالہ پلا دیتا ہے۔

اسے پلاتا ہی نہیں پلاتا رہتا ہے اور وہ دیوانہ مست ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اپنے محبوب کی مستی میں وہ زندگی گزارتا ہے، اور اپنے محبوب کی مستی میں آکر اس دُنیا سے فخرانہ طریقے سے جاتا ہے، فخر کرتا ہے اس چیز پر کہ میں اپنے محبوبِ حقیقی کے پاس جا رہا ہوں۔

جس طریقے سے اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آخری وقت میں کہا گیا کہ اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ اگر دنیا میں رہنا چاہیں تب بھی آپ کو اجازت ہے اور اگر آخرت میں جانا چاہیں تو اسکی بھی آپ کو اجازت ہے تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے کیا پسند کیا؟ رفیق الاعلیٰ کو پسند کیا، فرمایا کہ مجھے رفیق الاعلیٰ کے پاس جانا پسند ہے، رفیق الاعلیٰ کی بے چینی اور بے قراری بڑھتی چلی جا رہی ہے، دوست کا فراق دوست کا درد، دوست کا وصال بڑھتا چلا جا رہا ہے، پس مجھے تو وصالِ دوست چاہیئے، دوست کا وصال چاہیئے۔

جب تو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سُنّت کو مضبوطی سے پکڑیگا تو پھر ایسا ہو جائیگا کہ محبوبِ حقیقی کے علاوہ کسی اور کی چاہت در طلب بالکل نہ ہوگی، غور و فکر کرلے، سمجھ لے، سمجھدار بن جا، یونہی برباد مت ہو۔

تو نمازیں بھی پڑھ رہا ہے، روزے بھی رکھ رہا ہے، کلمہ بھی تو نے پڑھ لیا ہے مگر کامل مسلمان نہیں بنا ہے، نہ جانے کتنے بتوں کی تو پوجا کر رہا ہے، نہ جانے کتنے بُت تو نے اپنے دل کے اندر رکھے ہیں، جن سے تو جُڑا ہوا ہے اور ان کو تو اپنا مقصد سمجھ رہا ہے۔

ان چیزوں کو وہی پہچان سکتا ہے جس کو اپنے محبوب سے ملنے کی چاہت ہو، جو اپنے محبوب سے دوستی کرنا چاہتا ہو، جو اپنے اللہ سے جڑنا چاہتا ہو، اسی کو پتہ چل سکتا ہے کہ نفس کے کیا کیا عیوب ہیں، دنیا کے عیوب کیا کیا ہیں، کن کن عیبوں سے انسان ہلاک ہو سکتا ہے، نادان نہ بنو دانا بنو، دُنیا سے رشتہ نہ جوڑو، اللہ سے رشتہ جوڑو۔

جو چیز فنا ہونے والی ہے اس سے کیسا رشتہ؟ جو چیز بے مروّت ہے اس سے کیسا رشتہ؟ جس کی بے وفائی ہمارے سامنے موجود ہے اس سے کیسا رشتہ؟ ہمارے بڑوں کے ساتھ، اللہ کے دیوانوں اور عاشقوں کے ساتھ اس نے بے وفائی کی ہے ایکدن ہم سے بھی بے وفائی کر جائے گی۔

نظر بھر کے دیکھا تو اپنے محبوب کو دیکھا

جب کہ ہمارے بڑوں کا حال تو یہ تھا کہ نفس بھی ساتھ لگا رہا، دنیا بھی ساتھ لگی رہی، اور اور چیزیں ان کو اپنے ساتھ الجھاتی رہیں مگر ان اللہ کے دیوانوں نے نہ دنیا کو نظر بھر کے دیکھا نہ آخرت کو دھیان جما کر دیکھا، انہوں نے نہ دُنیا کی اتباع کی نہ وہ آخرت کے پیچھے پڑے، اتباع کی تو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی، نظر بھر کے دیکھا تو اپنے محبوبِ حقیقی کو دیکھا، اپنے آقا کو دیکھا،

ارے کون ہے ہمارا آقا؟ کون ہے ہمارا محبوب؟ معلوم ہے آپ لوگوں کو؟ وہ ہمارا محبوب ہے وہ ہمارا آقا ہے جس نے ہمیں تمہیں سب کو پیدا کیا ہے، جس کو ہم "اللہ" کہتے ہیں، وہ ہمارا محبوبِ حقیقی ہے، وہ ہمارا پروردگار ہے، وہ ہمارے دلوں کا راز ہے، وہ ہمارے دلوں کا نور ہے، وہ ہماری منزل ہے، وہ ہمارا مقصود ہے، وہ ہمارا آقا ہے، ہم اس کے غلام ہیں اور ہمیں اس کی غلامی پر فخر ہے میں فخر اس چیز کو کہتا ہوں کہ ہمیں اس چیز پر ناز ہے کہ اس محبوبِ حقیقی نے ہمیں اپنا بنایا ہے۔

بینا ہو نابینا نہ ہو

میرے عزیزو! دانا بنو نادان نہ بنو، بینا بنو نابینا نہ ہو، بینا وہی ہے جسکے دل کی آنکھیں کھل جائیں، نہیں تو سب لوگ نابینا ہیں، پیشانی کی آنکھوں سے بینا نہیں ہوتا دل کی آنکھوں سے بینا ہوتا ہے اور جس کے دل کی آنکھیں نہیں کھلیں وہ نابینا ہے، جب دل کی آنکھیں کھلتی ہیں بینائی نصیب ہو جاتی ہے، اور دل کی آنکھیں تب ہی کھلتی ہیں جب کوئی دل کی کتاب کا ورق کھول دیتا ہے، جب کسی

سے اپنے دل کی کتاب کا ورق کھول لیا جاتا ہے تو پھر دل کی آنکھیں کھلنی شروع ہوجاتی ہیں اور اپنی ماٹ جلائی شروع کردیتی ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے نور سے دیکھنا شروع کردیتی ہیں، نفس کو بھی دیکھتی ہے دنیا کو بھی دیکھتی ہیں، یار دوست سب کو دیکھ لیتی ہیں، سب کے عیبوں کو پہچان لیتی ہیں، پھر وہ سب سے الگ تھلگ ہوکر اپنے محبوب سے جڑ جاتا ہے۔

جس طریقے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو بھی دیکھ لیا، دامن کو ہٹتا ہوا پایا، خاندان والوں کو دیکھ لیا، اور سب کو دیکھ لیا، تو اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سب کو چھوڑ دیا، ایک چچا کا لالچ تھا وہ بھی اللہ نے دل سے نکالدیا، اور صاف صاف کہدیا کہ چچا مجھے تمہاری بھی ضرورت نہیں ہے۔

اَے ہائے اللہ جب پیار کرتا ہے تو کس طریقے سے سب کو ہٹا دیتا ہے۔ حالانکہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ وقت ایسا سخت تھا کہ جب چچا نے بُلا کر یہ کہا تھا کہ میں قریش سے لڑ نہیں سکتا، بھتیجے تو اس دین کو چھوڑ دے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت کیا گزری ہوگی، بس یک چچا کا سہارا نظر آتا تھا وہ بھی ختم ہوگیا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں دُرود لاکھوں سلام، کروڑوں دُرود کروڑوں سلام۔

اگر ہمیں ایسے محسن اور پیارے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) نہ ملتے تو نہ جانے ہم کہاں ہوتے، وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لئے پریشانی نہ اُٹھاتے تو پتہ نہیں، ہم کن کن چیزوں میں اُلجھے ہوئے ہوتے، بہت سے حالات اپنے محسن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب ہم پڑھتے یا سُنتے ہیں تو میرے عزیزو! روں رُواں کھڑا ہوجاتا ہے، تڑپ اور آہ نکلتی ہے کہ میں اس وقت کہاں تھا، کاش میں بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام آگیا ہوتا، جنکو اللہ نے سچا دل دیا ہے وہ ایسے وقت میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ یہ صحیح معنوں میں عشق و محبت

اللہ کا ہے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے، نہیں تو سب خاک ہے، عشق تو بس اللہ ربّ العزّت یا اسکے پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا عشق ہے ورنہ باقی تو سب فسق ہے ہمیں ناز ہے اپنے ایسے عظیم مرتبے والے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اور ہمیں فخر ہے اپنے اس محبوبِ حقیقی پر کہ جس نے ہمیں ایسا پیارا نبی عطا کیا۔

میرے عزیزو! دانا بنو نادان نہ بنو، بینا بنو نابینا نہ بنو، مقصد والے بنو، بے مقصد والے نہ بنو، مقصد والا وہی ہے کہ جس کا مقصد اللہ ربُّ العزّت کی ذات ہے، نہیں تو سب کے سب بے مقصد ہیں، اسکے علاوہ کسی کا کوئی مقصد صحیح معنی میں مقصد نہیں ہے، سارے مقاصد فنا ہوجائیں گے، مقاصد والے بھی فنا ہوجائیں گے، اللہ باقی رہنے والا ہے اور جس نے اللہ کو اپنا مقصد بنایا وہ بھی باقی رہنے والا ہے، اگرچہ جسم کے اعتبار سے وہ چلا جاتا، مگروں کے اعتبار سے وہ باقی رہتا ہے۔

ارے وہ دل جو اللہ کو دیدیا گیا ہو اسکو کون چھیڑیگا، زمین میں طاقت ہے کہ اس دل کو کھا جائے؟ کونسا دل؟ کہ جس دل میں اللہ کا درد ہے، زمین کا بھی درد ہے، آسمان کا بھی درد ہے، تمام مخلوقوں کا درد ہے، اس دل کو کون چھیڑ سکتا ہے؟

اللہ کے تعلق میں جو چیز معین ہو وہ بھی عبادت ہے

میرے عزیزو! اپنے نفس کو پہچانو، اس دنیا کو پہچانو، دُنیا کی خرابیوں کو پہچانو، آخرت کو پہچانو، کہیں، آخرت تمکو اُلجھا کر نہ رکھدے، اپنے محبوبِ حقیقی سے دُور نہ کردے، ہماری عبادت چھوٹی ہو یا بڑی، نہ دُنیا کی غرض سے ہو نہ آخرت کی غرض سے ہو، جو کچھ بھی ہو بس اللہ کی غرض سے ہو کہ ہمارا محبوب ہمیں مل جائے، ہمارا محبوب ہم سے راضی ہوجائے، کسی اور چیز کی فکر میں مت پڑو ہمارے لئے ہمارا اللہ کافی ہے، وہ محبوب ہمارے

ے کافی ہے، جو ہمارا پالنہار ہے، ہم نے جسکی خدائی کا اقرار کر لیا ہے، جسکی ربوبیت پر ہم یقین رکھتے ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہے۔

کوڑا کرکٹ لے کر کیا کروگے، اللہ کی ذات کے علاوہ جتنی بھی چیزیں ہیں کوڑا کرکٹ ہیں۔ ہر وہ چیز جو اللہ کے کام میں رکاوٹ بن جائے کوڑا کرکٹ ہے بس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ مگر جو چیز اللہ رب العزت کے تعلق میں معین و مددگار ہو جائے وہ بھی عبادت بن جاتی ہے، چاہے وہ وقت ہو چاہے وہ مال و دولت ہو، چاہے وہ دن ہو، چاہے وہ رات ہو۔

جس رات میں اللہ کے سامنے سچا آنسو بہایا ہے اس رات کی قیمت الگ ہے۔ جس لمحہ میں انسان خالص اللہ کا بنا ہے وہ لمحہ اسکا الگ ہے، جس جگہ پر بیٹھکر اس نے اپنے محبوب کو سچے دل سے پکارا ہے وہ جگہ الگ ہے، جسوقت میں انسان اپنے اللہ کا بنا ہے اس وقت کی قیمت کچھ اور ہی ہے، جب سچے دل سے اپنے اللہ کو چاہا، سچے آنسو اپنے اللہ کیلئے بہائے اس دل اور ان سچے آنسوؤں کی قیمت ہی نرالی ہے۔

آنسو بہانے کا ہیرا عاشقوں کو ملتا ہے

ارے بیٹے کے غم میں تو بھی آنسو بہاتے ہیں، غربت آتی ہے تو بھی آنسو بہاتے ہیں، بیماری آتی ہے تو بھی آنسو بہاتے ہیں مگر اس محبوب کی محبت میں، اس محبوب کے عشق میں کون آنسو بہاتا ہے؟ جو سچا ہوتا ہے وہی آنسو بہا سکتا ہے جھوٹا نہیں بہا سکتا، یہ ہیرا اللہ رب العزت اپنے عاشقوں کو اپنے عارفوں کو عطا کرتا ہے، اپنی یاد کا رونا ان کو نصیب فرما دیتا ہے۔ نہ انکا رونا دنیا کی غرض سے ہوتا ہے نہ انکا رونا جنت کے لالچ سے ہوتا ہے، نہ انکا رونا دوزخ کے خوف سے ہوتا ہے، انکا رونا تو بس اپنے

محبوب حقیقی کی محبت میں ہوتا ہے، محبوب حقیقی کے عشق اور اسکے درد میں ہوتا ہے اور یہی وہ اصل چیز ہے کہ جس کی تمام انبیاء علیہم السلام نے دعوت دی، یہی وہ اصل چیز ہے جس کے لئے اللہ نے ہمکو پیدا کیا ہے۔

اے میرے عزیزو! اپنے اللہ کو پہچانو، اپنے اللہ سے تعلق پیدا کرو، اپنے اللہ سے رشتہ پیدا کرو، اگر ہم نے اپنے اللہ سے رشتہ پیدا کر لیا، اپنے اللہ سے تعلق جوڑ لیا تو ہماری دنیا بھی کامیاب ہے اور آخرت بھی کامیاب ہے، نہیں تو میرے عزیزو! دونوں برباد ہیں اور وہ انسان بھی بے مراد ہے جسکا تعلق اللہ سے نہیں جڑا۔

اسلئے ہر وقت ہر لمحہ، ہر دن، ہر رات اسی فکر اور تگ و دو میں لگئے کہ ہمارا محبوب ہمیں مل جائے اسکے علاوہ باقی سارے بتوں کو توڑ دیجئے حظ نفس، حب مال، حب جاہ خواہ کسی بھی طریقے کے بت ہوں، اپنے نفس، اپنا مال، اپنا مقام و منصب، اپنی عزت و شہرت ان سب کو اپنے اندر سے نکال دیجئے، ہر طرح کی بناوٹ اور ریاکاری، تکبر بدخوئی، بداخلاقی، بدگمانی، غرض تمام برائیوں سے بچئے، اور دلی اعتبار سے دنیا و آخرت دونوں سے الگ رہئے، پھر انشاء اللہ امید ہے کہ وہ ہمارا محبوب حقیقی ہمکو مل جائیگا۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنا بنائے اور اپنی سمجھ عطا فرمائے۔ اللہ ہماری دنیا میں بھی حفاظت فرمائے اور آخرت میں بھی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

منیر عالم نقشبندی مجددی
رحمت پور۔

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مجلس نمبر ۲

عشقِ لیلیٰ کے نہیں عشقِ مولیٰ کے پیچھے پڑئیے

حضرت شاہ مُنیرؔ عالمؔ صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۴ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۴ جنوری ۲۰۰۸ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجددیہ) کرت پور بسی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:
شعبۂ نشر واشاعت دارالعلوم مجددیہ خانقاہِ منیریہ
محلہ کائستھان قصبہ کرت پور بسی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر: 09997414108-09412486152
فون نمبر: 01341-240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۲

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عشقِ لیلیٰ اور عشقِ مولیٰ

میرے عزیزو! کوئی عشق لیلیٰ میں دیوانہ ہے، کوئی عشق مولیٰ میں دیوانہ ہے جو عشق مولیٰ میں دیوانے ہیں ان سے اچھا اس دنیا کے اندر کون ہو سکتا ہے؟ اللہ کی محبت کو چھوڑ کر کسی بھی چیز سے عشق و محبت پیدا کرنا عشق لیلیٰ ہے اور ہر ایک چیز کو چھوڑ کر، ہر چیز کو اپنے دل سے نکال کر اپنے اللہ کی محبّت پیدا کر لینا یہی عشق مولیٰ ہے۔

جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے، کسی کو کسی کا عشق ہوتا ہے، کسی کو کسی کا درد ہوتا ہے تو وہ اسی کا دیوانہ بن جاتا ہے، پھر اسی کے لئے اس کی دیوانگی میں اپنے الفاظ، اپنے القاب، اپنے اشعار بناتا ہے، جہاں بیٹھتا ہے اسی کی بات کہتا ہے تم میں سے ہر ایک اپنی حالت پر غور کر سکتا ہے کہ میری زندگی کا مشغلہ کیا ہے، میری زبان پر کس کا ذکر ہے، پس جس کا ذکر "ذکر اللہ" ہے سمجھ لو وہی بامُراد ہے۔ اور جس کا ذکر "ذکر دنیا" ہے تو سمجھ لو کہ وہ محبوبِ حقیقی سے دُور ہے۔

حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ کے عشق کا واقعہ

جب انسان اپنے محبوب کا نام سنتا ہے تو بے چین و بے قرار ہو جاتا ہے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اللہ کی ذات سے ایسی محبت تھی کہ اس کے لئے ہر وقت بے چین و بے قرار رہتے تھے، ایک روز حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام نے اللہ ربّ العزّت سے عرض کیا کہ اللہ میں ابراہیمؑ کا امتحان لینا چاہتا ہوں، اللہ ربُّ العزّت نے فرمایا کر لے لو۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کعبے کی تعمیر میں مشغول تھے، حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے کعبے کے ایک کونے میں ذکر کیا سُبحان اللہ وبحمدہٖ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ چونک گئے، بے قرار ہو گئے بے چین ہو گئے، کیوں؟

محبوب کا نام ان کے سامنے آگیا، محبوب کا نام ان کے کانوں میں گیا اور وہ بھی حضرت جبرئیل امین کی مبارک زبان سے، کتنے پیارے انداز سے کہا ہوگا، اور سُننے والے نے کتنے لطف سے سنا ہوگا، جتنے پیارے سے کسی کا نام لیا جاتا ہے، اتنا ہی اس میں لطف ہوتا ہے اور جتنے پیارے سے کسی کا نام سنا جاتا ہے اتنی ہی اس میں لذّت ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام چونک گئے، دائیں بائیں دیکھا کوئی نظر نہیں آیا، کعبے کے ایک کونے میں دیکھا تو جبرئیل امین کو پایا، کہا کہ جبرئیل محبوب کا نام پھر لے لو، جبرئیل امین نے کہا کہ محبوب کیلئے نذرانہ پیش کرنا ہے اے ابراہیم پہلے نذرانہ ادا کرو، حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا کہ میرے پاس ایک ہزار اونٹ ہیں میں ان کو اللہ کے نام پر صدقہ کرتا ہوں تو پھر جبرئیل امین نے کہا سُبحان اللہ وبحمدہٖ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جبرئیل ایک بار اور کہدو، جبرئیل امین نے کہا کہ اب کے تم کیا نذرانہ پیش کروگے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرے پاس بے شمار بکریاں موجود ہیں وہ سب میں اللہ کی راہ میں دیدونگا۔ جبرئیل امین نے

پھر کہا سبحان اللہ العظیم۔

جبرئیل امین نے کہا کہ رب کیا چیز تمہارے پاس باقی رہ گئی ہے جو تم نذرانہ پیش کروگے؟ اُونٹ تم نے دیدیئے، بکریاں تم نے دیدیں، اب آپ کس چیز سے نذرانہ پیش کریں گے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کہا میرے پاس ابھی جان باقی ہے میں اپنے محبوب کے لئے نذرانے میں اپنی جان پیش کردوں گا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھر کہا، سبحان اللہ وبحمدہ سُبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ بے ہوش ہوکر گر گئے اور تڑپ تڑپ کر اپنے محبوب کا نام پکارتے رہے۔ اے میرے عزیزو! جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے اور اسکے سامنے اس کا نام لیا جاتا ہے تو وہ سُنکر بے چین و بے قرار ہوجاتا ہے، یہ محبت کی پہچان ہے یہ عشق کی پہچان ہے۔

دیکھئے کیسا تعلق حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنے اللہ سے تھا، ساری بکریاں دیدیں، سارے اُونٹ دیدیئے، یہاں تک کہ اپنی جان کی بھی بازی لگادی کہ محبوب کا نام سُننے کو مل جائے۔ ”اللہ اکبر“

دُعائے ابراہیمی

میرے عزیزو! میں نے دو جملے آپ کے سامنے پڑھے ہیں، سُبحان اللہ وبحمدہٖ سُبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ۔ یہ دونوں جملے بڑے ہیرے موتی اور گوہر ہیں، جتنی بھی مخلوقیں خداوند قدوس نے زمینوں اور آسمانوں میں بسائی ہیں سب کو روزی انھیں دو جملوں کی برکت سے ملتی ہے، سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ۔

جو انسان ان کلمات کا ورد رکھتا ہے کبھی روزی سے تنگ نہیں ہوتا ہے

ان جملوں کو دعائے ابراہیمی بھی کہا گیا ہے اور دُعائے صبح بھی کہا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ صبح کا وقت تھا جب آپ نے یہ جملے سُنے۔

جو انسان فجر کی سُنتوں کے بعد فرضوں سے پہلے ایک سو یک مرتبہ ان کو پڑھنے کا معمول بنالے تو انشاء اللہ کبھی اس گھر میں تنگی نہیں آسکتی، کبھی اس گھر میں فاقہ نہیں آسکتا، کبھی وہ روزی سے تنگ نہیں ہوسکتا، دن میں بھی جب یاد آجائے تب ہی ان کلموں کا ورد رکھے۔

حضرت جبرئیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یہ کلمات سُنا کر اور یہ دکرا کر غائب ہوگئے اور ساری بکریاں اور اُونٹ ہانک کر لے گئے، کوئی چیز ان کے پاس باقی نہ رہی، ایک سال بعد جبرئیل امینؑ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے پاس پہونچتے ہیں، اور آکر دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس پہلے اُونٹوں سے بھی کئی گنا زیادہ اُونٹ اور پہلی بکریوں سے بھی کئی گنا زیادہ بکریاں ہیں۔

حضرت جبرئیل امینؑ نے کہا کہ ابراہیمؑ تم نے تو اپنے سارے اُونٹ اور بکریاں اللہ کی راہ میں دیدیں تھیں اب تمہارے پاس یہ پہلے سے بھی زیادہ کہاں سے آگئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ جس محبوب نے مجھے وہ دیں تھیں اسی نے مجھے یہ بھی دیدیں۔

جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ابراہیمؑ آپ کو معلوم ہے کہ یہ بکریاں اور اُونٹ آپ کو کیسے ملیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں، جبرئیل امینؑ نے کہا کہ وہ کلمے جو آپ نے مجھ سے سیکھے تھے ان کی برکات سے یہ کئی گُنا بکریاں اور اُونٹ ہوگئے، میں آپ کو بتانے کے لئے آیا ہوں کہ جو شخص بھی ان کلمات کا ورد رکھے گا انشاء اللہ کبھی روزی سے تنگ نہیں ہوگا۔

عشقِ لیلیٰ کے نہیں عشقِ مولیٰ کے پیچھے پڑیئے

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی ذات سے جب محبت ہو جاتی ہے، اللہ کا نام لینے میں لطف آنے لگتا ہے، مٹھاس آنے لگتی ہے، ارے جس کا نام لینے میں مٹھاس نہ آئے، جس کے نام میں لذت نہ آئے اس سے محبت کیسی، اور محبت کی پہچان یہ ہے کہ جتنا زیادہ لطف ہوگا، جتنا زیادہ مٹھاس ہوگا، جتنی زیادہ بشاشت ہوگی اتنا ہی اس سے تعلق ہوگا۔

کچھ لوگ ایسے ہیں، جو عشقِ لیلیٰ میں دردر بھٹکتے پھرتے ہیں، اور کچھ دانشور لوگ ایسے ہیں جو عشقِ مولیٰ میں اپنے محبوب کے قرب کے دامن میں رہتے ہیں۔ آپ لوگ اپنے محبوب کے قرب کا دامن پکڑیئے، اپنے محبوب سے تعلق پیدا کیجئے، عشقِ لیلیٰ کے پیچھے نہ پڑیئے عشقِ مولیٰ کے پیچھے پڑ کر دیکھ لیجئے۔

مجنوں عشقِ لیلیٰ کے پیچھے پڑا تو خود مجنوں کہلایا کچھ اور اس کو نہیں کہا جاتا، اور تمام انبیاء عشقِ مولیٰ کے پیچھے پڑے ان کو علیہم السلام، علیہ السلام کہا جاتا ہے، تمام صحابہ کرام عشقِ مولیٰ میں پڑے تو انکو رضی اللہ عنہم اجمعین کہا جاتا ہے، اہل اللہ، اللہ کی محبت اور عشق میں پڑے تو انکو نور اللہ مرقدہ، رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔ مگر جو عشقِ لیلیٰ میں پڑا عشقِ لیلیٰ میں مرا، عشقِ دنیا میں مرا نہ اسکو رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے نہ نور اللہ مرقدہ کہا جاتا ہے۔

جب اپنے محبوب سے تعلق جڑ جاتا ہے تو انسان ہر جگہ اپنے محبوب ہی کا ذکر کرتا ہے، ہر جگہ اسی کی فکر میں وہ رہتا ہے ہر جگہ اسی کا ذکر خیر وہ جاری و ساری کرتا ہے ہر وقت اسی کی دھن میں لگا رہتا ہے۔

میرے عزیزو! عشقِ مولیٰ ایک ایسا دریا ہے، عشقِ مولیٰ ایک ایسا میدان ہے، عشقِ مولیٰ ایک ایسی کتاب ہے جو انمول کتاب ہے، انمول دریا ہے، انمول میدان ہے، جس طریقے سے کوئی وحدہ لا شریک کی کوئی قیمت ادا نہیں کر سکتا اسی طریقے سے اپنے محبوب حقیقی کے عشق کی قیمت بھی ادا نہیں کر سکتا۔

کتنے ہی لوگ دنیا میں آئے عشقِ لیلیٰ میں الجھ کر چلے گئے، تباہ و برباد ہو کر چلے گئے، ذلیل و خوار ہو گئے، کوئی ان کا نام لینے والا نہ رہا، چند لوگ عشقِ مولیٰ میں آئے، عشقِ مولیٰ میں رہے، اپنے محبوب سے تعلق رہا، اپنے محبوب کے دیوانے بنے، اپنے محبوب کے مستانے بنے آج ان لوگوں کے مستانے دنیا میں پائے جاتے ہیں۔

اللہ کی نسبت سے اگر کوئی کسی کا دیوانہ بنتا ہے تو وہ اللہ ہی کا دیوانہ بنتا ہے، کوئی اگر کسی بھی گلی کوچے یا گرد و غبار کا دیوانہ بنتا ہے تو وہ لیلیٰ کا دیوانہ بنتا ہے گرد و غبار سے مراد دنیا کی تمام چیزیں ہیں۔

میرے محبوب حقیقی کے سامنے، میرے اور تمہارے اس آقا کے سامنے تمام کی تمام چیزیں گرد و غبار ہیں، وہ میرا محبوب حقیقی ایسا ہے کہ اگر کسی کو وہ اپنا دیوانہ بنالے اور اس کے شکرانے میں وہ اپنی جان بھی دے دے تب بھی اس کا شکرانہ ادا نہیں کر سکتا۔

اور جو اللہ رب العزت کے عاشق ہیں وہ تو تڑپ تڑپ کر جان بھی اپنے رب ہی کو دیتے ہیں، عاشقین اور عارفین اپنے رب کے عشق کی تلوار سے شہید ہوتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک میدان سے گزر

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ایک میدان سے گزر رہے تھے ایک جگہ دیکھا کہ

سو کھوپڑیوں سے بھی زیادہ کھوپڑیاں پڑی ہوئی ہیں، اور ان کی پیشانی پر باسعادت لکھا ہوا ہے، بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی چیخ نکل گئی، اے میرے رب اے میرے آقا جب تیرے چاہنے والوں کا یہ انجام ہے تو جو تیرے چاہنے والے نہیں ہیں ان کا انجام کیا ہوگا؟ ایک آواز آتی ہے کہ بایزید بسطامی جو میرے عاشق ہیں وہ میرے عشق کی تلوار سے ایسے ہی قتل ہوتے ہیں جیسے یہ پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ کے عاشقین زندہ وتابندہ رہتے ہیں

اس محبوب حقیقی سے عشق پیدا کر کے دیکھو، تعلق پیدا کر کے دیکھو، اسکا قرب حاصل کر کے دیکھو، اب تک تم نے دنیا کا قرب حاصل کیا ہے، دُنیا کی محبت سے ہے، دنیا والوں سے عشق کیا ہے اب میرے محبوب حقیقی سے بھی عشق و محبت کر کے دیکھ لو معلوم ہو جائے گا کہ اس رشتے میں کیسا لطف ہے، اس رشتے میں کیسی مضبوطی ہے، باقی رہنے والا کونسا رشتہ ہے،

دُنیا کے سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے، سب سے گہرا رشتہ ماں باپ اور شوہر بیوی کا ہے یہ دونوں رشتے بھی فنا ہو جائیں گے باقی رشتوں کی تو بات ہی چھوڑو، مگر جس کا رشتہ میرے محبوب اور میرے آقا سے جُڑ جاتا ہے اس وحدہٗ لا شریک سے جُڑ جاتا ہے جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے تو نہ اسکا رشتہ فنا ہوتا ہے نہ وہ خود فنا ہوتا ہے، سچ پوچھو تو اللہ ربُّ العزّت انھیں فنا نہیں کرتا بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل کر دیتا ہے، اور وہ اپنے چلے جانے کے بعد بھی اسی طریقہ سے زندہ رہتے ہیں کس طریقے سے؟ کہ جیسے حضرت بایزید بسطامی نور اللہ مرقدہٗ، شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ شیخ بہاءالدین نقشبند علیہ الرحمہ، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، خواجہ معین الدین

چشتی علیہ الرحمہ، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ، مولانا شاہ عبدالملک صاحب صدیقی علیہ الرحمہ، مولانا شاہ میر عالم صاحب علیہ الرحمہ۔

ہم سب ان کے نام پیار سے لیتے ہیں کوئی مجنوں کا نام بھی اتنے پیار سے لیتا ہے؟ کسی ایم، ایل، اے۔ کسی ایم، پی، پرائم منسٹر کا نام بھی اتنے پیار سے نہیں لیا جاتا ہے۔

لیلیٰ سے محبت پیدا کرلو یا مولیٰ سے

مگر ہاں یاد رکھئے اللہ کے دیوانوں کا نام بھی پیار سے وہی لوگ لے سکتے ہیں جنھیں اللہ سے پیار ہے، جو اپنے اللہ سے چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں، اپنے اللہ سے دل لگاتے ہیں، اپنے محبوب سے مناجات کرتے ہیں، اے دنیا والوں بس وہی اللہ والوں سے پیار رکھتے ہیں۔

اپنی زندگیوں پر غور و فکر کیجئے اسی زندگی میں گیہوں بو لو اسی زندگی میں کانٹے بو لو، یہ تو اپنے اللہ سے محبت پیدا کرلو یا غیر اللہ سے محبت پیدا کرلو، لیلیٰ سے محبت پیدا کرلو یا مولیٰ سے محبت پیدا کرو، اللہ کی ذات کے علاوہ ساری کی ساری چیزیں لیلیٰ ہیں جس سے بھی محبت کریگا وہی اسکی لیلیٰ ہے، بس وہی ایک ہمارا محبوب ایسا ہے جو مولیٰ ہے مولیٰ سے جڑ کر دیکھئے، اپنا تعلق مولیٰ سے کر کے دیکھئے معلوم ہو جائے گا کہ وہ ہمارا حقیقی مولیٰ کیسا ہے، ارے اب تک دنیا کو دیکھا ہے، دُنیا کی چیزوں کو دیکھا ہے اب تم مولیٰ کو دیکھ کر دیکھ لو۔ گر تم کو پسند آئے تو رشتہ رکھ لینا نہیں تو تمہاری مرضی، تم ہی لوگ تو کہتے ہو کہ پہلے دیکھ لو پسند آئے تو رشتہ کر لینا، دُنیا کے معاملے میں تو تم دیکھنے کو تیار ہو اللہ کے معاملے میں بھی تو تم دیکھ کر دیکھ لو۔

غور و فکر کیجئے ہمیں اس دنیا میں رہکر کیا کرنا ہے، کس کا بننا ہے، کیا چیز باقی رہنے والی ہے اور کیا فنا ہونیوالی ہے۔ ارے فنا ہونیوالی اچھی ہے یا باقی رہنے والی اچھی ہے۔ ہر انسان ایسا ہی مکان بنانے کی کوشش کرتا ہے جو کچھ دنوں باقی رہے چھپّر کے مکان سے ہر ایک بچنا چاہتا ہے کہ میں ہر سال کہاں سے بناؤں گا۔

ارے آج تم نے کسی سے محبت پیدا کرلی کل وہ تمکو دھوکہ دیکر چلا گیا یا کوئی دوسرا اسکو لیکر چلا گیا یا موت ہی سے کر چلی گئی کل تم دوسروں کو ڈھونڈتے پھروگے، پرسوں کوئی اسکو لیکر چلا گیا ترسوں کو پھر تم تیسر ڈھونڈتے پھروگے۔

کیوں خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کر رہے ہو، بس ایک اللہ سے رشتہ جوڑو جسکو لیکر کوئی نہ جائے، اسی سے رشتہ پیدا کرو اسکو لیکر کوئی نہیں جا سکتا، ارے وہ محبوب حقیقی بیسا انصاف پسند ہے کہ وہ دلوں کے حال کو دیکھتا ہے کس کا دل مجھکو کتنا چاہ رہا ہے۔

ایک راز کی بات

ایک راز کی تھوڑی سی بات میں یہاں کہے دیتا ہوں، پہلے دور میں انسانوں کے جسم بہت مضبوط ہوتے تھے، عبادت ریاضات بہت زیادہ کرلیا کرتے تھے، اب جسم بہت کمزور ہوگئے ہیں، عبادات ریاضات اب اتنی نہیں ہوسکتیں، مگر دل کا تعلق اب بھی ہوسکتا ہے، اپنے دل کا خالص تعلق اپنے اللہ سے رکھو وہی مقامات تمکو مل جائیں گے جو انکو عبادات و ریاضات سے ملا کرتے تھے، کیونکہ مضبوط جسم ہونے کی وجہ سے وہ ہزار ہزار نفل راتوں کو پڑھ لیا کرتے تھے، پھر بھی انکے جسم پر اثر نہیں پڑتا تھا، آج رات کو جاگ کر دس بیس سو دو سو رکعتیں پڑھ کر اگلے دن نہیں اٹھا جاتا، صبح کی نماز میں سستی آجاتی ہے اس لئے میں تو بس یہی کہتا ہوں کہ بشاشت کے ساتھ فرضوں کو ادا کرتے رہو، ورنہ بشاشت

سے رات جتنے نوافل پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو، مگر دل کا خاص تعلق اپنے اللہ سے رکھو، اگر دل کا خاص تعلق اللہ سے رکھوگے تو ان شاء اللہ وہی عبادت تمکو کافی ہوجائے گی۔

اپنے دل پر محنت کرو، اپنے دل کا تعلق اللہ سے جوڑو، جب دل کا تعلق اللہ سے جڑ جائیگا پھر تمہارا ہر لمحہ، تمہاری ہر گھڑی، تمہارا ہر دن، تمہاری ہر رات، تمہارا سونا، تمہارا جاگنا، تمہاری خوشی، تمہارا ہر غم اللہ کیلئے ہوجائے گا، پھر تمہاری زندگی کی ہر ساعت اللہ کی عبادت میں لکھی جائے گی، تمہاری زندگی کے کچھ عمل، اور عبادت ایسی ہوگی کہ فرشتے بھی انکو نہیں جانیں گے، براہ راست وحدہٗ لاشریک کے دفتر میں جاکر جمع ہوں گے۔

وہ چیز جسکا فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کونسی ہے؟ وہ آقا اور بندے کا تعلق ہے، وہ آقا کا اور بندے کا ایک راز ہے، جب غلام اپنے آقا سے دل لگاکر بیٹھتا ہے تو فرشتوں کو کیا پتہ کہ یہ کیا کہہ رہا ہے فرشتے تو وہ اعمال لکھیں گے جو زبان ہاتھ پیروں یا دیگر جسم کے اعضاء سے نکلیں گے، مگر جو دل سے نکل رہا ہے فرشتوں کو اسکی کیا خبر کہ اسکا دل کہاں ہے، اسکا دل کہاں جڑا ہوا ہے، ارے اسکا دل تو اپنے محبوب سے جڑا ہوا ہے اپنے محبوب سے مناجات کر رہا ہے، اپنے محبوب کی کھوج میں لگا ہوا ہے، اپنے محبوب کو تلاش کر رہا ہے، اپنے محبوب کیلئے تڑپ رہا ہے، اپنے محبوب کیلئے بکھرا ہوا ہے، یہ سارے کے سارے دفتر اللہ رب العزت کے خزانے میں ہوتے ہیں۔

میرے عزیزو! آپ لوگ سردی گرمی میں اپنا وقت نکال کر آتے ہیں اگرچہ اللہ پر یا کسی اور پر یہ احسان کی بات نہیں ہے، چونکہ میں تو آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرسکتا ہوں کہ آپ لوگ میرے پاس آتے ہیں، مگر میرے اللہ کے اوپر تو کوئی احسان نہیں ہے، رات دن تم سجدے میں پڑے رہو تب بھی اللہ پر یہ کوئی احسان نہیں ہے، انسان جو بھی کچھ کرتا ہے وہ اپنے لئے ہی کرتا ہے۔ اسی لئے میں یہ کہتا ہوں کہ جب آپ

لوگ سردی گرمی میں آتے ہیں تو جو میں کہوں اس پر عمل کرلیا کریں، تم لوگ اگر عمل کرلوگے تو میری بھی نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ پتہ نہیں تم میں سے کونسا ایسا بن جائے جسکا تعلق اللہ سے جڑ جائے اور اسکی برکت سے اللہ مجھے بھی معاف کردے۔

تو میرے عزیزو! جو بھی سُنو ہوش کے کانوں سے سنو، اور جو بھی سُنو عمل کی غرض سے سُنو، اور عمل اللہ کی رضا کیلئے کرو، جب تم ایسا کروگے، ایسے بنوگے تو انشاء اللہ خداوند قدوس کا قرب حاصل ہوجائے گا۔ اسکی معیت حاصل ہوجائے گی، اسکا انس حاصل ہوجائیگا، اسکا عشق حاصل ہوجائیگا، اسکا خاص تعلق اور درد نصیب ہوجائیگا۔

اللہ رب العزت ہمیں عشق مولیٰ نصیب فرمائے، عشق لیلیٰ سے بچائے، اللہ رب العزت ہماری دنیا میں بھی حفاظت فرمائے اور آخرت میں بھی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

مُنیرِ عالم نقشبندی مجددی
کرت پور۔

وآخر دعواهم
ان الحمد للہ رب العالمین

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مجلس نمبر ۳

جب انسان اپنی خودی کو مٹا دیتا ہے تب خدا کی خدائی کا ظہور ہوتا ہے

حضرت شاہ مُنیرِ عالم صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجددیہ) کرت پور بستی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:
شعبۂ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہ منیریہ
محلہ کارستان قصبہ کرت پور بستی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر: 09412486152 · 09997414108
فون نمبر: 01341 240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جب انسان اپنی خودی کو مٹا دیتا ہے تب خدا کی خدائی کا ظہور ہوتا ہے۔

میرے عزیزو! راہِ راست اختیار کرنے کے لئے اپنے کو مٹانا پڑتا ہے، جب انسان اپنی خودی کو مٹا دیتا ہے تب خدا کی خدائی کا ظہور ہوتا ہے، اور جب تک یہ انسان اپنے کو کچھ سمجھتا رہتا ہے، اس وقت تک نہ یہ کچھ بن پاتا ہے اور نہ کچھ دیکھ پاتا ہے، جس نے اپنے کو صحیح طریقے پر نہیں سمجھا تو وہ دوسروں کو کیا سمجھ سکتا ہے جب تک اپنی حقیقت کو نہیں جانے گا تو وحدہٗ لاشریک کی حقیقت کا راز کیسے جانے گا۔ پہلے اپنی حقیقت کو پہچان لے کہ تو دنیا میں آنے سے پہلے کیا تھا، جب تیرا بچپن تھا تو، تو کیسا تھا؟ جب تو لڑکپن میں تھا تو کیسا تھا؟ جب تو جوان ہوا تو کیسا تھا؟ جب تو عمر پیری (بڑھاپے) کو پہنچا تو کیسا تھا؟ اور جب تو قبر میں ڈال دیا جائے گا تو کس حال میں ہوگا؟

اے میرے عزیزو! جب تک ان چیزوں کا محاسبہ نہیں ہوگا تب تک تم کسی مقام کو نہیں پہنچ سکتے، پہلے اپنی حقیقت کو پہچانو کہ ہم کیا تھے؟ کیا ہیں؟ اور کیا رہیں گے؟ موت کے بعد ہمارا کیا بنے گا؟

جب انسان اپنی زندگی اس طریقے سے گزارتا ہے اور ان چیزوں میں غور وفکر کرتا ہے تو وحدہٗ لاشریک کا قرب حاصل کرتا چلا جاتا ہے، بغیر عاجزی وانکساری

اور اپنے کو مٹائے ہوئے انسان اللہ کو نہیں پا سکتا۔

اے کاشتکاروں! جس طریقے سے تم اپنے گیہوں کو مٹی میں ملائے بغیر اپنی کھیتی کو نہیں پاتے ہو، اسی طرح سے اپنے غرور اور اپنی خودی کو مٹائے بغیر تم اللہ کو نہیں پا سکتے ہو۔

دُنیا کی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں، کتنے مضبوط اور قوی لوگ دُنیا میں آئے، کیسے برگزیدہ حضرات انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں تشریف لائے، کیسے بڑے بڑے بہادر اور دلیر انسان اس دُنیا میں آئے، کیسا کیسا مضبوط جسم لیکر اس دُنیا میں آئے، کیسی کیسی عمر طویل (لمبی عمر) لے کر دُنیا میں آئے مگر میرے عزیزو! موت سب کو کھا گئی، زمین سب کو نگل گئی، اس خاک میں مل کر انسان غائب ہو گیا، کچھ پتہ نہیں کہاں تھا کہاں نہیں تھا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اس کے عاشقین و عارفین کے علاوہ کسی کا جسم اور نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

اس لئے اپنی حقیقت کو پہچانو، اپنے کو جانو، ہماری حقیقت نہ پہلے کچھ تھی نہ اب کچھ ہے، نہ بعد میں کچھ ہوگی، جس کی ابتداء بھی ایسی ہو کہ وہ کچھ نہ ہو اور اس کا آخر بھی ایسا ہو کہ غسل دینے والے کا ہاتھ بھی نہ پکڑ سکے، قبر میں اُتارنے والے کو لوٹ بھی نہ سکے تو اس کی کیا حقیقت ہوگی۔

جو انسان عاجزی وانکساری والی زندگی گزارتا ہے تو اللہ ربّ العزت اس کو بلندی نصیب فرما دیتا ہے

انسان کی زندگی متکبرانہ نہیں ہونی چاہیئے، عاجزی اور انکساری والی اسکی زندگی ہونی چاہیئے، جو انسان عاجزی وانکساری والی زندگی گزارتا ہے تو اللہ ربّ العزت

اس کو بلندی نصیب فرما دیتا ہے، اور جو انسان اکڑپھوں والی زندگی گزارتا ہے اللہ ربّ العزت بہت جلد اسکو خاک میں ملا دیتا ہے۔

جب ہَوا کا جھونکا آتا ہے درخت کی جو شاخیں لچکتی نہیں ہیں وہ چور چور ہو کر نیچے گر جاتی ہیں، اور جو شاخیں لچک جاتی ہیں وہ محفوظ رہ جاتی ہیں، اس لئے اپنی زندگی سخت نہ بناؤ بلکہ نرم بناؤ، اپنی زندگی لچکنے والی بناؤ، عاجزی وانکساری والی زندگی بناؤ، اپنی زندگی میں پہلا بھی سوچو اور مرنے کے بعد کا بھی سوچو کہ جب ہمیں قبر میں ڈالدیا جائے گا، عزیز و اقارب تین تین مٹھی مٹی ڈال کر چلے آئیں گے اس وقت ہماری کیا حقیقت ہوگی۔

اگر دنیا میں کوئی موجود رہتا تو چلو مان لیتے کہ اور بھی کوئی موجود رہ سکتا ہے، بابا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور آدم ثانی حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو اللہ ربُّ العزّت نے ہزار برس کے قریب عمر دی تھی، ساڑھے نو سو سال تو آپ کی نبوت کا زمانہ ہے، پوری عمر ہزار سال کے آس پاس ہے، جب انکی زندگی وفا نہ کر سکی تو ہم پچاس ساٹھ سال کی عمر والے کیا رہیں گے۔

دُنیا میں ایسے ایسے بہادر پیدا ہوئے کہ گر اُونٹ کی کچی کھال پر ان کو بٹھا کر دس بیس آدمی اُٹھائیں تو کھال کی چھریاں چھریاں، دھجیاں دھجیاں اُڑ جاتی تھیں مگر وہ پہلوان نہیں اُٹھ پاتے تھے، جب ایسے مضبوط اور بھاری بھرکم جسم والے نہ رہے تو ہم جیسے عاجز، کمزور، مجبور اور لاچار جسم والے کیا رہیں گے، تو کس طریقے سے ہمیں گھمنڈ اور تکبر کرنا چاہیئے جبکہ ہماری شروعات ہی گندے پانی کے قطرے سے ہے اور ہمارا آخر دیمک لگی مٹی ہے، پھر ہماری حقیقت کیا ہوگی؟

اللہ کی تقدیر کے سامنے ایسے ہو جاؤ جیسا کہ مُردہ بدست زندہ

اے لوگو! اپنے رب کو یاد کرو، اپنے رب کا قرب حاصل کرو، اپنے رب سے تعلق پیدا کرو، بس اللہ ہی کی ذات باقی ہے، اللہ کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے، اللہ ہی کی ذات بلند ہے اس کو کوئی زوال نہیں ہے، بس ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی منزل اپنا مقصود اسی محبوبِ حقیقی کو رکھیں، اور ہم اس محبوبِ حقیقی کے حکم کے سامنے، اس کی تقدیر کے سامنے اس طرح سے ہو جائیں جس طرح غسل دینے والے کے ہاتھ میں مُردہ ہوتا ہے کہ جدھر چاہتے ہیں کروٹ بدل دیتے ہیں، جدھر چاہتے ہیں پانی ڈال دیتے ہیں مگر وہ مُردہ اُف تک نہیں کرتا۔

ہمیں چاہیئے کہ ہماری زندگی بس ایسی ہی ہو جیسی کہ ہمارے محبوب کو ہم سے مطلوب ہے جو اس کو مقصود ہے، جیسی اس کی رضا ہے۔ اور وہ زندگی وہ ہے جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ ہمیں بتلا دیا ہے بس اسی طریقے سے ہم زندگی گزاریں یہی ہمارے لئے کامیابی کی زندگی ہے، جو زندگی سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرے بس وہی کامیاب زندگی ہے۔

چاند اور سورج بھی فنا ہونے والے ہیں، یہ رات جو اپنے سنّاٹے لیکر آتی ہے اور یہ دن جو اپنی چمک لے کر آتا ہے، ایک دن یہ بھی ختم ہو جائیں گے، نہ چاند رہے گا نہ سورج رہے گا، نہ زمین رہے گی نہ آسمان رہے گا، نہ رات رہے گی نہ دن رہے گا پھر ہماری تمہاری کیا حقیقت ہے جو ہم رہ جائیں گے؟

اتنا بلند آسمان، اتنی بڑی زمین، اتنے مضبوط پہاڑ، ایسا چاند، ایسا سورج ایسی رات ایسا دن جب ان کو زوال ہے تو ہم تو بہت کمزور ہیں پھر ہم کیسے باقی رہ جائیں گے؟

میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس دنیا کے اندر اس انسان سے زیادہ کمزور کوئی نہیں ہے، ایک معمولی سی چیونٹی بھی اگر اس کے جسم پر گھوم جائے تو یہ اسکو پکڑ نہیں سکتا ایک معمولی سی مکھی بھی اس کے دائیں بائیں بیٹھکر اسے ستانے لگے یہ اسے بھگا نہیں سکتا۔ ایک معمولی سا مچھر کا پر اس کی آنکھ میں گر جائے تو یہ خود اسکو نکال نہیں سکتا، جس کی حقیقت مچھر کے پر کی برداشت کی بھی نہیں ہے، جس کی طاقت اور قوت ایک چیونٹی پکڑنے اور مچھر کے مارنے کی بھی نہ ہو، جس کی ہمت اور جرأت ایک مکھی کو بھگانے کی بھی نہ ہو پھر اس کے اندر تکبر کیسا؟ گھمنڈ کیسا؟ بڑائی کیسی؟ نشہ کس بات کا؟ غرور کس چیز کا؟ فخر کس کام کا؟

تواضع کے بغیر وحدہٗ لاشریک کی حقیقت کا راز نہیں جان سکتا

اے میرے عزیزو! زمین پر لچکا لیکر چلو لچکا دے کر مت چلو، اگر تم زمین پر لچکا لے کر چلو گے تو تمہاری زندگی میں سُدھار پیدا ہو جائے گا، اور اگر زمین پر لچکا دے کر چلو گے تو یہ سختی تمہارے لئے نقصان دہ ہو جائے گی۔

سالکین کا فرمان ہے کہ راہِ سلوک میں عاجزی وانکساری ایک سبق ہے جس کا یاد ہونا ضروری ہے، اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ راہ سلوک میں جب تک عاجزی وانکساری پیدا نہیں ہوگی تب تک فقیری نہیں کر سکتا، دُرویشی نہیں کر سکتا، سلوک طے نہیں کر سکتا، معرفت کے میدان میں نہیں آسکتا، عاجزی، انکساری اور تواضع کے بغیر وحدہٗ لاشریک کی حقیقت کا راز نہیں پہچان سکتا۔

اس لئے عاجزی، انکساری اور تواضع اپنے اندر پیدا کرو، اگر عاجزی، انکساری اور

تواضع تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی تو وحدہٗ لا شریک کا خوف بھی تمہارے اندر نمودار ہو جائے گا۔ اور جب وحدہٗ لاشریک کا خوف تمہارے اندر پیدا ہو جائے گا تو اس کے ذریعے سے تقوے کی بنیاد تمہارے اندر پڑ جائے گی، اور جب تقوے کی بنیاد پڑ جائیگی تو پھر وہ صراطِ مستقیم پر چلنے والی زندگی ہوگی، اور یہی وہ زندگی ہے کہ جس پر چل کر تم اللہ ربُّ العزّت تک پہنچ سکتے ہو۔

بغیر تواضع اور عاجزی وانکساری کے خوف کی بنیاد نہیں پڑتی ہے، اور بغیر خوف کے تقویٰ پیدا نہیں ہوتا ہے، اور جب تک وحدہٗ لا شریک کا خوف، اور اس کا تقویٰ پیدا نہ ہو تب تک وحدہٗ لا شریک تک نہیں پہنچ سکتے ہو، تقوی اور پرہیزگاری ایسی چیز ہے جو بندے کو اللہ سے ملا دیتی ہے، جو پرواز کر کے اس کو محبوب حقیقی تک لے جاتی ہے، اس لئے اپنے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری، عاجزی وانکساری کا محل تیار کرو۔

اس دُنیا میں بڑے بڑے راجہ مہاراجہ اور بادشاہ آئے، اور بڑے بڑے وسیع وعریض، مضبوط اور، اُونچے اونچے قلعے اور محل بنائے، ہائے افسوس آج ان قلعوں کی اینٹیں اُکھڑی پڑی ہیں، جن کی دیواریں اتنی چوڑی تھیں کہ اگر آدمی ان پر لیٹ جائے تو آرام سے سو جائے۔

جن کو زمانے کے دانشور لوگ یہ سمجھتے تھے بڑی مضبوط دیواریں بنی ہوئی ہیں، بڑا مضبوط محل بنا ہوا ہے مگر آج نہ وہ محل رہے نہ ان محلوں کے بنانے والے رہے، ہماری نظروں کے سامنے بڑے بڑے محل ویران ہوئے پڑے ہیں، بڑے بڑے مضبوط قلعے کھنڈر ہوئے پڑے ہیں۔

دلّی کا پرانا قلعہ، لال قلعہ، ظفر محل دیکھ لیجئے کہ اُس وقت ان کی کیا

شان وشوکت تھی اور آج کیا ہے؟ کسی بھی راجہ، بادشاہ کا محل دیکھ لیجئے سب کے سب ویران ہوئے پڑے ہیں، اور اگر ان کی نسلوں کا پتہ نکالو تو ان کی نسلیں بھی نظر نہیں آتی ہیں۔

ہائے میرے عزیزو! جنھوں نے نشہ اختیار کیا، جنھوں نے اپنی بلندی چاہی جنھوں نے بڑے بڑے محل بنائے کہ ہماری یادگار قائم رہے گی، جنھوں نے چاہا کہ ہمارا نام باقی رہے، اے میرے عزیزو! ان کے نام ونشان بھی باقی نہ رہے، ان کے نام ونشان مٹ گئے، آج ان کو کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے۔

جن لوگوں نے اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کیساتھ انکے ذکر وفکر کو اپنایا ان کے نام آج بھی روشن ہیں

اور جنھوں نے ہمیشہ اپنے محبوب حقیقی کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی گزاری، اپنے محبوب حقیقی کے نام کو بلند سمجھا اور اللہ کے نام کی بلندی کی فکر میں رہے اسی جستجو میں رہے کہ میرے رب کا نام ہمیشہ بلند رہے، ہمیشہ اپنے محبوب کے ذکر وفکر کو بلند کرتے رہے، ہمیشہ اپنے محبوب حقیقی کی فکر میں لگے رہے، اس وحدہٗ لاشریک کی تلاش میں لگے رہے، اپنے کو کچھ نہیں سمجھا، سب کچھ اللہ ہی کو سمجھتے رہے، اسی کے نام کی بلندی کے لئے ساری زندگی سرگرداں رہے تو چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک دَور میں ہوں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور سے پہلے کسی دوسرے نبیؑ کی اُمّت میں ہوں، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مُبارک کے بعد میں ہوں آج بھی وہ اسی طریقے سے زندہ اور روشن ہیں جس طریقے سے وہ اپنی زندگی اور اپنے دَور میں وہ زندہ اور روشن تھے۔

خلیفۂ اوّل حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیکھ لیجئے، خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیکھ لیجئے، خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیکھ لیجئے، خلیفۂ چہارم حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو دیکھ لیجئے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دیکھ لیجئے، حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو کہ جن کو مدینہ پاک کے اندر سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی میزبانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا شرف حاصل ہوا، ان کو دیکھ لیجئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام ہی اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھ لیجئے۔

ان میں سے کتنے تو کتنوں کے غلام رہے مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرلی تو آج بھی ان کا نام پیار سے، عظمت سے لیا جاتا ہے، جس طریقے سے ان کی زندگی میں ان حضرت کا نام احترام سے لیا جاتا تھا، محبّت سے لیا جاتا تھا آج بھی اسی محبّت واحترام کے ساتھ ان کے ناموں کو لیا جاتا ہے۔

کیوں لیا جاتا ہے؟ اس لئے کہ ان سب نے وحدہٗ لاشریک کی مرضی کی زندگی گزاری، اللہ ربّ العزّت کی چاہت والی زندگی گزاری، ان کے دلوں میں اللہ ربّ العزّت کا ڈر تھا، وہ اللہ ربّ العزّت کی چاہت والے تھے، ان کو اللہ ربّ العزّت کی فکر لگی ہوئی تھی، ان کی زندگی دین پر تھی، ان کی زندگی سنّت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھی۔

وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے کو ہر چیز میں تلاش کرتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے تو آج بھی ان کے نام چاند اور سورج سے زیادہ روشن ہیں۔

حضرت اویس قرنی علیہ الرحمہ، بایزید بسطامی علیہ الرحمہ، شاہ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ،

شیخ ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمہ، خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ، حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ، یہ تمام چاند اور سورج ہوئے ہیں، اللہ ربّ العزّت کے دیوانے ہوئے ہیں، اس کے مستانے ہوئے ہیں، جس طریقے سے ان کے نام اس وقت میں لئے جاتے تھے آج ان کے نام اس سے بھی زیادہ پیار کے ساتھ لئے جاتے ہیں۔

آج ہم سرہند کو سرہند شریف کیوں کہتے ہیں؟ کہ وہاں پر حضرت مجدّد صاحب قدس سرّہٗ آرام فرما ہیں۔ ہم مکّہ کو مکہ شریف کیوں کہتے ہیں؟ کہ وہاں پر کعبہ ہے (زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا)

ہم مدینہ کو مدینہ پاک، مدینہ شریف کیوں کہتے ہیں؟ کہ وہاں آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں (زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا) ہمیں ان سب سے محبّت یوں ہے کہ ان کا تعلق ان کی نسبت اللہ اور اس کے پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

جن کا خاص تعلق اللہ سے ہو جاتا ہے تو اللہ ربُّ العزّت اُن کو ضائع نہیں کرتا ہے

تو جنھوں نے اپنا تعلق اپنے اللہ سے رکھا، ان کی فکریں یہ رہیں کہ ہمارا تعلق ہمارے اللہ سے جُڑ جائے، اور ہم اپنے محبوب حقیقی کو صحیح طریقے سے پہچان لیں تو میرے عزیزو! اللہ ان کو ضائع نہیں کرتا ہے۔

اللہ ربّ العزّت تو اس کو اپنا دیوانہ بنا لیتا ہے، ان کو اپنے عشق کا جام پلا دیتا ہے، جام پلا کر اپنا مستانہ بنا لیتا ہے، پھر دنیا ان کی نظروں میں ایک مچھر کے پر کی برابر ہو جاتی ہے، دنیا کی حقیقت ان کی نظروں میں کچھ بھی نہیں رہتی ہے، وہ

تو صرف دُنیا میں جیتے ہیں بس زندگی ہے جیتے ہیں، کھاتے ہیں نفس کا تقاضہ ہے بس کھاتے ہیں، ورنہ ان کی مثال تو ایسی ہے کہ جہاں گئے جیسا ہوا قیام کرلیا، اگر وہ دُنیا میں کوئی خوشی مناتے بھی ہیں تو اللہ کے بندوں کو خوش کرنے کے لئے خوشی کرتے ہیں اور ان کا اپنا دل تو بس اپنے محبوب ہی کے ساتھ خوش ہوتا ہے کسی اور کے ساتھ ان کو لگاؤ نہیں ہوتا ہے۔

جب اللہ سے نسبت قائم ہو جاتی ہے، اپنے محبوب سے نسبت جڑ جاتی ہے پھر اس کی کیفیت کچھ الگ ہی ہو جاتی ہے، اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے وہ تو ظاہری جسم کے اعتبار سے دنیا میں ہوتا ہے مگر اپنے باطن، اپنے دل کے اعتبار سے وہ کہیں اور ہوتا ہے، وہ تو اپنے محبوبِ حقیقی کا طواف کرتا رہتا ہے، دُنیا کعبہ کا طواف کرتی ہے وہ عاشق محبوبِ حقیقی کا طواف کرتا ہے، حاجی صرف حج کے موقع پر کعبہ کا طواف کرتا ہے عاشق عرشِ اعظم پر ہر وقت اپنے محبوب حقیقی کا طواف کرتا رہتا ہے۔

میرے عزیزو! اللہ سے تعلق پیدا کر کے دیکھو، اللہ کو پہچان کر دیکھو، اللہ تک پہنچکر دیکھو تمکو حقیقت کا راز معلوم ہو جائے گا، اصلیت کا پتہ چل جائے گا۔

دنیا مسجد میں نماز پڑھتی ہے، دنیا کعبے کو سامنے سمجھکر نماز پڑھتی ہے، مگر وہ عاشق اپنے محبوب حقیقی کو سجدہ کرتا ہے، اپنے محبوبِ حقیقی کو سامنے سمجھ کر نماز پڑھتا ہے کہ میں اپنے محبوب کے سامنے کھڑا ہوں، اپنے محبوب کے سامنے میں اپنے سر کو جھکا رہا ہوں، اپنے محبوب کے سامنے میں اپنی پیشانی کو رگڑ رہا ہوں، وہ زمین پر نماز نہیں پڑھتا ہے وہ تو اپنے محبوب کی بارگاہ میں ہوتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت ایسی کرو جیسے کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو یہ حالت کب پیدا ہوگی؟ جب ہمارا تعلق اپنے

اللہ سے جڑ جائے گا ہم اللہ کے دیوانے بن جائیں گے، ہم اللہ کے عاشق بن جائینگے جب انسان اللہ کا دیوانہ بن جاتا ہے، اس کا عاشق بن جاتا ہے، اسکا مستانہ بن جاتا ہے، تو پھر کیا ہوتا ہے، خوابوں میں بھی تو ہی خیالوں میں بھی تو ہی یہاں تک کہ میری عبادت میں بھی تو ہی۔ اسکے خیال بھی اگر ہے تو اپنے محبوب حقیقی کا ہے، خواب بھی اگر ہے تو اپنے محبوبِ حقیقی کا ہے، عبادت بھی اگر ہے تو اپنے محبوب حقیقی کی ہے۔

اس لئے میں بار بار کہتا ہوں کہ نمازیں پڑھنا بہت بڑی عبادت ہے، حج کرنا بہت بڑی دولت ہے، روزہ رکھنا بہت بڑا ذخیرہ ہے، زکوۃ دینا بہت بڑی خیر ہے مگر اللہ کا بن جانا یہ کچھ الگ بات ہے۔

جب انسان اللہ کا بنکر نماز پڑھے گا تو اللہ ہی کی پڑھے گا، جب انسان روزہ رکھیگا تو خالص اپنے اللہ ہی کیلئے رکھے گا، جب انسان اللہ سے تعلق پیدا کر کے حج کرے گا تو وہ کعبہ کا طواف نہیں کریگا وہ تو اپنے محبوب حقیقی کا طواف کرے گا، پھر اس کی ہر چیز اپنے محبوبِ حقیقی ہی کیلئے ہو جائے گی۔ علامہ اقبال نے وہ شعر ایسے ہی شخص کے لئے تو کہا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

پھر اسکا یہ مقام ہو جاتا ہے اور اس مقام کی بنیاد عاجزی و انکساری ہے کہ ایمان کے ساتھ شریعت مطہرہ پر عمل کرنے کے ساتھ تم اپنے اندر عاجزی و انکساری پیدا کرلو، اپنے محبوبِ حقیقی کے سامنے مُردہ بن جاؤ، اپنے محبوبِ حقیقی کی تقدیر کے سامنے تم بالکل عاجز ہو جاؤ۔

جب انسان اپنے کو اپنے خالق و مالک کے سامنے ایسا عاجز اور بے بس بنا لیتا ہے

اور اپنے کو خاک میں ملادیتا ہے، اپنا تعلق اپنے محبوب سے جوڑ لیتا ہے، سلوک کی راہوں کو طے کرلیتا ہے اور اپنے محبوبِ حقیقی کے دربار تک پہنچتا ہے تو پھر وہ محبوبِ حقیقی کہتا ہے اے میرے بندے بتا تیری رضا کیا ہے۔

ایکطرف اللہ ربّ العزّت کا نام ہو اور دوسری طرف پوری دُنیا و آخرت ہو تو تم اللہ ربّ العزّت ہی کے نام کو پسند کرو۔

اور اس سچے عاشق، سچے دیوانے کی غرض اور مُراد، اس کی آرزو صرف اور صرف اپنے محبوبِ حقیقی کے دیدار کی ہوتی ہے، نا اہل تو نہ جانے کیا کیا مانگ لے مگر جو اہل ہیں وہ تو اپنے محبوب ہی کو مانگتے ہیں کسی اور چیز کو نہیں مانگتے، اپنے اس محبوب کے سلاوہ کسی اور کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے ہیں۔

چاہے ان کو جنّت کی حُوریں ہی کیوں نہ نظر آجائیں، چاہے انکو جنّت کے محلات ہی کیوں نہ نظر آجائیں مگر ان کی نظریں بس اپنے محبوبِ حقیقی کی ہی طرف ہوتی ہیں، اسی کے دیدار کی منتظر رہتی ہیں۔

ورمیں تو یہ کہتا ہوں کہ دُنیا و آخرت دونوں ملا کر ایک طرف رکھدی جائیں اور یکطرف اس وحدہٗ لاشریک کا مُبارک اور پیارا نام رکھدیا جائے، اور وہ وحدہٗ لاشریک حکم دے کہ ایک طرف پوری دُنیا اور پوری آخرت ہے اور ایک طرف صرف میرا نام "اللہ" ہے۔ تو کس چیز کو پسند کرتا ہے؟ تو میرے عزیزو! میں تو یہی کہوں گا کہ تم اپنے "اللہ" کو پسند کرو۔ دُنیا و آخرت کو پسند مت کرو، گر تم کاملین ہو، گر تم صادقین ہو، گر تم عارفین ہو، گر تم سچے ہو، تو بس "اللہ" ہی کو پسند کرو، دُنیا و آخرت کو چھوڑ دو۔

ارے اللہ کے نام کو چھوٹا مت سمجھو، اس لفظ "اللہ" کو چھوٹا اور کم مت سمجھو، اس

دُنیا کو بڑا مت سمجھو، جنّت اور جنّت کے محلوں، اس کے باغیچوں، اس کی حوروں کو تم بڑا مت سمجھو، اس پوری دُنیا و آخرت تمام چیزوں کو ملا کر بھی تم اسکو بڑا مت سمجھو، میرے محبوب کے بابرکت نام کے سامنے کوئی بھی چیز کچھ حقیقت نہیں رکھتی ہے۔

ہمیں اور اس ساری دُنیا و آخرت کو اللہ نے کُن کہا فیکون بن گیا، ایک دن اس کے ختم ہونے کا حکم صادر فرمائے گا ختم ہوجائے گا، فنا ہوجائے گا، صرف میرے رب کا نام باقی رہ جائے گا، اس باقی سے اپنی نسبت جوڑ لو، اس باقی سے جڑ جاؤ، اس باقی سے اپنا تعلق قائم کرو، ہمیشہ باقی رہنے والے سے دوستی پیدا کرو

اے میرے عزیزو! دانشور بنو، نادان نہ بنو، اپنی بھوک اپنی پیاس، اپنی چاہت اپنی خوشی، اپنا غم اللہ ربّ العزّت ہی کی ذات ہو، وہی ہماری خوشی ہے، وہی ہماری بھوک ہے، وہی ہماری پیاس ہے، وہی ہماری چاہت ہے۔

تم اللہ کے سچے دیوانے بنو، تم اللہ کے سچے چاہنے والے بنو، تم اللہ کے چاہنے والے بنوگے تو اللہ تمہارا چاہنے والا بن جائے گا، اور اللہ جس کو چاہنے لگے نہ دُنیا میں اس کیلئے کوئی غم ہے نہ آخرت میں اس کیلئے کوئی غم اور خوف ہے۔

اللہ ہماری دنیا میں بھی حفاظت فرمائے اور آخرت میں بھی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

مُنیرِ عالم نقشبندی مجددی

برکت پور۔

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مجلس نمبر ۴

راہِ عشق کی بنیادیں دلوں پر رکھی جاتی ہیں

حضرت شاہ مُنیر عالم صاحب نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۵ ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نمازِ مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ مُنیریہ مجددیہ) کرت پور بستی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:
شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم مجددیہ خانقاہِ مُنیریہ
محلہ کانشتھن قصبہ کرت پور بستی ضلع بجنور (یو پی) پن کوڈ ۲۴۶۷۴۳
موبائل نمبر 09412486152 ·09997414108
فون نمبر 01341 240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۴

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقویٰ اور پرہیزگاری ایک بہترین زیور ہے

میرے عزیزو! تقویٰ اور پرہیزگاری ایک بہترین زیور ہے، جو مومن کی زندگی کو خوشنما بناتا ہے، تقویٰ اور پرہیزگاری ہی وہ سواری ہے جس کے ذریعے انسان اپنے محبوب حقیقی تک پہنچ جاتا ہے۔

تقویٰ اور پرہیزگاری وہاں جنم لیتی ہے جہاں وحدہٗ لاشریک کا غم ہوتا ہے، جو دل وحدہٗ لاشریک کے لئے بے چین و بے قرار ہیں، اللہ سے خوفزدہ ہیں یہ وہیں نمودار ہوتی ہے اور وہیں پرورش پاتی ہے، تقویٰ اور پرہیزگاری ایک گوہر ہے، ایک ہیرا ہے، ایک موتی ہے، ایک گلاب کا پھول ہے، جس طرح گلاب کا پھول کانٹوں میں ہوتا ہے، اسی طرح تقویٰ اور پرہیزگاری غمزدہ دلوں میں، وحدہٗ لاشریک سے خوف کھانے والے دلوں میں پیدا ہوتی ہے اور وہیں پرورش پاتی ہے، تقویٰ اور پرہیزگاری عارفین کی پسندیدہ چیز ہے۔

وحدہٗ لاشریک کے قرب میں پہنچکر دل کو تلاش کرنا بھی غفلت ہے

دُنیا کے اندر عیش وآرام میں رہنا، خوش وخرم رہنا، دُنیا کی غفلتوں میں اپنے دل کو لگانا یہ غافلین کی زندگی ہوتی ہے اور عارفین کی زندگی بڑی بیداری اور غم کی زندگی ہوتی ہے، تقوے کی فکر، پرہیزگاری کا خیال ان کو ہر وقت دامن گیر

رہتا ہے مگر یہ جب تک ہی ہے جب تک انسان کامل نہیں ہے، اور جب اس سے آگے بڑھکر اپنے محبوب حقیقی کے عشق میں کامل ہوجاتا ہے تو پھر وہ تقویٰ اور پرہیزگاری بھی بھول جاتا ہے۔

کیونکہ تکلّف جب ہی ہوتا ہے جب تک انسان کچّا ہوتا ہے، سنور سنوار کر جب ہی بولتا ہے جب بولنا نہیں آتا ہے، کوئی بھی کام سنبھل سنبھل کر، سنوار سنوار کر جب تک ہی کرتا ہے جب تک اس سے بولنا اور کرنا نہیں آتا ہے، اور جب کرنا آجاتا ہے تو پھر سنوارنا، سنبھالنا دُور ہوجاتا ہے، کیونکہ اس کو کرنا آگیا، بولنا آگیا اسی طریقے سے وحدہٗ لاشریک کی معرفت میں جب انسان کامل ہوجاتا ہے تو تکلّف نہیں رہتا ہے پھر تو وہ وحدہٗ لاشریک کے عشق میں پہنچ جاتا ہے۔

اور عشق میں پہنچنے کے بعد انسان کی وہی زندگی بن جاتی ہے کہ میں تیرا ہاتھ بن جاتا ہوں، تیرا پیر بن جاتا ہوں، تیری نظر بن جاتا ہوں، تیری زبان بن جاتا ہوں، اور اس دائرے میں پہنچکر انسان کی عجیب وغریب حالت ہوتی ہے جس کو وہی انسان پہچان سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں پہچان سکتا، عشق کے دائرے میں پہنچکر جب انسان کسی چیز کو تلاش کرتا ہے تو پھر وہ بھی غافلین میں کہلاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اپنے دل کو تلاش کر رہے تھے اور وحدہٗ لاشریک کے قرب میں بیٹھے ہوئے تھے تو ندا آتی ہے کہ بایزید بسطامی کیا اب بھی تو میرے عدوہ کسی اور چیز کو ڈھونڈے گا؟ کیا اب بھی تجھکو کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟

معلوم ہوا وحدہٗ لاشریک کے عشق میں اس کے قرب میں پہنچکر کسی بھی چیز کو

تدش کرنا غفلت ہے پھر انسان دربار سے نکالدینے کا سزاوار ٹھہرتا ہے اور اس دربار میں پہنچکر جو انسان لوٹنا چاہتا ہے یا لوٹتا ہے تو پھر اس کا دین اور اسکی دُنیا دونوں تنگ ہوجاتی ہیں۔

جب اپنے محبوبِ حقیقی کا عشق مل جاتا ہے اور دل اس کے ساتھ وابستہ ہوجاتا ہے تو پھر اس کا دل کھوجاتا ہے، جس کا دل تھا اسی کے پاس چلا جاتا ہے اب اس کو تلاش کرکے کیا کرے گا یہ دل جس کی امانت تھی اسکو دیدی، اسکو پہنچ گئی، اب اسکو کیا تلاش کرنا ہے۔

جو وحدہٗ لاشریک کے عشق کے میدان میں تڑپ تڑپ کر مرگیا وہ اس کے عشق کی تلوار سے شہید ہوا

میرے عزیزو! وحدہٗ لاشریک کی محبّت میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ثابت قدم رہتے ہیں ورنہ اکثر کے پھسلنے کا خطرہ ہوتا ہے اور جو وحدہٗ لاشریک کی محبت میں قدم رکھکر پیچھے ہٹتے ہیں تو پھر ان کی دُنیا اور دین دونوں تنگ ہوجاتی ہیں، اس لئے میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں کہ بس اپنی نماز پڑھو، روزے رکھو، قرآن پڑھو، اللہ اللہ کرو کافی ہے۔

مگر اس راہ میں گر قدم رکھو گے تو تمکو سنبھل کر چلنا ہے، اس راہ میں قدم رکھکر پھر تمہیں آگے بڑھنا ہے یہاں تک کہ زندگی چھوٹے چھوٹ جائے مگر تم اس راستے سے پیچھے نہ ہٹو، اگر زندگی بھی ختم ہو تو اسی راستے پر ختم ہو جو کہ تمہارا شمار بھی انھیں عارفین اور کاملین میں ہوجائے جنکا تم راستہ اختیار کررہے ہو۔

جب ایک انسان کسی چیز کی جستجو میں جدّو جہد کرتا ہے، اور اس کے آخری

مقام تک نہیں پہنچ پاتا ہے تو اس کو اس کا پورا اجر و ثواب ملتا ہے، مثلاً کوئی حافظ قرآن ہونے کی کوشش کرتا کرتا مرگیا ہو، یا کوئی طالب علم تکمیل سے پہلے انتقال کرگیا ہو تو قبر سے حافظ قرآن، اور عالم باعمل ہوکر اٹھے گا، اسی طریقے سے اگر کوئی وحدہٗ لاشریک کے عشق کے دریا میں غرق ہوکر مرگیا یا وحدہٗ لاشریک کے عشق کے میدان میں تڑپ تڑپ کر مرگیا تو وہ وحدہٗ لاشریک کے عشق کی تلوار کا شہید کہلائے گا۔

جب دنیا کی تلواروں کی بوچھاروں سے شہید ہونے والا شہید ہے تو وحدہٗ لاشریک کی محبت اور اس کے عشق کی تلوار سے شہید ہونے والا اس سے بڑا شہید ہے۔ جیسے حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بڑے شہید ہیں، کیونکہ آپ عشقِ نبی اور عشقِ خداوندی کی تلوار سے شہید ہوئے ہیں

جس طریقے سے ایک شمع جلتی ہے پروانہ آتا ہے اپنے پر اس پر لٹا دیتا ہے اور جُھلس کر مرجاتا ہے اسی طریقے سے وحدہٗ لاشریک کے جو عاشق ہیں جو اسکے جو دیوانے ہیں اپنے محبوب کیلئے، جو بے چین و بیقرار رہتے ہیں پھر ان کو اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں ہوتی ہے، ان کو تو بس اپنے محبوب ہی کی پرواہ ہوتی ہے یہاں تک کہ اسی کو اپنی جان دیدیتے ہیں، اور اسی کے لئے تڑپ تڑپ کر اور جان دیکر چلے جاتے ہیں۔

مقربینِ بارگاہِ خداوندی پر پریشانیاں امتحان کیلئے آتی ہیں

یہ کاملین کا راستہ ہے، یہ عارفین کا راستہ ہے، یہ صادقین کا راستہ ہے یہ عام راستہ نہیں ہے، جنکو اللہ ربّ العزّت زیادہ پیار کرتا ہے، جن کو اپنا بناتا

ہے، جنکو اپنے قریب رکھنا چاہتا ہے وحدہٗ لاشریک ان کو یہ رستہ نصیب فرماتا ہے، جس کے ذریعہ سے وہ محبوبِ حقیقی تک پہنچ جاتے ہیں، اور اپنے محبوبِ حقیقی کے قرب میں پہنچکر وہ پرورش پاتے ہیں۔

کسی نے کسی کامل سے پوچھا کہ حضرت جتنے یہ عارفین عاشقین ہوتے ہیں ان کو زیادہ پریشانیاں کیوں آتی ہیں؟

بڑا کامل تھا وہ جس نے یہ جواب دیا، کیا جواب دیا، کہ پریشانیاں یوں آتی ہیں کہ کوئی کذّاب، کوئی دجّال اور فسّاق و فجّار لوگ خدا دوست ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھیں، جو جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہوں گے وہ ان پریشانیوں سے گھبرا کر بھاگ جائیں گے، اور صدّیقین و صادقین ہی اس مقام میں رہ جائیں گے، اور جب وہ اپنے مقام میں سچّے اتر جاتے ہیں تو پھر وحدہٗ لاشریک خود ان کی مہمان نوازی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے بندے تو کھاتا نہیں تھا اب کھا تو پیتا نہیں تھا اب پی، تو سوتا نہیں تھا اب سو، اور دیدار کر۔

پھر اللہ ربُّ العزّت ان کو ایک نئی زندگی عطا فرماتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنے محبوبِ حقیقی کو پاتے ہیں، اور دنیا کی اندھیریوں اور تاریکیوں سے نکل کر اپنے محبوبِ حقیقی کے انوارات میں زندگی گزارتے ہیں۔ پھر ان کی دنیا الگ ہی ہوتی ہے۔ جو جھوٹے ہوتے ہیں، کچے پکّے ہوتے ہیں چند دنوں کے بعد وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں، بہت کم ایسے ہیں جو اس راہ میں جمے رہتے ہیں، اڑے رہتے ہیں، پریشانیاں جو آتی ہیں، آزمایا جاتا ہے اس کے ذریعہ سے جھوٹوں کو نکالا جاتا ہے اور سچّوں کو مضبوط کیا جاتا ہے۔

اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا کہ اللہ کے نبی مجھے آپ سے بہت

محبّت ہے، تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو فقر کی چادر اوڑھنے کے لئے تیّار ہوجا، ایک دن تیرے پاس ہوگا ایک دن نہیں ہوگا۔

پھر ایک شخص نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ سے بہت محبّت ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بلاؤں کی چادر اوڑھنے کیلئے تیار ہوجا، تیرے اوپر بلائیں آئیں گی تجھکو آزمایا جائیگا کہ تو اللہ کے راستے میں ثابت قدم ہے یا نہیں ہے۔

جس طریقے سے حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کو آزمایا گیا کہ کبھی ان کے پاس ہوتا تھا اور کبھی نہیں ہوتا تھا، کبھی آروں سے چیرے جاتے تھے، کبھی تواروں کی بوچھاروں میں ہوتے تھے، کہیں دیگوں میں بند کئے جاتے تھے، کہیں کنوؤں میں ڈالے جاتے تھے، غرض طرح طرح کی تکلیفیں اور عذاب دیئے جاتے تھے یہاں تک کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں پورا عرب اکٹّھا اور متحد ہو کر مدینے پر جا چڑھا اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینے میں بھی چین سے نہ رہنے دیا۔

ولایت کی بہت سی راہیں ہیں مگر سب سے اونچی راہ صدّیقین کی راہ ہے

تو میرے عزیزو! یہ صادقین کا راستہ ہے، صدّیقین کا راستہ ہے، صدّیقین ہی اس راستے سے گزر سکتے ہیں، اور پھر اس راہِ سلوک میں بھی بہت سی راہیں ہیں جو کچھ کچھ دور چل کر رک جاتی ہیں، مگر ایک صدّیقین ہی کی راہ ایسی ہے جو سب سے آگے اور سب سے اوپر جاتی ہے اور جا کر وہ مقامِ نبوّت سے ٹکرا جاتی ہے، اور وہ انتہا مقامِ صدق ہے وہاں تک، جو پہنچ جاتے ہیں انھیں کو صدّیقین کہا گیا ہے، اس

سے آگے نبوّت کا مقام ہے۔ صدق اور نبوّت کے مقام کے درمیان میں کوئی اور مقام نہیں ہے۔

ولایت کا ایک ہی مقام اور ایک ہی راہ نہیں ہے بلکہ ولایت کے بہت سے مقام ہیں مگر ولایت میں صدّیقین کا جو مقام ہے وہ سب سے اونچا ہے، اللہ ربُّ العزّت جس کو زیادہ پیار کرتا ہے اس کو صدّیقین کا مقام عطا فرماتا ہے اور جس کو صدّیقین کا مقام عطا کرتا ہے اللہ ربُّ العزّت اسکو نیارجیسی توحید نصیب فرماتا ہے، اور جس کی جتنی مضبوط توحید ہوگی اتنا ہی اُونچا اس کا مقام اور اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔

تو اس راہ میں پریشانیاں بھی آتی ہیں۔ اُلجھنیں بھی آتی ہیں، مخالفین بھی ہوتے ہیں، حاسدین بھی ہوتے ہیں مگر کسی سے گھبرانا نہیں چاہیئے، تم خود یہ دیکھو کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔

اگر ساری دُنیا تمہاری تعریفیں کرنے لگے اور تمہاری دوست بن جائے تو تمہارے اندر خوشی کا پھول نہیں کھلنا چاہیئے، اور اگر ساری دُنیا تمہاری مخالفت کرنے لگے، تمہیں ستانے لگے تو بھی تمہارا دل نہیں مُرجھانا چاہیئے، کیونکہ یہ دل تو کسی کی اَمانت ہے پھر تم کیوں اسکو مُرجھا رہے ہو۔

یہ دل اللہ کی امانت ہے، اس دل کو خوشی ہے تو وحدہٗ لا شریک کے مل جانے سے ہے، اور اگر اس دل کو غم ہے تو خداوند قدّوس سے دُور ہو جانے کا غم ہے۔ عارفین اور عاشقین کی یہ ایک پہچان ہوتی ہے کہ اگر اپنے محبوب حقیقی سے ایک تعلق ہے، ایک قرب ہے تو سمجھ لو انکا دل خوش ہے اور آباد ہے، اور اگر اپنے محبوب حقیقی سے دوری ہے تو سمجھ لو انکا دل غمگین ہے اس سے بڑا غم ان کیلئے کوئی نہیں ہوتا ہے۔

تقویٰ اور پرہیزگاری اللہ کے خوف سے پیدا ہوتے ہیں

اور اللہ کو دل کی آنکھوں سے پہچانا جاتا ہے، ان پیشانی کی آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھا اور پہچانا جاتا، اور دل کی آنکھیں جب کھلتی ہیں جب انسان کی زندگی میں تقویٰ اور پرہیزگاری آتی ہے، اور تقویٰ اور پرہیزگاری جب پیدا ہوتی ہے جب انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ ہر جگہ پر اللہ مجھکو دیکھ رہا ہے، ہر جگہ اللہ کا خوف کھانے لگتا ہے۔

جب تک یہ نہیں سمجھے گا، یہ تصور ورخیں نہیں کرے گا یہ یقین نہیں کرے گا یہ مراقبہ اس کو حاصل نہیں ہوگا کہ میرا اللہ مجھکو ہر جگہ پر دیکھ رہا ہے، جب تک تقویٰ اس کے اندر جنم نہیں لے گا، جب تک اللہ کا خوف اس کے اندر پیدا نہیں ہوگا تب تک تقویٰ اس کے اندر جنم نہیں لے گا، کیونکہ خوف سے ہی تقویٰ نکلتا ہے۔

جب وحدہٗ لا شریک کا خوف ہو جاتا ہے پھر انسان گناہوں سے لرزنے لگتا ہے، گناہوں سے بچنے لگتا ہے، بُرائیوں سے ہٹنے لگتا ہے، اچھّائیوں پر چلنے لگتا ہے، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سُنّتوں کو تلاش کرنے لگتا ہے، اپنی زندگی کو سُنّتوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنے لگتا ہے یہ تقویٰ اور پرہیزگاری اس کی زندگی میں آنے لگتا ہے۔

تقویٰ کے مکمل ہونیکے بعد ہی انسان عشق کے میدان میں قدم رکھتا ہے

اور جب یہ تقویٰ آجاتا ہے اور یہ مکمّل ہو جاتا ہے تو پھر وہ شخص عشق کے

میدان میں قدم رکھ لیتا ہے پھر اس کو وہاں پر اس کی کوئی خاص تمیز نہیں رہتی ہے، کیونکہ اب تو وہ کامل ہو گیا ہے، کاریگر ہو گیا ہے، عربی بولنے کا ماہر ہو گیا ہے، گاڑی سدھارنے کا مستری بن چکا ہے، ایک بہترین طریقے کا ڈاکٹر بن چکا ہے، اب اسے سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، اب یہ سیکھا ہوا ہے، جب تک نہیں سیکھا تو اسے سنبھل کر قدم اٹھانا ہے، سنبھل کر اوزار اٹھانے ہیں، سنبھل کر قدم اٹھانا ہے کہ میں کیا لکھوں کیا نہ لکھوں کونسا اوزار اٹھاؤں کونسا نہ اٹھاؤں، اسے کس طریقے سے استعمال کروں کس طریقے سے نہیں۔

وہ محبوب حقیقی کے بڑے پیارے بندے ہیں جنہیں اللہ رب العزت اپنے عشق کے میدان میں بلا لیتا ہے اور اپنے عشق کے دریا میں انہیں غوطے دیتا رہتا ہے، اور وہ وحدہٗ لاشریک کے عشق کا جام پیتے رہتے ہیں، اور جام پر جام پیتے جاتے ہیں مگر سیراب نہیں ہوتے ہیں، کچھ لوگ تو ایک دو جام پی کر ہی سیراب ہو جاتے ہیں، کچھ دو چار پیوے پی کر ہی سیراب ہو جاتے ہیں، کچھ چند گھونٹ پی کر ہی شور مچانے لگتے ہیں، مگر جو کاملین ہوتے ہیں، صادقین ہوتے ہیں وہ دریا کے دریا پی کر بھی ان کی بے چینی اور بے قراری بڑھتی چلی جاتی ہے اور وہ سیراب نہیں ہوتے ہیں۔

اور سیراب اگر ہو گیا تو مسئلہ ہی ختم ہو گیا، بھوک لگی کھانا کھا کر پیٹ بھر گیا مسئلہ ہی ختم ہو گیا، کیونکہ اس کو کھانے کا نشہ چڑھ گیا، اب تو اسکو بستر چاہیئے سونا اور آرام چاہیئے، اور جب اس کی بھوک نہیں مٹی، پیاس نہیں بجھی تو وہ اس کیلئے بے چین و بے قرار ہوگا، اور یہ بے چینی و بے قراری ہی وہ چیز ہے جو محبوب حقیقی کا خاص قرب نصیب فرماتی ہے، اسی کے ذریعہ اللہ رب العزت کے صدیقین

بندوں تک پہنچا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ وہ عارفین وہ عاشقین ساتوں زمین اور ساتوں آسمان کا ایک لقمہ اور ایک گھونٹ بنا کر کھا پی لیتے ہیں مگر پھر بھی انکے دل بھوکے اور پیاسے رہتے ہیں۔

اور جب انسان اپنے محبوب حقیقی کا قرب پا لیتا ہے تو پھر اس کیلئے نہ مشرق دور ہے نہ مغرب دور ہے، نہ شمال دور ہے نہ جنوب دور ہے، نہ مکہ دور ہے نہ مدینہ دور ہے، نہ عرش عظیم ہی ان کے لئے دور ہے۔

کسی نے کسی سے پوچھا کہ عاشق کی پہچان کیا ہے، کہا کہ جس کی دو انگلیاں ملا لینے سے چودہ طبق نظر آنے لگیں تو سمجھ لو اپنے عشق میں کامل ہو گیا، یعنی دونوں انگلیاں ملا کر جو معمولی سا شگاف اور سوراخ ہوتا ہے اس کے اندر چودہ طبق نظر آنے لگیں تو یہ سچے عاشق کی پہچان ہے۔

مگر یہ کیفیت اور حالت دل کے اعتبار سے ہوتی ہے اور کبھی کبھی ہوتی ہے ہر وقت یہ حالت نہیں رہتی ہے، اللہ رب العزت جب چاہتا ہے ان کے لئے زمین ایک قدم کی کر دیتا ہے، اللہ رب العزت جب چاہتا ہے ان کے لئے چاند اور سورج کا نکلنا ایک قدم کا کر دیتا ہے۔

میرے عزیزو! یہ محبوب حقیقی کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنا بنایا ہے، اس وحدہٗ لاشریک نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا ہے اور جیسی کچھ ہے اس نے اپنی فکر عطا فرمائی ہے یہ سب کچھ اسی کے کرم سے ہے، اسی کی نوازش ہے، اسی کی بخشش ہے، اسکا عطیہ ہے، اس کا صدقہ ہے بس اب تو کمی ہماری ہے کہ ہم اسکو لیکر آگے نہیں بڑھ رہے ہیں۔

اس نعمت پر محبوب حقیقی کا شکر ادا کیجئے، بار بار سجدے میں جائیے، سجدے

میں آنسو بہائیے، اپنے سجدے میں اپنی آنکھوں سے خون روئیے اور کہئے کہ محبوب کہاں سے وہ سر لاؤں، کہاں سے وہ پیشانی لاؤں، کہاں سے وہ دل لاؤں جس دل پر تیرا سجدہ کروں، جس دل سے تیرا شکر کروں، جس دل کو تیرے سامنے جھکوں۔

عام لوگ پیشانی پر سجدہ کرتے ہیں، عاشقین اپنے دل پر سجدہ کرتے ہیں، عام لوگوں کے سجدے پیشانی ٹیک کر ہوتے ہیں، اور عاشقین کے سجدے دلوں پر ہوتے ہیں وہ اپنی پیشانی کو زمین پر ٹیکنے سے پہلے اپنے دل کو زمین پر ٹیک دیتے ہیں اور کہتے ہیں میرے محبوب تیرے لئے یہ دل حاضر ہے۔

زمین پر سجدہ تو عام لوگوں کا ہوتا ہے، کعبہ کی طرف تو منہ عام لوگوں کا ہوتا ہے مگر جو عاشقین ہیں عارفین ہیں ان کا سجدہ رحمٰن کی گود میں ہوتا ہے، وہ خاص سجدہ اپنے محبوب حقیقی کو کرتے ہیں، ان کا سجدہ عرش اعظم پر ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب کے رُو برُو ہوتے ہیں۔ ؎

نماز پڑھنے کو تو سب پڑھتے ہیں عابد و زاہد
مزہ تو جب ہے کہ صورت ہو رُو برو تیری

اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت ایسی کرو جیسا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو۔

راہِ عشق کی بُنیادیں دِل پر رکھی جاتی ہیں

اور میرے عزیزو! راہ سلوک کی راہیں، اس کی بنیادیں دل پر رکھی جاتی ہیں، دل کے اُوپر اس کی بنیادوں کو ٹیکا جاتا ہے اور پھر دل پر اس کی بنیادوں

کو رکھکر وحدہٗ لاشریک کے عشق اور اسکی معرفت میں آگے چلنا پڑتا ہے، یہ بڑا نازک راستہ ہے، جس طرح لکڑی کے جالے پر ریل گاڑی چلانا دشوار ہے، اسی طرح وحدہٗ لاشریک کے عشق کی گاڑی چلانا دشوار ہے ہاں! اللہ جس کی دستگیری کرلے بس، اسی کی گاڑی چل سکتی ہے ورنہ بڑا مشکل ہے،

اَللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (سورہ حم عسق پ۲۵)

اپنے محبوب سے مدد طلب کرتے رہو، اپنے محبوب سے مانگتے رہو، اپنے محبوب سے اپنے محبوب کو مانگتے رہو، اگر تم اپنے محبوب سے طلب کرتے رہوگے، اپنے محبوب سے دستگیری مانگتے رہوگے، اچھے کام کرتے رہوگے اور آگے بڑھتے رہوگے تو انشاء اللہ اُمید ہے کہ تم لکڑی کے جالے پر بھی ریل گاڑی چلا سکتے ہو، اللہ کو کوئی مشکل نہیں ہے وہ بغیر لکڑی کے جالے کے بھی چلا سکتا ہے اور چلاتا ہے۔

عرش اعظم تک کوئی لکڑی کے جالے کی لائن نہیں جارہی ہے بغیر کسی لائن کے انسان اپنے دل کے ذریعے سے عرش اعظم تک پہنچ جاتا ہے، نہ کسی لائن کی ضرورت ہے نہ کسی سڑک کی ضرورت ہے نہ کسی پٹڑی کی ضرورت ہے بشرطیکہ سچا تعلق اپنے محبوب سے ہو، یہ دل خالص اپنے اللہ کیلئے ہو کسی اور کے لئے نہ ہو۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا دل جب اللہ کی یاد میں کھویا ہوا تھا اور آپ اس کو تلاش کررہے تھے تو کیا نداء آئی کہ اب بھی ہمارے علاوہ تو کسی اور کو تلاش کرتا ہے۔ ہمارے بڑوں نے اپنا دل کس طریقے سے اللہ کو دیا، کیسا انھوں نے اللہ سے تعلق پیدا کیا، کیسی انھوں نے اللہ سے محبت پیدا کی، کیسا انکو اللہ کا درد نصیب ہوا، کیسا انکو اللہ کا عشق نصیب ہوا اور کس طریقے سے وہ با مُراد ہوئے، ہمارے سامنے انکی زندگیاں موجود ہیں انکے حالات موجود ہیں۔

اللہ ہماری کوششوں سے زیادہ عطا کرتا ہے

وہ بھی ہم تم جیسے ہی انسان تھے فرشتے نہیں تھے، وہ بھی کسی ماں کے پیٹ ہی سے پیدا ہوئے تھے چاہے وہ نبی ہی کیوں نہ ہو، سب نے اس دنیا میں ماں کے پیٹ سے ہی جنم لیا، سبھی نے بچپنا دیکھا، سبھی نے جوانی دیکھی، سبھی نے اپنا راستہ طے کیا، پس وہ بات دوسری ہے کہ صداقت کے اعتبار سے، محنت کے اعتبار سے، سچا ہونے کے اعتبار سے اللہ رب العزت کسی کو جلدی وصال نصیب فرما دیتا ہے اور کسی کو دیر سے۔

یہ اللہ رب العزت خوب جانتا ہے کہ کس کا کتنا سچا تعلق مجھ سے ہے، مجھ سے کتنی محبت رکھتا ہے، مجھ سے کتنا قرب رکھتا ہے، مجھ سے کتنا ڈرتا ہے، میرا کتنا چاہنے والا ہے۔ ارے معاملہ چاہت پر ہے جتنی تمکو چاہت ہوگی، اتنی اس کو بھی تمہاری چاہت ہوگی، بلکہ اللہ رب العزت کو ہماری چاہت سے کئی گنا زیادہ ہم سے پیار اور چاہت ہے۔ وہ تو کہتا ہے اے میرے بندے تو ایک قدم چل کر آ میں دو قدم چل کر آؤں گا، تو جھپٹ کر آ میں بھاگ کر آؤں گا۔ اللہ اللہ

ہماری دوڑ سے کہیں زیادہ اس کی دوڑ ہے، ہماری کوششوں سے زیادہ اللہ رب العزت عطا کرتا ہے، وہ محنتوں کو رائیگاں نہیں کرتا ہے بلکہ بڑھا چڑھا کر ہی بدلہ عنایت فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورۃ عنکبوت پ ۲۱)

جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں، ہم انکو ضرور بالضرور ہدایت دینگے

اپنے راستے کی اور بے شک اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝ (سورۃ ق پارہ ۲۶)

اور ان کے لئے ان جنتوں میں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہماری طرف سے اور مزید اُن کو دیا جائے گا۔

ہاں! اللہ رب العزت ہماری محنت ہماری جد و جہد سے کہیں زیادہ ہمکو عطا کرتا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

حقیقت کے دائرے میں پہنچکر اسکا راز کھلنا شروع ہو جاتا ہے

تو میرے عزیزو! تقویٰ اختیار کیجئے، اپنے اندر خوفِ خداوندی پیدا کیجئے کہ ہمارا اللہ ہمیں ہر جگہ اور ہر حال میں دیکھ رہا ہے، جب تمہارا یہ مراقبہ صحیح ہو جائے گا تو پھر تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے گا، اور تقویٰ کے ذریعہ سے اللہ کی معرفت ملنی شروع ہو جائے گی اور معرفت کے ذریعے سے حقیقت کے دائرے میں پہنچ جاؤ گے۔

چار چیزیں ہیں، شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت۔ حقیقت ہی کاملین کا مقام ہے اور انکی مراد ہے وہیں پہنچکر اللہ کہتا ہے۔ میں تمہارا ہاتھ بن جاتا ہوں، میں تمہارا پیر بن جاتا ہوں، میں تمہاری نظر بن جاتا ہوں۔ جب انسان حقیقت میں پہنچ جاتا ہے تو پھر صدیقین کا مقام اسکو نصیب ہو جاتا ہے اور اسکے اوپر حقیقت کا راز کھلنا شروع ہو جاتا ہے، محبوب حقیقی کا راز اسکے دل میں آنا شروع ہو جاتا ہے۔

غور کیجئے جب کسی کو کسی سے تعلق ہوتا ہے، محبت ہوتی ہے تو وہ اسکے رازوں

سے واقف ہو جاتا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ اس کا رازداں ہے، کیونکہ یہ اس کے ساتھ رہتا ہے، اپنی زندگی اس کے ساتھ گزارتا ہے یہ اس کے ساتھ چلتا پھرتا ہے، اس لئے اس کو اسکے رازوں کا پتہ ہے۔

اسی طرح جنکی زندگی اپنے محبوب کے ساتھ ہو جائیگی، جنکے دل اپنے اللہ سے جُڑ جائیں گے وہی اللہ ربُّ العزّت کے اسرار ور رموزات کے مستحق ہو جائیں گے اللہ ربُّ العزّت کے رازوں اور بھیدوں کو پہچاننے لگیں گے، حقیقت تک پہنچ جائیں گے جسکو حق الیقین کہا گیا ہے اس حق الیقین تک پہنچ جائیں گے۔

اگر آپ دانشور ہیں تو غافلین کی زندگی مت اختیار کیجئے دانشور جو ہوتے ہیں وہ اندھیروں میں نہیں چلتے ہیں وہ روشنی میں چلتے ہیں۔ اسلئے آپ روشنی میں چلئے، اور روشنی کیا ہے؟ وہ شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام ہے۔ اسی کا دامن پکڑیئے، شریعت مطہّرہ پر عمل کیجئے، اگر آپ نے شریعت پر سختی سے عمل کیا اور اس پر عمل کر کے اپنی شریعت کو مضبوط کر لیا، تو تمہاری طریقت سنور سکتی ہے، اور طریقت پر چل کر تم نے اپنا تعلق اللہ سے جوڑ لیا تو تمکو معرفت نصیب ہو سکتی ہے، اور معرفت کے میدان میں پہنچکر تم ثابت قدم رہے تو تمکو حقیقت نصیب ہو سکتی ہے، یہی وہ آخری مقام ہے کہ جس کے لئے اہل اللہ نے اپنی زندگیاں اپنے اللہ کو دیدیں اس وحدہٗ لاشریک کو سونپ دیں۔

حقیقت میں پہنچکر کوئی حقیقتِ کاملہ کو نہیں پہنچ سکا

ہائے حقیقت میں پہنچکر کوئی پوری حقیقت کو نہ پہنچ سکا، کوئی کتنا پہنچا، کوئی کتنا پہنچا، سب نے اپنی جان دے دی اور چلے گئے مگر اس حقیقت کی انتہا کو کوئی بھی طے نہیں کر سکا۔ جہاں سے نبوّت شروع ہوتی ہے وہاں ولایت ختم

ہوجاتی ہے اور جہاں نبوّت ختم ہوتی ہے وہاں سے اللہ کی ذات شروع ہوتی ہے، اس لئے میرے عزیزو! حقیقت کا راز بڑا گہرا ہے، اللہ ربُّ العزّت کسی کو کتنا حصّہ عطا کر دیتا ہے، کسی کو کتنا دیدیتا ہے اور اصل یہ بھی یہی کہ حقیقت مل جائے جتنی بھی مل جائے، اللہ ربُّ العزّت جسکو جتنا حصّہ نصیب فرمادے۔

اے برادر بے نہایت درگہ ایست
ہر چہ بروے میرسی بروے بایست

اے بھائی اس کے بے شمار درجے ہیں، بے انتہا اس کے مقامات ہیں پس جس درجہ اور مقام پر تم پہنچ جاؤ، اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

اللہ ربُّ العزّت دیکھتا ہے کون سچا ہے، کس کی کتنی محنت ہے، کس کے اندر کتنی پاکیزگی ہے، کون کتنا اپنے محبوب کو چاہتا ہے، کس کی کتنی بڑی چاہت ہے، بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ بڑی عبادت کرتے ہیں مگر چاہت کم ہوتی ہے، بہت سے لوگ صرف ضروری عبادت کرتے ہیں مگر چاہت اتنی ہوتی ہے کہ بے چین و بیقرار رہتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ ربُّ العزّت ان کو زیادہ قرب عطا فرما دیتا ہے اور وہ عاشقین اور زیادہ تڑپ جاتے ہیں یہاں تک کہ اسی طرح آگے بڑھتے بڑھتے تڑپ تڑپ کر جان، جانِ آفریں کو سونپ دیتے ہیں مگر اسکی کامل حقیقت تک نہیں پہنچ پاتے ہیں۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اے میرے عزیزو! آپ لوگ اپنے اہل و عیال، کاروبار کو چھوڑ کر یہاں آتے ہیں، کرایہ اور وقت خرچ کرتے ہیں بس میں تم سے یہی کہتا ہوں کہ تم اپنے

محبوب حقیقی کا دامن پکڑو گے، میرے محبوب کی راہوں کو اپناؤ گے، اور تم صداقت کے ساتھ اس راستے کو اپناؤ گے تو انشاءاللہ چند ٹکے نہیں چند درہم و دینار نہیں جن کو تم نقصان سمجھ رہے ہو، اور یہ دنیا ہی نہیں نہ جانے کتنی دنیاؤں سے بڑھکر خزانہ اللہ رب العزت تمہیں عطا فرمادے، کیونکہ جسکو اللہ کی ذات مل گئی تو اب کیا باقی رہ گیا؟ اللہ کی ذات کے سامنے کسی کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے مثال کی تو بات ہی چھوڑو جب کسی کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے تو مثال کس چیز کی دی جائے۔

ہر ایمان والے کی چاہت اللہ رب العزت کی ذات ہے

اس لئے تم میں سے جو عارفین ہیں، کاملین ہیں، جو عقلمند ہیں، ہوشیار ہیں وہ ہر وقت اپنے محبوب کی فکر میں ہوتے ہیں، اسی کی تلاش میں ہوتے ہیں، اور میں تو آپ لوگوں سے بار بار کہتا ہوں کہ تم اپنی فکر چھوڑ دو، اللہ کی فکر پیدا کرو پھر انشاءاللہ تم کامیاب ہو جاؤ گے، تم اپنے دلوں کو ڈھونڈ رہے ہوں گے مگر تمہارا دل اپنے محبوب کے پاس پہنچ گیا ہو گا۔

وہ اللہ کا دیوانہ اپنے دل کو تلاش کر رہا تھا کہ تلاش کرکے مراقبہ میں اس کے قرب میں بیٹھوں، تو ندا آگئی کہ ہمارے غیر کو تلاش کر رہا ہے، تیرا دل تو ہمارے پاس آچکا ہے اب یہ تیرا کہاں رہ گیا ہے یہ تو ہمارا ہو گیا ہے، اب تو اپنے دل کو تلاش کرتا ہے تیری تلاش تو بس ہم ہونے چاہئیں اور کوئی نہیں ہونا چاہیئے۔

اللہ کہتا ہے، ہر ایمان والے کی تلاش، ہر مومن کی جستجو، ہر مومن کی آرزو، ہر مومن کی چاہت بس میں ہی ہوں، بس تم اپنی چاہت، اپنی بھوک اپنی پیاس، اپنی بے چینی اپنی بے قراری، اپنا اوڑھنا اپنا بچھونا سب کچھ اللہ کی ذات کو بناؤ، اللہ کی ذات کیلئے

ہر وقت بے چین و بے قرار ہو، ہر وقت اللہ کی بھوک لگی رہے، اسکی ہر وقت پیاس لگی رہے۔

جس طرح سے بھوک لگتی ہے اور نظر رہتی ہے کہ کہیں سے کچھ کھانے کو مل جائے جس طرح سے پیاس لگتی ہے، اور نظر رہتی ہے کہ کہیں سے پانی مل جائے، بس اسی طریقے سے ہر وقت اسی فکر میں رہو کہ کسی طریقے سے ہمارا اللہ ہمیں مل جائے۔

اللہ کی محبت کے انمول ہیرے موتی اپنے دلوں کے کانوں سے سنا کرو

پھر امید ہے کہ جو تم میں سے دانشور اور سمجھدار ہوں گے وہ میری باتوں کو سمجھ رہے ہوں گے، اور جو نادان اور نا سمجھ ہونگے وہ یا تو قصے کہانی سمجھ رہے ہونگے یا ان کے دل و دماغ کہیں اور پہنچے ہوئے ہونگے اس پر ہر انسان نظر ڈال سکتا ہے، کیونکہ یہ باتیں محبوب حقیقی کی ہو رہی ہیں کسی اور کی نہیں ہو رہی ہیں، اگر محبوب حقیقی کی باتوں میں بھی انسان کا دل و دماغ نہیں ٹھہر پاتا ہے تو پھر اسکا دل و دماغ کہاں پر ٹھہرے گا۔ اللہ کے انمول موتی، اللہ کے ہیرے تمہارے دلوں تک پہنچیں، تمہارے کانوں تک پہنچیں، اور تمہارے دل کہیں گندی چیزوں کی طرف پہنچے ہوئے ہوں، پھر اللہ رب العزت تمکو کیسے وہاں ٹیک سکتا ہے، تمکو واپس کر دے گا۔

اللہ کے ہیرے موتی اور گہر جب کانوں میں پہنچتے ہیں، دل و دماغ تک پہنچتے ہیں تو انھیں کے کانوں میں، انھیں کے دل و دماغ میں ٹھہرتے، اور پیوست ہوتے ہیں جو حاضر دماغی اور حاضر دل کے ساتھ اپنے دل کے کانوں سے سنتے ہیں۔

ارے کسی کے یہاں ہم مہمان گئے اس کے گھر میں کوئی نہیں تھا، ہم نے کنڈی کھٹ کھٹائی لیکن کسی نے جواب نہیں دیا تو ہم وہاں سے واپس آجائیں گے، اور اگر

وہاں سے کوئی جواب ملتا ہے اور وہ ہمکو بھاتا ہے تو ہم رُک جاتے ہیں اور قیام بھی کرتے ہیں، پس اسی طرح سے اللہ ربُّ العزت کے موتی جب تمہارے دلوں تک پہنچیں گے اور دل انکو قبول کریں گے تو وہ وہاں پر قیام کریں گے، وہاں یہ رُکیں گے۔ اور اگر تمہارے دل ان کو قبول نہیں کریں گے تو وہ واپس آجائیں گے تمہارے دلوں میں نہیں ٹھہریں گے۔

اس لئے میرے عزیزو! سمجھدار بنو، عاقل بنو، اپنے رب کو پہچانو، اپنے رب کے چاہنے والے بنو، اگر تم عقلمند اور ہوشیار ہو تو ہر وقت تم اپنے محبوبِ حقیقی کی تلاش میں رہو، اپنی ذات سے تم کسی کو بھی تکلیف مت پہنچاؤ، تم کسی کیلئے بُرا مت سوچو، تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بناؤ، پھر اُمید ہے کہ انشاء اللہ تم اللہ ربُّ العزت تک رسائی حاصل کرسکتے ہو۔

اللہ ربُّ العزت ہمیں تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

مُنیرُ عالم نقشبندی مجددی
کرت پور۔

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مجلس نمبر ۵

اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ ادب پیدا کیجئے

حضرت شاہ مُنیرُ عالم صاحب نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ مُنیریہ مجدّدیہ) کرت پور بستی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:-
شعبہ نشر واشاعت دارالعلوم مجدّدیہ خانقاہِ مُنیریہ
محلہ کائستھان قصبہ کرت پور بستی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر: 09412486152 09997414108
فون نمبر: 01341-240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۵

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہماری زندگی میں ادب کا ہونا بہت ضروری ہے

میرے عزیزو! آج کی مجلس تھوڑی آداب کے متعلق ہے، کیونکہ ہماری زندگیوں میں ادب کا آنا بہت ضروری ہے، اگر ہماری زندگی میں ادب آگیا، اگر ہم نے ادب سیکھ لیا، اپنے اللہ کے ساتھ اگر ہم کو ادب آگیا، اپنے بڑوں کے ساتھ اگر ہمکو ادب آگیا تو ہم کچھ بن سکتے ہیں۔

اور اگر ہماری زندگیوں میں ادب نہیں آیا تو ہم کچھ بھی نہیں بن سکتے، جب انسان خود کو با ادب بناتا ہے، اپنی نظروں کو با ادب بناتا ہے، اپنے کانوں کو با ادب بناتا ہے، اپنے آپکو با ادب بناکر، اپنا دل با ادب بناکر، اپنے کانوں کو با ادب بناکر، اپنی نظروں کو با ادب بناکر جب کہیں بیٹھتا ہے تو جو باتیں سنتا ہے یا پڑھتا ہے تو اس کے دل و دماغ میں اُترتی ہیں، اور ان کے ذریعے اس کے اندر خیر کی باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

جب تک ہماری زندگیوں میں ادب نہیں ہوگا تب تک ہماری زندگیوں میں بھلائی نہیں آسکتی، کیونکہ جو با ادب نہیں ہے وہ کیا بنے گا، بے ادب کیا سیکھے گا۔ اور سب سے پہلا ادب وحدہٗ لاشریک کی ذات کے ساتھ ہے جو ہر وقت ہر لمحہ ہمکو دیکھ رہا ہے، ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت با ادب ہوکر رہیں، کوئی ہمیں دیکھے نہ

دیکھے، کوئی جانے نہ جانے، دیکھنے والا دیکھ رہا ہے، جاننے والا جان رہا ہے، اور حقیقی ادب تو وہی ہے جو وحدہٗ لاشریک کی ذات کے ساتھ کیا جائے، ورنہ اگر دنیا داروں کے ساتھ تو ادب ہو اور اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ ادب نہ ہو تو یہ گستاخی پر گستاخی ہے، کیونکہ جو ادب کے قابل ہے اسکا ادب تو کیا نہیں جا رہا، اس کے نوکروں چاکروں، اس کے کوڑے کرکٹ کا ادب کیا جا رہا ہے۔

اللہ ربُّ العزّت کی ذات کے سامنے ہماری کی ساری چیزیں کوڑا اور کرکٹ ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم سب سے بڑا ادب اپنے اللہ کے ساتھ رکھیں، ہر وقت اپنے اپنے رب کا لحاظ رکھیں، ہر وقت اپنے اللہ کا خوف رکھیں، ہر وقت اپنے اللہ سے شرمندگی پیدا کریں، اور ہر وقت اپنا ہر قدم سنبھال کر اس طریقے سے رکھیں کہ اللہ ربُّ العزّت کو ہمارے وہ قدم، اللہ ربُّ العزّت کو ہماری زبان کے نکلے ہوئے جملے اور ہماری نظروں کا اٹھنا اللہ ربُّ العزّت کو پسند آجائے۔

ادب سے نماز میں خشوع خضوع پیدا ہوتا ہے

اے میرے عزیزو! جو انسان باادب ہوتا ہے وہ بانصیب ہوتا ہے، اور جو انسان بے ادب ہوتا ہے بے نصیب ہوتا ہے، اسی طریقے سے اگر تم بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہو کر باادب ہوگے تو تمہاری نمازوں میں خشوع خضوع پیدا ہو جائے گا، اور اگر وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں تم ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے اور تمہارے اندر ادب نہ رہا، تمہاری حرکتیں زیادہ رہیں، عمل بھی تم کرتے ہو تو بھی تمہاری نمازوں کے اندر خشوع خضوع پیدا نہیں ہوگا۔

اس لئے کہتے ہیں کہ جس کو یہ چاہت ہو کہ میری نمازوں میں خشوع و خضوع

پیدا ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنی نمازوں میں حرکت کرنی بند کر دے، اپنی حرکتوں پر کنٹرول کرے، اپنی خارش پر کنٹرول کرے، اپنی کھانسی کھنکار پر بھی کنٹرول کرے یہاں تک کہ اپنی مکھی مچھر بھی نہ اڑائے۔

جو انسان نماز کے اندر ان سب چیزوں کو مدِّ نظر رکھتا ہے اور ان سب باتوں سے بچتا ہے تو اس کی نمازوں میں خشوع خضوع پیدا ہو جاتا ہے، نہیں تو جب بار بار کھانستا رہے گا، بار بار دائیں بائیں ہاتھ ڈالتا رہے گا، ادھر ادھر نظریں گھماتا رہے گا تو اسکو عبادت کے اندر وہ جمعی نصیب نہیں ہو پائے گی۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا ادب

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی زندگی اٹھا کر دیکھئے کہ وحدہٗ لاشریک کے ساتھ کیسا ادب تھا، کہا جاتا ہے کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے پرندہ ان کے سر پر لکڑی سمجھ کر بیٹھ جاتا تھا گویا کوئی لکڑی کھڑی ہوئی ہے جس پر کپڑا پڑا ہوا ہے، یعنی حرکت بالکل نہیں ہوتی تھی، خداوند قدوس کی بارگاہ میں آپ ہاتھ باندھ کر بالکل لکڑی کی طرح کھڑے ہو جاتے تھے۔

پرندہ جب ہی بیٹھے گا جبکہ کوئی چیز حرکت نہیں کرے گی نہیں تو اس کی حرکت کو دیکھ کر پرندہ اس سے خوف کھاتا رہے گا اور انسان کے قریب بالکل نہیں آئے گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ ایسا ادب تھا کہ بھی تو سو مرتبہ سے بھی زیادہ انھوں نے اللہ ربُّ العزّت کی زیارت کی۔

غور و فکر کیجئے، بغیر ادب کے تو خداوند قدّوس کی زیارت بھی نہیں ہے۔

جسم کے اندر ادب کا ہو جانا راہِ سلوک کی ایک بہت بڑی راہ ہے

جب تم اپنی عبادت کے اندر دلجمی پیدا کرو گے، عبادت کے اندر ادب آجائے گا تو عبادت کے بغیر بھی تمہارے اندر ادب آجائے گا، جب ہمکو اللہ ربُّ العزّت کا ادب اس کی عبادت میں بھی اور عبادت کے باہر بھی آجائے گا تو انشاء اللہ خشوع خضوع والی نماز نصیب ہو جائے گی، اور جب عبادت کے اندر ادب آجائے گا تو پھر وہ مقبول ہوگی۔

اور اسی لئے میں کہتا ہوں کہ ہم نماز میں ہوں یا بغیر نماز کے ہر حالت میں اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ باادب ہونے چاہئیں۔ میری پسندیدہ چیز تو یہی ہے کہ ہم ہر وقت اپنے محبوب کے ساتھ باادب رہیں، وہ نماز ہی میں ہمکو نہیں دیکھ رہا وہ تو بغیر نماز کے بھی ہمکو اسی طرح دیکھ رہا ہے جس طرح نماز میں دیکھ رہا ہے۔

جب اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ ادب پیدا ہو جاتا ہے تو عبادت میں دلجمی نصیب ہو جاتی ہے، عبادت میں خشوع خضوع پیدا ہو جاتا ہے، عبادت میں خیالات ادھر اُدھر نہیں بھاگتے ہیں، انسان کو چاہیئے کہ نماز کے اندر بار بار حرکت نہ کرے، بار بار دائیں بائیں نہ کھجائے، بار بار اپنا دایاں بایاں پیر نہ بدلے، بار بار اپنی نظروں کو دائیں بائیں نہ گھمائے۔

کیونکہ اگر کوئی نہیں دیکھ رہا تو جس کی عبادت ہم کر رہے ہیں وہ تو ہمکو دیکھ رہا ہے، اس لئے اپنے جسم کے ہر عضو کو سکون سے رکھے۔ جسم کے اندر خاموشی کا آجانا بھی بہت بڑی دولت ہے۔ جسم کے اندر خاموشی کا ہو جانا راہِ سلوک کی ایک بہت بڑی راہ ہے۔

جن کی چلتے پھرتے بھی گردنیں گھومتی رہتی ہیں، چلتے پھرتے بھی جن کی نظریں گھومتی رہتی ہیں، راہ سلوک میں وہ لوگ جلدی سے نہیں چل پاتے ہیں، راہ سلوک میں بھی جلدی سے رستہ انھیں کو نصیب ہوتا ہے جو راہوں میں چلتے پھرتے بھی اپنی نظروں پر کنٹرول رکھیں، دائیں بائیں گھومنے پر بھی کنٹرول رکھیں۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ رحمہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ نے اللہ کو کیسے پایا؟ تو فرمایا کہ جب مراقبے کے اندر بیٹھتا ہوں تو ایسا خاموش بیٹھ جاتا ہوں کہ کسی طرح کی کوئی حرکت نہیں ہوتی ہے۔

عرض کیا کہ حضرت یہ بات آپ نے کس سے سیکھی؟ فرمایا کہ میرے گھر میں ایک بلّی رہتی ہے یہ بات میں نے اس سے سیکھی۔

عرض کیا، کہ حضرت وہ کیسے؟ تو فرمایا کہ رات کو وہ بلّی اپنے شکار کی تاک میں اسطرح خاموش بیٹھ جاتی ہے کہ نہ حرکتی ہے نہ پھڑکتی ہے، اس سے اسکا شکار سامنے آجاتا ہے، جسکو وہ آسانی سے شکار کر لیتی ہے، بس میں نے اسی سے سمجھ لیا کہ اگر اللہ کے سامنے میں بھی حرکوں پھڑکوں گا تو اللہ کے انوارات میرے اندر کہاں آئیں گے۔ اس لئے میں نے حرکنا پھڑکنا، کروٹیں بدلنا بند کر دیں، پھر مجھے مراقبہ نصیب ہو گیا اور جب مراقبہ نصیب ہو گیا تو اپنے محبوب حقیقی کا دربار نصیب ہو گیا۔

ان باتوں پر غور و فکر کیجئے، زندگی اُل جُھلل نہیں ہونی چاہئے۔ ہماری زندگی باادب زندگی ہونی چاہیئے۔

جب ہم اپنے اکابرین کے یہاں جائیں تو باادب رہیں

اسی طرح اگر ہم اپنے اکابرین کے یہاں جائیں، اپنے بڑوں کے یہاں

جائیں، تو ہمکو چاہیئے کہ ہم با ادب رہیں، وہ وہاں پر موجود ہوں یا نہ ہوں، وہاں اُونچی آواز کرکے نہ بولیں، وہ ہماری آواز کو سُن رہے ہوں یا نہ سُن رہے ہوں مگر جہاں تک ان کی حدود ہیں وہاں تک ہم سخت لہجے میں نہ بولیں، وہاں کی ہر چیز کی قدردانی کریں، وہاں کی ہر چیز سے محبت رکھیں، وہاں کی ہر چیز کا خیال رکھیں، وہ اگر کچھ کھانے پینے کو دیں تو ہم کھا پی لیں، اچھا لگے نہ لگے بشاشت کے ساتھ کھا پی لیں، اور اگر کسی موقع پر کچھ نہ ملے تو کم از کم چلتے وقت اپنی مرضی سے انکے گھڑے یا نل سے پانی ہی پی لیں۔

یہ آپ کی بھلائی کی بات ہے کہ میں کسی اللہ کے نیک بندے کے دربار میں آیا تو ان کے یہاں کا پانی ہی پی لوں، یہ ساری باتیں ادب سے متعلق ہیں۔

اللہ ربُّ العزّت کے نیک بندوں کے دربار میں بغیر ادب کے ملنا مشکل ہے، اسی طرح اللہ کے دربار میں بھی بغیر ادب کے ملنا بڑا مشکل ہے، جب ادب زندگی میں آجائے گا تو اللہ ربُّ العزّت کے دربار سے کچھ نہ کچھ مل جائے گا اور اللہ کے نیک بندوں کے دربار سے بھی مل جائے گا۔

اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ اپنا اندر اپنا اخلاق صحیح رکھیں، ان کی غیبت اور چغلی نہ کریں اس سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں، اور وہاں پر جو بھی سُنیں زندہ دل کے ساتھ سُنیں، اپنے کانوں کو حاضر کرکے سُنیں، جب انکی زیارت کریں تو اپنی پیاری نظریں ان پر ڈالیں، جس سے تمہاری نظروں میں انکے انوار اُتر سکیں، کیونکہ جس کا جتنا بڑا تعلق اللہ سے ہوتا ہے اتنا ہی بڑا اسکا مقام ہوتا ہے اور اسکی اتنی ہی بڑی نظر ہوتی ہے۔

اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ

يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ کہ مومن کی فراستِ ایمانی سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

شیخ ابوتُراب بخشی علیہ الرحمہ کے ایک مُرید کا واقعہ

شیخ ابوتُراب بخشی علیہ الرحمہ ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں، انکا ایک مُرید جب کامل ہوگیا اپنی مُراد کو پہنچ گیا، تو شیخ نے اس سے کہا کہ بیٹا تجھکو حضرت بایزید بُسطامیؒ کی زیارت کرلینی چاہیئے۔

مُرید نے کہا کہ حضرت میں اپنی مُراد کو پہنچ گیا ہوں، اپنی منزل کو پہنچ گیا ہوں مجھے اب کسی کی زیارت کی کیا ضرورت ہے، مگر ان کے مُرشد بار بار کہتے تھے کہ بیٹا تجھکو بایزید بُسطامیؒ کی زیارت کرلینی چاہیئے۔ ایک دن خیال پیدا ہوا کہ مُرشد بار بار فرماتے ہیں مجھے زیارت کرلینی چاہیئے۔

چنانچہ جب وہ مُرید جو اپنے کو بامُراد اور باکمال سمجھتا تھا حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت نے اپنے کمال کی ایک نظر اس پر ڈالی، اس نظر کو وہ برداشت نہ کرسکا وہیں جان دے بیٹھا۔

شیخ ابوتراب بخشی علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت آپ نے میرے مُرید کا ایک نظر میں ہی خاتمہ کردیا، حضرت بایزید بُسطامی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وہ اپنے کو کامل سمجھتا تھا میں نے اس پر کمال کی ایک نظر ڈالی تھی مگر وہ اسکو برداشت نہ کرسکا۔

اور لوگوں کے جہاں تک دل پہنچیں بایزید بسطامیؒ کے وہاں تک قدم پہنچے۔

بڑے بڑے اکابر جیسے ابوتراب بخشی، جنید بغدادی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ

بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی نظر ایسی تھی کہ بڑے بڑے کاملین بھی انکی نظر کو برداشت نہ کر سکتے تھے، مگر ایسی نظر کب پیدا ہوتی ہے؟ جب اللہ ربُّ العزت سے خاص تعلق ہو جاتا ہے، جتنا گہرا تعلق اپنے رب سے ہوگا، جتنی بڑی محبت اپنے رب کی ہوگی جتنی بڑی صداقت اپنے رب کے ساتھ ہوگی، جتنا بڑا ادب اپنے رب کے ساتھ ہوگا اتنی وسیع اور گہری اس کی نظر ہوگی۔ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا معاملہ اپنے رب کیساتھ ایسا ہی تھا۔

بڑے بڑے کاملین کہتے تھے کہ بایزید بسطامیؒ کے گرد کو کوئی نہیں پہنچ سکتا بڑے بڑے اولیاء اللہ کہتے تھے کہ بایزید بسطامیؒ کے گھوڑے کو آج تک کسی نے نہیں پکڑا، بڑے بڑے عارفین کہتے تھے کہ بڑے بڑے کاملین کے جہاں تک خیال پہنچے ہیں، بڑے بڑے عارفین کی جہاں تک نظریں اور گمان پہنچے ہیں وہاں تک تو بایزید بسطامیؒ کے قدم پہنچے ہیں۔ اور جس کے قدم وہاں تک پہنچے ہوں تو اسکا خیال اور دل کہاں تک پہنچا ہوگا۔

یہ سب کچھ کیسے ملا؟ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو اللہ ربُّ العزت کی ذات سے سب سے زیادہ نسبت تھی، اللہ ربُّ العزت کا سب سے زیادہ مشاہدہ ان کو حاصل تھا، وہ اپنے محبوب کے محو دیدار ایسے تھے کہ دوسری چیزوں کا خیال تک بھی ان کو نہیں آتا تھا، مگر دنیاداروں نے ستر مرتبہ ان کو شہر سے نکالا، آپؒ اکثر جنگل میں رہا کرتے تھے، ان کو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا، شیر اور چیتے آپ کا پہرہ دیتے تھے۔ جب آپؒ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تھے تو جنگل کے شیر اور چیتے صف بنا کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اہل دل اہل حال کہتے ہیں کہ وہ شیر اور چیتے نہیں ہوتے تھے انکی شکلوں میں فرشتے ہوتے تھے جو بایزید بسطامیؒ کے پیچھے کر نماز پڑھتے تھے۔

ہر وقت اور ہر جگہ باادب ہو

میرے عزیزو! اگر کہیں کوئی اللہ والا ہو، اہل دل ہو، اہل حال ہو، اللہ کا دیوانہ ہو، اللہ کی محبت کا پھول سونگھنے والا ہو تو تم اس کی قدر کرو، اس کی باتوں پر عمل کرو، اسکی باتیں ادب کے کانوں سے سنو، ادب کی نظروں سے تم اس کو دیکھو، انشاء اللہ تمہارے اندر وہ چیزیں کھلیں گی۔

اور اگر بے ادب کان لے کر تم حاضر ہوئے، اپنی بے ادب نظروں سے دیکھا تو ایسی حرکتیں انسان کو اور گمراہیت میں ڈالدیتی ہیں وہ اور دور ہو جاتا ہے، اس لئے ہماری زندگیوں میں ادب کا ہونا بڑا ضروری ہے۔

آپ نے دعاؤں میں سنا ہوگا، اے اللہ تو ہمیں اپنے ساتھ ادب دیدے، اپنے نیک بندوں کے ساتھ ادب دیدے، اے اللہ جس کو تیرے ساتھ ادب مل گیا اس کو تو مل گیا، جب تک اللہ کے ساتھ ہمکو ادب نہیں ہوگا ہم اللہ کو نہیں پاسکتے، جب تک اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ ادب نہیں ہوگا تب تک اسکے نیک بندوں کی دعاؤں میں ہمارا حصہ نہیں ہوگا۔

اور میرے عزیزو! اللہ کے نیک بندوں کی دعاؤں میں ہمارا حصہ ہونا بڑا ضروری ہے کیونکہ ان کی دعائیں ہمیں وہاں تک لے جائیں گی، ہماری دعائیں ایسی کہاں ہیں جو مقبول ہوں، ہاں ہم کسی مقبول بندے کی دعاؤں میں شامل ہو جائیں تو امید ہے کہ ہماری بھی مقبولیت ہو سکتی ہے۔

جس کو اللہ کے ساتھ ادب مل گیا اسکو اللہ مل گیا، اور جس کو ادب نہیں ملا تو اس کو اللہ کیا ملے گا؟ جب اس کو اللہ کے ساتھ ادب نہیں ملا تو کسی اور

کے ساتھ بھی ادب ملنا بڑا مشکل ہے، کیونکہ اللہ ربُّ العزّت کی ذات ہمیں ہر جگہ دیکھ رہی ہے، تو اللہ کے ساتھ ہم ادب نہ کریں اور دُنیا داروں کا ہم ادب کریں یہ اللہ ربُّ العزّت کی بڑی بے ادبی ہے۔

باپ محفل میں ہو اُس کی تعظیم نہ کی، باپ کا دشمن آیا تو اس کی تعظیم کی، ایمانداری سے بتاؤ باپ کو تکلیف ہوگی یا نہیں؟ ارے اللہ کا ادب نہ کریں غیروں کا ادب کریں، اس وحدہٗ لاشریک کی غیرت اس بات کو پسند کرے گی؟ ہرگز نہیں پسند کر سکتی۔

اپنے رب کے باادب بندے بنو، اپنے رب کے ساتھ ادب سیکھو، اپنے رب کے باادب بندے بنو گے تو وہ ہمارا آقا وہ ہمارا محبوب اپنے دربارِ عالی سے ہمیں خالی نہیں بھیجے گا، اپنے دربار کی بھیک ضرور نصیب کردے گا، اور وحدہٗ لاشریک کے دربار کی بھیک کیا ہے؟ کسی کی کچھ ہے، کسی کی کچھ ہے، میری بھیک وحدہٗ لاشریک کے دربار کی بھیک اس کی ذات ہے، اللہ کی ذات ہے، بس اس کی ذات ہمیں مل جائے تو یہ سب سے بڑی بھیک ہے۔

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کی ذات بھی سب سے بڑی ہے، اللہ کی ذات کو لے لینا سب سے بڑی بھیک ہے، سب سے بڑی مُراد بھی یہی ہے کہ اللہ کی ذات ہمیں مل جائے، ہمارا تعلق اللہ سے جُڑ جائے وہ اللہ ہم سے راضی ہوجائے اور وہ راضی ہوکر یہ کہہ دے کہ یہ میرا ہے پھر بیڑا پار ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے لوگوں نے بے ادبی کی تو ہلاک ہوگئے، اور بیکاروں نے ادب کیا تو بامُراد ہوگئے، اسی دنیا کے اندر مثالیں موجود ہیں، اس لئے اپنا ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھایئے، اپنی زندگی سوچ سمجھ کر گزاریئے۔

بے ادب محروم گشت از فضلِ رب ✧ از خدا جوئیم توفیقِ ادب

بے ادب اللہ ربّ العزّت کے فضل سے محروم رہ جاتا ہے، ہم اللہ ربّ العزّت سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں، اس لئے اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ ہر وقت باادب رہیئے، چاہے تم بستر میں لحاف کے اندر ہی کیوں نہ ہوں۔

میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ نیکر میں سو رہا ہے تو میں نے اس کو کہا کہ تو نیکر میں کیوں سو رہا ہے؟ کہا کہ جی بستر میں کون دیکھنے آرہا ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی نہیں دیکھتا ہے وحدہٗ لاشریک تو دیکھ رہا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو غیروں کا تو ادب کر رہا ہے اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ تو ادب نہیں کرتا، وہ تو بستر میں بھی تجھکو دیکھ رہا ہے پھر تیرے لئے کب جائز ہے کہ تو بستر میں ننگا ہوکر سوئے، اس کی سمجھ میں بات آئی۔

اور رہا بیوی کا معاملہ تو بیوی تمہاری بیوی ہے نہ کہ کوئی ننگا پن ہے، اپنی بیویوں کے ساتھ بھی تم ایسے رہو کہ خداوند قدّوس کی شان میں کوئی بے ادبی نہ ہو، اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ زندگی گزارتے تھے، رات کو اپنی بیویوں کے حجرہ اور کمرے میں رہتے تھے جب دروازہ بند فرماتے تو دیکھ لیتے کہ اندر کوئی جانور، بلّی وغیرہ تو نہیں ہے اس کو بھی باہر نکال دیتے تھے، اور جب بیویوں سے ملاقات فرماتے تو اُوپر چادر ڈال لیتے تھے یہ بھی پتہ نہیں چلتا تھا کہ ایک ہیں یا دو ہیں پوری طرح سے جسم ڈھکا ہوا ہوتا تھا۔

اپنی بیوی سے ننگا ہوکر ملنا بے شرم اور بے حیا اولاد پیدا ہونے کے آثار ہیں، اس لئے اپنی بیویوں سے بھی ملو تو سنّت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ملو، تاکہ نیک اولادیں پیدا ہوں، ہمارا رب تو ہمیں ہر جگہ دیکھ رہا ہے، ہر چیز کو ہر جگہ اور ہر وقت دیکھ رہا ہے اس لئے ہمیشہ اس کے ساتھ ادب اختیار کرو۔

پاکی کے ساتھ رہو، کبھی تم پر غسل واجب ہو جائے تو بہت جلد غسل کرنے کی کوشش کرو کہ غسل واجب ہونے کی حالت میں اچھی چیزوں پر تمہاری نظر نہ پڑے۔

اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ جسکو ادب مل گیا اس کو اللہ مل گیا

بہرحال میرے عزیزو! ادب سے متعلق کہنے کے لئے تو بہت کچھ ہے مگر میں مختصر یہی کہتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ با ادب بنو، اگر اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ ادب نصیب ہو گیا تو اللہ نصیب ہوگا۔ پھر اوروں کے ساتھ بھی ادب ہو سکتا ہے اور اگر اللہ کے ساتھ ادب نہیں ہوا تو اللہ بھی نہیں ملیگا، ور دوسروں کے ساتھ بھی ادب نہیں ملے گا۔

ارے جس پاک ذات کے ساتھ ادب کرنا ہے اسکا ادب تو ہم کر نہیں رہے اور جن کے ساتھ ادب کرنا تنا ضروری نہیں ان کے ساتھ، ہم ادب کر رہے ہیں خداوند قدوس کی شان میں یہ بھی بے ادبی کی بات ہے، مگر دیکھنے میں آرہا ہے ماں باپ کا ادب ہے، اُستادوں کا ادب ہے، محلے والوں کا ادب ہے، پڑوسیوں کا ادب ہے، سب سے شرم وحیا رہے مگر اللہ کے ساتھ نہ ادب ہے نہ شرم ہے نہ حیا ہے، حالانکہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے، ہماری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے، ہمارے ارادوں کو بھی جان رہا ہے، ہمارے ہر لفظ کو اسکے فرشتے لکھ رہے ہیں۔

اے لوگوں اگر تم اپنے رب سے تعلق جوڑنا چاہتے ہو تو تمکو چاہیئے کہ اپنے رب کے ساتھ با ادب بنو، پھر اللہ سے تعلق پیدا ہو جائے گا، نمازوں میں خشوع و خضوع پیدا ہو جائے گا، نمازوں میں دلجمعی نصیب ہو جائے گی۔

ایک شخص نے مجھ سے فون پر کہا کہ حضرت نمازوں میں بہت خیالات آتے ہیں، میں نے اس سے کہا کہ تو نمازوں میں دائیں بائیں بہت لچکتا ہے؟ اس نے کہا کہ جی یہ تو مجھ میں عادت ہے۔ تو میں نے اس سے کہا کہ تو یہ عادت چھوڑ دے نماز میں دلجمعی نصیب ہو جائے گی۔

ایک اور شخص نے کہا کہ حضرت نمازوں میں دھیان اِدھر اُدھر جاتا ہے۔ میں نے کہا تو کبھی اس پیر پر زور دیتا ہے کبھی اس پیر پر زور دیتا ہے، دونوں پیروں پر برابر زور دیکر تو کھڑا ہوگا تو تیرے خیالات اِدھر اُدھر نہیں جائیں گے، اس نے کہا کہ ہاں یہ حرکت تو میں کرتا ہوں۔

میں نے کہا تو اسکو چھوڑ دے اور جو میں نے کہا اس پر عمل کرے، کوئی شدید ضرورت ہو تو ٹھیک ہے اپنے کسی ہاتھ پیر کو استعمال کرلے، اور اگر شدید ضرورت نہیں تو برداشت کر لیجئے، نہیں تو شیطان دائیں بائیں سوئی سی چبھوتا رہے گا اور تمکو اچکاتا رہے گا، ور تم دائیں بائیں ہاتھ پیر بڑھاتے رہو گے جس سے خشوع خضوع تمہارا نکلتا رہے گا۔ اپنی زندگیوں میں سکون حاصل کیجئے اس سے بڑا خشوع پیدا ہوگا، جب تم دائیں بائیں کی حرکتیں چھوڑ دو گے، دائیں بائیں دیکھنا چھوڑ دو گے تمہاری نظریں سیدھی رہنے لگیں گی تو صراطِ مستقیم آسان ہو جائے گا۔

صراطِ مستقیم پر چلنا انہیں کے لئے آسان ہوتا ہے جنکی نظریں سیدھی چلتی ہیں ور جن کی نظریں ناپاک اور دائیں بائیں گھومنے والی ہوتی ہیں وہ صراطِ مستقیم سے بہت دُور ہو جاتے ہیں، جن کی نظریں باربار اِدھر اُدھر جاتی ہیں ان کو مراقبہ نصیب نہیں ہو پاتا ہے۔

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جی مراقبہ میں دل نہیں لگتا، دل نہیں جمتا،

ارے جمے گا تو تب جب تو جما کر بیٹھے گا۔ مراقبہ میں بیٹھا ہے پتہ نہیں کہاں کہاں کی سوچتا ہے، کسی دوست کے پاس بیٹھتا ہے تو اس دوست کی بات بڑے دھیان سے سنتا ہے کسی دوسرے کا تجھکو وہاں پر خیال بھی نہیں آتا ہے مگر اللہ کے ذکر میں بیٹھتا ہے تو تجھکو دُنیا بھر کے خیالات آتے ہیں۔

معلوم ہوا تو نے اس سے دوستی کرنی نہ چاہی، دُنیا کا دوست بات کرتا ہے تو اس کی باتیں تجھے لبھاتی ہیں، کیا وحدہٗ لاشریک کی باتیں تیرے دل نہیں لبھائیں گی؟

جب تیرا تعلق اللہ سے ہو جائے گا، جب تیری دوستی اللہ سے جُڑ جائے گی پھر سب کی باتیں خاک بن کے اُڑ جائیں گی، صرف تیرے محبوب ہی کی بات رہ جائے گی، بڑوں کی زندگیاں اُٹھا کر دیکھئے اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ ان کو کیسا ادب تھا، اپنے اکابرین کے ساتھ ان کو کیسا ادب تھا۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے ادب کا واقعہ

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو جب اپنے مرشد کی خدمت میں رہتے رہتے چار سال گزر گئے تو آپ کے پیرو مرشد نے کہا کہ بایزید بسطامی فلاں کتاب اٹھا کر لاؤ، عرض کیا کہ حضرت وہ کتاب کہاں رکھی ہے؟ پیرو مرشد نے کہا کہ فلاں طاق میں رکھی ہے۔ عرض کیا کہ حضرت وہ طاق کہاں ہے؟

پیرو مرشد نے فرمایا کہ تجھکو یہاں رہتے رہتے چار سال ہو گئے اور ابھی تک تجھکو یہ پتہ نہیں کہ وہ طاق کہاں ہے، ابھی تک تو نے وہ طاق بھی نہیں دیکھی؟ کہا کہ حضرت میں نے تو آپ کے علاوہ کسی چیز کو دیکھا ہی نہیں، تو آپ کے

پیرو مرشد حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ نے کیا کہا کہ بایزید بسطامی تو کامل ہو گیا، غور کیجئے اپنے مرشد کے علاوہ اتنی بڑی مدت میں کسی اور چیز کو دیکھا ہی نہیں، آج کے دور میں دیکھو اپنے مرشد کے پاس بیٹھکر بھی کن کن چیزوں کا تصور جماتے ہیں، کن کن چیزوں کا خیال دل میں لاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم دربار جاتے ہیں فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

ارے تو صداقت کی نظروں سے جا، صداقت کے دل سے جا، صداقت والی پیر کی نظروں سے انکو دیکھ، صداقت کے دل اور کان سے انکی بات سن پھر دیکھ تجھکو فائدہ ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے، تو ان کی خدمت میں جائے گا دائیں بائیں کی سوچے گا دائیں بائیں کی باتوں کو یاد کریگا، تیرے دل میں کہاں اللہ ربّ العزّت کے انوارات اُتریں گے، ناپاک جگہوں میں کہاں وہ پاک چیزیں اتر سکتی ہیں۔

جن کی جھولیاں، جن کے ہاتھ کسی کے در پر پھیلے ہوتے ہیں، اس کی جھولیں ان کے ہاتھ اسی کے حوالے ہوتے ہیں، ارے جھولیاں تو کسی غیر کے دربار میں پھیلی ہوئی ہیں، ہاتھ تو کسی اور کے سامنے اُٹھے ہوئے ہیں، پھر وہ شہنشاہِ مطلق بے نیاز بادشاہ کیسے اس کی جھولی بھر دے گا؟ کیسے اسکے ہاتھ پر بھیک ڈالیگا؟ جسکے در پر تیری جھولی پھیلی ہوئی ہے، جسکے در پر تیرے ہاتھ اُٹھے ہوئے ہیں تو اسی سے جا کر لے لے، جہاں تیرا دل لگا ہوا ہے وہاں سے لے لے، اگر تیرا دل اللہ ربُّ العزّت کیساتھ لگا ہوا ہے تو اللہ کے دربار سے تجھکو کچھ مل جائے گا۔

میرے یہاں معاملہ صداقت پر ہے

میرے عزیزو! میرے یہاں تو معاملہ ہے، کوئی پُرانا ہے یا نیا ہے مجھے

اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرے یہاں تو معیار صداقت پر ہے، جو میرے محبوب کی جاہت میں صداقت کے ساتھ یہاں آتا ہے تو انشاء اللہ وہ کچھ نہ کچھ یہاں سے لے کر جاتا ہے۔

اور جو میرے محبوب کے لئے صداقت کے ساتھ نہیں آتا تو ایسا شخص میرے یہاں سے کیا وہ کہیں کسی کے در سے بھی لیکر نہیں جاتا ہے۔ میں تو سب کے لئے عام ہوں اور میں تو اپنے محبوب سے بھی دعا کرتا ہوں کہ محبوب جس طریقے سے تو سب کے لئے عام ہے، اسی طریقے سے میں بھی تیری تمام مخلوقوں کے لئے عام رہوں کسی کے لئے خاص بنکر نہ رہوں۔

اور کوئی خاص کے لئے خاص بنکر رہے یہ کمال کی بات نہیں ہے۔ کمال کی بات تو یہ ہے کہ اپنا ہو یا غیر وہ سبھی کے لئے بنکر رہے، غیروں کے بھی کام آئے، اسکو جانے نہ جانے، پہچانے نہ پہچانے، اس کو مانے نہ مانے، دعائیں دے یا گالیاں دے وہ سب کیلئے ہو کر رہے، کمال اسی میں ہے۔

ذرا غور و فکر کرو، تم اللہ کے نیک بندوں کے پاس کن نظروں سے جاتے ہو کن ارادوں سے جاتے ہو، کون سے کان لیکر جاتے ہو، جب تک اللہ کے نیک بندوں کی سچی محبت تمہارے قلوب میں نہیں ہوگی تب تک وحدہٗ لاشریک کی محبت بھی تمہارے قلوب میں پیدا نہیں ہوگی۔

صداقت کی نظریں بہت کم رہ گئی ہیں، صداقت کے کان بہت کم رہ گئے ہیں، اچھے قلوب بہت کم رہ گئے ہیں، اسی لئے اس دور میں، حالات میں، وقت میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔

بہت سے لوگ کہدیتے ہیں کہ جی زمانہ خراب ہے، زمانے کو خراب نہیں کہنا

چاہئے، زمانے سے مراد اللہ کی ذات ہے، یہ کہو کہ ہم سے خود اپنے حالات خراب ہیں، خود ہماری بدعملیاں ہیں، زمانہ تو وہی ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں تھا، دن تو وہی ہے جو حضرت نوح نجی اللہ علیہ السلام کے دور میں تھا، رات تو وہی ہے جو آدم علیہ السلام کے دور میں تھی، اس لئے زمانہ خراب نہیں ہے بلکہ خراب ہیں تو ہم ہیں، یہ سب ہماری بدعملیوں کا نتیجہ ہے۔

جہاں پر نجاست زیادہ ہوتی ہے وہاں پر بدبو بھی زیادہ ہوتی ہے، اور جہاں پر پھول زیادہ ہوتے ہیں تو قدرتی بات ہے وہاں پر خوشبو بھی زیادہ ہی ہوتی ہے اس دور میں بدبودار چیزیں زیادہ پیدا ہو گئی ہیں اور انکو جنم دینے والے ہم خود ہیں، ہم نے خود اپنی بدعملیوں سے انکو پیدا کیا ہے۔

ان برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کیجئے، بدبو کو خوشبوؤں سے بدلنے کی کوشش کیجئے، اپنے رب کے ساتھ باادب بنئے، اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ باادب بنئے، اللہ کی جتنی بھی متبرک چیزیں ہیں سبھی کے ساتھ باادب رہئے، پھر انشاء اللہ امید ہے کہ تم فلاح کو پہنچ سکتے ہو، ورنہ میرے عزیزو! انسان عمل کرتا ہے پھر بھی نتیجے پر نہیں پہنچ پاتا ہے، اگر نتیجے پر پہنچنا ہے تو اپنے رب کے ساتھ ایک خاص ادب پیدا کیجئے۔

اللہ رب العزت سب جاننے والوں سے زیادہ جانتا ہے، وہ دلوں کے خیالات کو بھی جانتا ہے، اور کل کیا خیالات آئیں گے ان کو بھی جانتا ہے، پرسوں کیا خیالات آئیں گے ان کو بھی جانتا ہے، ہماری پچھلی باتیں بھی جانتا ہے اور اگلی باتیں بھی جانتا ہے، ہمارے ماضی سے بھی وہ پوری طرح باخبر ہے اور ہمارے

حال واستقبال سے بھی پوری طرح واقف ہے۔

یعنی ہمارے گزرے ہوئے حادثات، موجودہ حالات، اور آئندہ پوری زندگی میں کسی بھی وقت کسی بھی جگہ پر آنے والے حالات کو اچھی طرح سے جانتا ہے، اللہ ربّ العزت سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے، بس سے ان سب باتوں کا خیال رکھو، اپنے آپ کو باادب بناؤ، ہر وقت اور ہر حال میں اللہ کے ساتھ ادب سے رہو۔

اللہ ربّ العزت ہمیں اپنے ساتھ ادب نصیب فرمائے، اپنے باادب بندوں میں بنائے، اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ بھی ادب نصیب فرمائے، اللہ ربّ العزت بے ادبی سے ہماری حفاظت فرمائے، اور اللہ ربّ العزت ہماری دنیا میں بھی ہر طرح سے حفاظت فرمائے، اور آخرت میں بھی پوری پوری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

منیر عالم نقشبندی مجددی
کرت پور۔

وآخر دعواهم
أن الحمد لله رب العالمين

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مجلس نمبر ٦

اللہ ربّ العزت حالات وآزمائشوں میں مبتلا کرکے اپنی محبت کا جام پلانا چاہتا ہے۔

حضرت شاہ منیر عالم صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۲۶ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۴ مئی ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجددیہ) کرت پور بستی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:
شعبہ نشر واشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہ منیریہ
محلہ کارستھان قصبہ کرت پور بستی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر: 09412486152 09997414108
فون نمبر: 01341-240440

فہرست عنوانات مجلس ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد:

اللہ رب العزت جب کسی پر اپنی خاص رحمت نازل فرماتا ہے تو تمام دروں سے اس کو محروم کر دیتا ہے

میرے عزیزو! اللہ رب العزت جب کسی کو اپنا بنانا چاہتا ہے اللہ رب العزت جب کسی کو اپنے قریب لگانا چاہتا ہے، اللہ رب العزت جب کسی پر اپنی خاص رحمت نازل فرماتا ہے تو میرے عزیزو اسکو تمام دروں سے محروم کر دیتا ہے جو در اس کو محبوب نظر آتے تھے جو ملنے والے اس کو محبوب نظر آتے تھے جو رشتہ دار اس کو محبوب نظر آتے تھے ان سے دُوری ہونے لگتی ہے۔ انسان یہاں پر گھبراتا سمجھتا ہے کہ میں اللہ کی طرف بڑھ رہا ہوں تو دوست واحباب میرے مخالف ہوتے جارہے ہیں ارے اللہ تیرے دل سے ہر کسی کو ہٹا کر اپنی طرف لگا رہا ہے۔

بڑا گہرا راز ہے میرے عزیزو!

بڑا گہرا راز ہے میرے عزیزو! ہاں: بڑا گہرا راز ہے کہ اللہ رب العزت ہر کسی کے در سے ہٹا کر ہر کسی کی محبت کو نکال کر، ہر کسی کی لگن کو نکال کر، ہر کسی کے کھنچاؤ کو چھوڑ کر اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے، یہ وحدہٗ لاشریک کی ایک ادا ہے، ادا ہے (عجیب انداز سے فرمایا)

انسان اُلٹا سمجھتا ہے کہ میں عبادت کر رہا ہوں، اللہ کی طرف بڑھ رہا ہوں تو دوست واحباب میرے مخالف ہو رہے ہیں اور ملنے والے بھی میرے مخالف ہو رہے ہیں، جن سے بچپن کی دوستی تھی وہ بھی میرے مخالف ہو رہے ہیں۔

ایسا نہیں ہے اللہ کا پیار ہے کہ اللہ ربّ العزّت ہر دَر سے ہٹا کر دَر دَر کے بھٹکنے سے ہٹا کر اپنے دَر پر لگانا چاہتا ہے۔ اور جب اللہ ربّ العزّت اپنے دَر پر لگا لیتا ہے اور اپنا بنا لیتا ہے تو میرے عزیزو! وہی نہیں اس کی بگڑی در بگڑی سنور جاتی ہے، اس کو مایوسی نہ سمجھنا چاہیے کہ بیوی کی محبت پھیکی پڑ گئی، اولاد کی محبت پھیکی پڑ گئی، دوستوں کی محبت پھیکی پڑ گئی، اس میں وحدہٗ لاشریک کا احسان سمجھنا چاہیے کہ وہ ہر کسی کی محبت کو پھیکا کر کے اپنی محبت کا جام پلانا چاہتا ہے۔

وہ تو خالص اپنا بنا کر خالص اپنا جام پلانا چاہتا ہے:

میرے عزیزو! اللہ ربّ العزّت اپنی محبت کا جام اسی کو پلاتا ہے جو ہر کسی کے دَر سے اپنا منہ پھیر لیتا ہے اور وحدہٗ لاشریک کے دَر کی طرف اپنا منہ کر لیتا ہے اسی کو وحدہٗ لاشریک اپنی محبت کا جام پلاتا ہے۔ اور جو دَر دَر کے بھٹکنے والے ہوتے ہیں، غیروں سے دل لگانے والے ہوتے ہیں، غیروں کی محبت دل میں رکھنے والے ہوتے ہیں۔

اے میرے عزیزو! محبوبِ حقیقی ان کو اپنی محبت کا جام نہیں پلاتا وہ تو خالص اپنا بنا کر خالص اپنا جام پلانا چاہتا ہے۔

ارے وہ دوست ملنے والا ہے جو دوست کبھی جدا ہونے والا نہیں ہے

ایک دوست تھا بچپن کا کسی بات پر مخالف ہو گیا، ایک رشتہ دار تھا کسی بات پر مخالف ہو گیا ان سے دل لگا ہوا تھا، بار بار رشتہ داری میں جاتے تھے دل لگا ہوا تھا، اب مایوسی محسوس کر رہا ہے کہ اب ہم کہاں جائیں گے وہ میرا دوست تھا وہ مجھ سے ناراض ہو گیا اب میں کہاں جاؤں گا، ارے وہ دوست ملنے والا ہے جو دوست کبھی جدا ہونے والا نہیں ہے۔

ایسا کوئی پیار کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ وہ محبوب حقیقی پیار کرنے والا ہے

غور و فکر کیجیے میرے عزیزو! زندگی میں غور و فکر کیجیے۔ ان معاملات میں غور و فکر کیجیے، وہ وحدہٗ لاشریک اپنے بندوں پر دوستوں سے زیادہ یہاں تک کہ ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے، پیار کرنے والا ہے کوئی ایسا پیار کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ وہ محبوب حقیقی پیار کرنے والا ہے، باپ چھوٹی سی بات پر ناراض ہو جاتا ہے دوست تھوڑی سی بات پر ناراض ہو جاتا ہے، بیوی تھوڑی سی بات پر ناراض ہو جاتی ہے، شوہر تھوڑی سی بات پر ناراض ہو جاتا ہے۔ ہم صبح سے شام تک اس محبوب حقیقی کی شان میں کیا کچھ بے ادبیاں نہیں کرتے ہیں اتنی بے ادبیاں ہم سے ہوتی ہیں مگر اتنی بے ادبیاں کرنے کے باوجود بھی وہ ہم سے ناراض نہیں ہے نظر انداز کر دیتا ہے۔

یہ معرفت کی باتیں ہیں

دن بھر تو نے کسی کے ساتھ گزارا، رات بھر کسی کے ساتھ گزاری، پھر بھی میرا پانی

پی لے، پھر بھی میری روٹی کھالے، پھر بھی میری زمین پر رہے، پھر بھی میرے آسمان کے نیچے رہے۔ اے میرے عزیزو! یہ معرفت کی باتیں ہیں۔ پہچانئے اپنے محبوبِ حقیقی کو اس وحدہٗ لا شریک کو پہچانئے، اللہ سے فہم مانگئے، اللہ سے عقل مانگئے کہ اللہ تو اپنا فہم عطا فرمادے۔

اللہ ربّ العزّت جب کسی کو پیار کرتا ہے تو سب سے پہلے اسکو اپنا فہم عطا فرماتا ہے

ہاں جب اللہ ربُّ العزّت کسی کو پیار کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کو اپنا فہم عطا فرماتا ہے، اپنا فہم دے دیتا ہے۔ اس فہم میں جب وہ پرواز کرتا ہے پھر اپنے محبوبِ حقیقی کو پہچاننے والا بنتا ہے۔ اللہ اپنے بندے کو کسی کے دَر دَر کا بھٹکا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا۔ دَر دَر پر جھکنا نہیں دیکھنا چاہتا۔ دَر دَر پر نظریں لگانا نہیں دیکھنا چاہتا۔ وہ تو چاہتا ہے کہ میرا بندہ بس میری ہی طرف نظریں رکھے، میری ہی طرف اپنا دل رکھے میری ہی طرف اپنا رُخ رکھے، اسکا میرے علاوہ کوئی کعبہ ہی نہ ہو، اس میرے بندے کا میرے علاوہ کوئی کعبہ مقصد ہی نہ ہو۔

میرا بندہ مجھ ہی کو کعبہ بنائے

کسی نے دوست کو اپنا کعبہ بنالیا، کسی نے رشتہ دار کو اپنا کعبہ بنالیا، کسی نے اپنے کاروبار کو اپنا کعبہ بنالیا کسی نے اپنے چاہنے والے کو اپنا کعبہ بنالیا، مگر اللہ ربُّ العزّت چاہتا ہے میرا

ل بندہ کے ناقص خیال میں یہ مفہوم اس مشہور حدیث پاک کا ہے جسمیں فرمایا گیا ہے مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ کہ جب اللہ ربُّ العزّت کسی کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسکو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

بندہ مجھ ہی کو کعبہ بنائے، میری ہی طرف اس کا رُخ رہے کسی اور کی طرف اسکا رُخ نہ جائے۔ عاشقین اور عارفین کا جو کعبہ ہوتا ہے وہ پتھروں کا نہیں ہوتا ہے پتھروں کا کعبہ تو عام لوگوں کا ہوتا ہے، جو عام لوگ ہیں ان کا پتھروں کا کعبہ ہے جس کا تصوّر مکّہ میں جمایا جاتا ہے۔

اور عاشقین اور عارفین کا کعبہ میرے عزیزو! اللہ کی ذات ہوتا ہے خود اس کا دل ہی کعبہ بن جاتا ہے پھر اس کا دل ہی عرشِ اعظم بن جاتا ہے پھر اس کا دل ہی اسکا دیوانہ بن جاتا ہے جب وہ اپنا دل اپنے محبوب کو دیدیتا ہے۔

ابراہیم خلیل اللہؑ نے اسماعیل ذبیح اللہؑ سے پیار کیا تو قربانی کا حکم دے دیا

میرے عزیزو! اپنی زندگی کو ضائع نہ کیجئے اپنے دل کی آنکھیں کھول کر ائی سے پہچانئے کہ ہمارا محبوب ہم سے کیا چاہتا ہے، دَر دَر کا بھٹکنے والا نہیں چاہتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ بس میرا ہو، خالص میرا ہی ہو۔ ارے دیکھا نہیں آپ لوگوں نے ابراہیم خلیل اللہؑ نے اسماعیل ذبیح اللہؑ سے پیار کیا تو قربانی کا حکم دے دیا گیا، پیار دیکھنا نہ چاہا، فرشتوں میں ذکر ہوگیا کہ اب تو ابراہیمؑ کو اسماعیلؑ سے پیار ہوگیا، گود میں لیتا ہے بوسے لیتا ہے، کھلاتا ہے اب تو اللہ تیرے ساتھ اتنا پیار نہیں ہے۔ کہ اے فرشتوں کیا کہہ رہے ہو وہ تو میرا خلیل ہے کہ اب تو وہ اس کو پیار کرتا ہے کہ تم کہا لو، قربانی کا حکم دے دیا۔

ارے بڑھاپے میں اولاد پیدا ہوئی، تمناؤں کے بعد اولاد ملی، اب اس سے پیار تو ہونا ہی تھا، مگر فرشتوں نے اس بات پر اعتراض کردیا، تو اللہ

نے کہا میرے بندے کو آزما لو کہ اپنے بیٹے کو قربان کرے، ہائے وہ ابراہیمؑ خلیل اللہ آستین میں چھری کو چھپا کر، جیبوں میں رسّی کو چھپا کر، اور بی بی سے کہہ کر کہ اس کو دولہا بنادو، اس کی آنکھ میں سرمہ لگادو، کپڑوں میں خوشبو لگادو اور اس کو نیا لباس پہنادو کیوں؟ کیوں کہ اس کو محبوب کی بارگاہ میں قربان کرنے کے لئے میں لے جارہا ہوں۔ اپنے دل سے کہا بیوی سے نہیں کہا، کہ پرانے کپڑوں میں، بغیر دُھلے ہوئے منہ میں اللہ کے سامنے قربان کروں، یہ نہیں۔ اس کو دولہا بنا کر قربان کروں گا، لے گئے۔ کہا بیٹے سے کہ بیٹا بغیر تیری مرضی کے یہ کام نہیں ہوسکتا۔ اللہ کا حکم ہے قربان کرنے کے لئے۔ اب بیٹے بتلا تیری مرضی کیا ہے؟

وہ معصوم بچہ اسماعیلؑ ذبیح اللہ کیا کہتا ہے کہ اللہ کا اگر حکم ہے تو اے باپ دیر نہ کیجئے، دیر نہ کیجئے۔ آپ مجھکو ثابت قدم پائیں گے۔ جب آپ چھری چلائیں گے تو میری آہ بھی نہیں سنیں گے۔ اور اے میرے باپ میری چھاتی پر اپنے گھٹنے ٹیک دینا کہ میں جنبش نہ کرسکوں۔ جو کہ میں رب کے سامنے ثابت قدم کہلاؤں۔

فرشتو! دیکھ لو بیٹے سے پیار ہے یا اللہ سے

بیٹے کے ہاتھ پیر رسّی سے باندھ لئے جاتے ہیں، باپ سینے پر چڑھ کر بیٹھ جاتا ہے اور پورا زور لگاتا ہے کہ فرشتو! دیکھ لو کس سے پیار ہے؟ اے فرشتو! دیکھ لو کس سے پیار ہے، بیٹے سے پیار ہے یا اللہ سے پیار ہے؟ تو اللہ دیکھنا نہیں چاہتا کسی کو کہ میرے اور میرے بندے کے درمیان کوئی اور بھی ہو۔ بہر حال اس کے بعد

ابراہیم خلیل اللہ کو اسماعیلؑ ذبیح اللہ کی محبت خود بخود ہی پھیکی پڑ گئی۔

دیکھو میرا نبی میرے پیار میں ثابت قدم ہے یا نہیں

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ اللہ نے آپ کو تین بیٹے عطا کئے، بڑے پیارے بیٹے تھے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر پیارے کس کے بیٹے ہوسکتے ہیں؟ کسی کے نہیں ہوسکتے۔ کوئی باپ ایسا نہیں، کوئی ماں ایسی نہیں جو ایسے بیٹے جن سکے۔

مگر اللہ ربُّ العزت نے چاہا کہ میرے نبی کو بس میرا ہی پیار رہے کسی اور کا پیار نہ رہے۔ معصومیت کی حالت ہی میں اللہ نے اُن کو بلا لیا، کہ دیکھو! میرا نبی میرے پیار میں ثابت قدم ہے یا نہیں ہے۔

کیسے کیسے طعنے میرے نبیؐ کو دیئے گئے، تیرا نام کون لیگا؟ تیرا تو نام لیوا بھی کوئی نہیں؟ (نعوذ باللہ) ارے میرے نبیؐ کو ایسے ایسے طعنے دیئے گئے، ایسی ایسی دلخراش باتیں کہی گئیں، تیرا نام و نشان بھی ختم ہے، ہاں ایسی ایسی بیہودہ باتیں، جو برداشت سے بھی باہر ہیں۔

غیروں نے ایسے ایسے طعنے اور آوازیں کسیں مگر میرے صلی اللہ علیہ وسلم ان سب باتوں پر وہ ثابت قدم رہے کہ اللہ ربُّ العزت نے اس پر اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کا نزول فرمادیا۔ کہ تیرا نام ہمیشہ کیلئے دونوں عالم میں چمکتا رہے گا۔

آج دنیا میں زمینوں اور آسمانوں میں، اگر اللہ ربّ العزّت کے بعد سب سے زیادہ کوئی نام لیا جاتا ہے تو وہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جاتا ہے

اللہ کے سوا کسی اور کا نام اتنا نہیں گنگنایا جاتا ہے جتنا کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام گنگنایا جاتا ہے۔

اللہ ربُّ العزّت فرماتا ہے وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔

میرے بندے تیرے دل میں میرے لئے آہیں ہوں۔ ایک مثال

میرے عزیزو! اللہ ربُّ العزّت جب کسی کو پیار کرتا ہے اُس کے دل میں کسی کی محبّت کو دیکھنا نہیں چاہتا ہے اس کے دل کو ماسوا اللہ سے پاک کرنا چاہتا ہے اور اس کے دل کو خالص اپنے لئے ہی خالی کرنا چاہتا ہے۔ ایمانداری سے بتاؤ جب تم اپنے گھر میں دُلہن کو لاتے ہو اس کمرہ کو ہر کسی چیز سے صاف سُتھرا کرتے ہو یا نہیں کرتے ہو۔ اس کمرہ میں اگر دوسری دُلہن بیٹھی ہوئی ہو تو کیا وہ دُلہن رہے گی اس کمرہ کے اندر؟ نہیں رہے گی میرے عزیزو! نہیں رہے گی۔

اسی طریقے سے میرے عزیزو! اللہ ربُّ العزّت بھی اس مکان میں، اس دل میں اپنے بندے کے کسی اور کو دیکھنا نہیں چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ میرے بندے بس تیرا دل خالص میرے لئے ہو، تیرے دل میں خالص میری محبّت ہو، تیرے دل میں خالص میری اُمنگ ہو، تیرے دل میں میرے لئے آہیں ہوں کیا ہوں؟ آہیں، جانتے ہو۔

اللہ ربُّ العزّت جن کو اپنی یاد کی آہیں نصیب فرمادے، ہاں! آہیں نصیب فرمادے، خوش قسمت ہیں وہ انسان۔ اس کی پیشانی کو بوسہ دینا چاہیئے، جی ہاں! کہ اللہ ربُّ العزّت جن کو اپنی یاد کی آہیں نصیب فرمادے۔ ارے

آہیں کسی کی یاد میں یونہی بھری جاتی ہیں۔ جب درد ہوتا ہے تب ہی انسان آہیں بھرتا ہے، کسی کی یاد کا جب غم ایسا ہو جاتا ہے، کیسا؟ کہ وہ غم درد کرنے لگے پھر آہیں بھرتا ہے۔

خاصکر نقشبندی مجددی سلسلے میں زبان سے اللہ کہنا اتنا مقبول نہیں کہ جتنا دل سے کہنا مقبول ہے

خاصکر نقشبندیہ سلسلے میں زبان سے اللہ کہنا اتنا مقبول نہیں کہ جتنا دل سے اللہ کہنا مقبول ہے اگر بندے نے ایک بار بھی زبان سے اللہ کہا تو اللہ اس کا حساب لے گا کہ تو نے کسی کو دیکھکر کہا، یا ریاکاری سے کہا یا میرے لئے کہا۔ اور جب دل سے کہیگا نہ ریاکاری ہے نہ کسی کو دکھانا ہے۔ اپنے دل پر جب اس چیز کو سنبھالتا ہے، اپنے دل پر جب اس بوجھ کو رکھتا ہے اور اپنے دل سے اپنے محبوب کا نام لیتا ہے اے میرے عزیزو! خالص خالص اللہ کے لئے ہوتا ہے۔

اسی لئے خاصکر نقشبندیہ سلسلہ میں مجددیہ سلسلہ میں یہ چیز خاص ہے کہ اپنے دل سے اپنے محبوب کا نام لیا جائے اس لئے ذکرِ قلبی ہم آپ لوگوں کو بتاتے ہیں ذکرِ جہری نہیں بتلاتے ذکرِ خفی بتلاتے ہیں۔ ذکر خفی ہونا چاہیئے۔ ذکرِ خفی میں نہ شرک ہے نہ بدعت ہے، نہ بناوٹ ہے، نہ ریاکاری ہے۔ جب مراقبہ میں بیٹھے گا غیر سوچے گا سو رہا ہے، جب مراقبہ میں بیٹھے گا غیر سوچیگا کیا سوچیگا کہ سو رہا ہے بیٹھا ہوا۔ ریاکاری سے پاک۔

اور جب زور زور سے اللہ اللہ، اللہ اللہ! کہیگا اور دیکھنے والے جمع ہو جائیں گے وہ اور زور زور سے کہنا شروع کردے گا، پھر شیطان اس کو

لگا دے گا۔ دکھ وا ہنڈوٹ، ریا کاری، مسجد میں دوسروں کو نماز پڑھنا مشکل گھر میں بیوی بچّوں کا سونا مشکل، کہ اپنے اللہ اللہ کی ضربوں میں لگ رہا ہے معصوم بچے سو رہے ہیں عورتیں سو رہی ہیں ان کی نیند بھی خراب کر رہا ہے اور جب چپ چاپ اٹھکر بیٹھ جائے گا بیوی کو بھی پتہ نہ چلے گا، بچوں کو بھی پتہ نہ چلے گا اور وضو کر کے چپ چاپ اندھیری رات میں چادر ڈال کر بیٹھ جائے گا اپنے محبوب کے سامنے اپنے اللہ ہی کو پتہ ہے کسی اور کو پتہ نہیں ہے اس لئے خاص دخل ہے اس چیز کو نقشبندی سلسلہ میں۔

یہ نہ سمجھیں میں اللہ کا ذکر کر رہا ہوں اور لوگ مجھ سے کترا رہے ہیں۔

تو میرے عزیزو! یہ حالات قریب قریب ہر انسان کے سامنے آتے ہیں کہ ایک ساتھی سے بڑی دوستی تھی پھیکی پڑگئی، کسی رشتہ داری میں ایک خاص طریقے سے آنا جانا تھا پھیکا پڑ گیا، کسی کی ایک خاص محبت، خاص لگن تھی پھیکی پڑگئی۔ کہیں انسان بڑی چاہت بڑی امنگ سے گیا کہ میرا وہاں اتنا پیار ہے اور یہ ہے اور وہ ہے اور فلاں ہے مگر وہاں گیا اور اسکے برعکس پاتا ہے کہ بے توجہی اور بے رغبتی پاتا ہے۔ اللہ ربّ العزت سب باتوں سے دوسروں سے ہٹا کر اپنی طرف لانا چاہتا ہے، سمجھ گئے؟ ہاں یہ نہ سمجھیں کہ میں اللہ کا ذکر کر رہا ہوں اور لوگ مجھ سے کترا رہے ہیں، خاصکر یہ باتیں جو ہوتی ہیں اللہ کی راہ میں بڑھنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

میرے عزیزو! جب انسان اللہ کی راہ میں بڑھتا ہے تو جن جن کی محبت دل میں ہوتی ہے اُن اُن کی نفرت اور ان سے دلوں میں نفرت۔ اور

دُوری پیدا کرتا ہے۔

پھر جب وہ محبوبِ حقیقی سے مل جاتا ہے تو وہی لوگ پہلے سے زیادہ محبّت کرنے والے بن جاتے ہیں

پھر جب وہ اپنے محبوبِ حقیقی سے مِل جاتا ہے اپنے آقا سے جڑ جاتا ہے خالص اپنے محبوب کیلئے ہو جاتا ہے، اے میرے عزیزو! وہی دوست واحباب وہی ملنے والے، وہی ساتھی وہی دوست، پھر ایسے طریقے سے اس کیساتھ ملتے ہیں کہ پہلے اس طریقے سے اس کے ساتھ نہیں ملتے تھے، پہلے وہ محبّت اور پیار نہیں تھا جو محبت اور پیار انکے ساتھ اب ہے۔

اے میرے بندے تو کھاتا پیتا سوتا نہیں تھا اب ہم تجھکو کھلائیں، پلائیں سُلائیں گے

وہی معاملہ ہے جب ایک انسان اپنے اللہ کی یاد میں کھانا چھوڑتا ہے پینا چھوڑتا ہے اور اپنے محبوب کو پا لیتا ہے تو میرے عزیزو پھر کیا ہوتا ہے معلوم ہے آپ کو؟ اے میرے بندے تو کھاتا نہیں تھا اب میں تجھکو اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گا، اپنے ہاتھوں سے کھلاؤں گا، اے میرے بندے تو پیتا نہیں تھا اب ہم تجھکو عمدہ سے عمدہ چیزیں پلائیں گے، اے میرے بندے تو سوتا نہیں تھا اب ہم تجھکو سُلائیں گے اور تیرا سونا عبادت سے افضل ہوگا اب تیرا سونا ہمارے لئے ہوگا۔

اللہ کے دیوانوں کا دل تو پرواز میں نہ معلوم کہاں کہاں کے مقامات کی سیر کرتا ہے

جب دل اللہ کی یاد میں دیوانہ ہے تو اسکا سونا بھی میرے عزیزو!

عجیب وغریب ہی ہوتا ہے اس کا دل پرواز کرنے والا ہوتا ہے اس کا دل تو اپنے محبوب کے ساتھ ہے جب سو جائے گا تو اس کا دل پرواز کرنے والا بن جائے گا، اس کا دل نہ جانے کہاں کہاں کی سیر کرے گا، کہاں کہاں کے مقامات دیکھے گا، مکہ جائے مدینہ جائے بیت المقدس جائے، ارے کہاں جائے جہاں تک عقلیں نہیں ہیں وہاں تک جائے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تک گئے جہاں تک فرشتے نہ گئے جہاں تک فرشتے نہ گئے وہاں تک کون گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تو ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں، جہاں تک آقا جاتا ہے غلام بھی چلے جاتے ہیں اچھا ہاں؛ غلام بھی چلے جاتے ہیں۔ میرے عزیزو! گر غلام سچی غلامی کر رہا ہے اپنے آقا کی تو اپنے آقا کے ساتھ وہاں تک غلام بھی چلے جاتے ہیں، آقا کہتا ہے اپنے غلام سے کہ آجا میرے غلام آجا، تو پھر سچی غلامی سے کیسا غلام بن جاتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ایسا غلام بنتا ہے، ایسا ویسا غلام نہیں، نوکر چاکر نہیں، ارے وہ غلام جس کے بغیر بے چینی اور بے قراری رہے۔

میری اُمّت کے کاملین ایسے ہی ہوتے ہیں
حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک واقعہ

بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی جب چاہتے تھے تب کر لیتے تھے، بیداری میں کر لیتے تھے

ظہر مکہ میں، عصر مدینہ میں اور مغرب بیت المقدس میں، اللہ نے ان کو وہ مقام عطا کیا تھا۔

اللہ کے نبیؐ نے کہا کہ اے بایزید بسطامیؒ اب تو ہمارے اوپر درود بھی نہیں پڑھتا ہے؟ کیا بات ہے؟ کہا کہ اللہ کے نبیؐ میں تو محو دیدار ایسا ہو گیا کہ مجھے تو آپؐ کا خیال بھی نہیں رہتا ہے۔ اللہ کے محو دیدار میں ایسا ہو گیا کیسا؟ کہ مجھے آپؐ کا خیال بھی نہیں رہتا۔

تو اللہ کے نبیؐ نے کیا کہا کہ میری اُمّت کے کاملین ایسے ہی ہوتے ہیں، جب کامل ہو جاتے ہیں اللہ کے علاوہ انکو کسی کا خیال بھی نہیں ہوتا ہے۔

ورنہ بتاؤ نماز میں اگر رسول اللہؐ کا خیال رکھیں تو اچھا ہے، مفتی صاحب اچھا ہے، بات ثابت ہو رہی ہے۔ کہا کہ اللہ کے نبیؐ جو بھی کچھ ملا ہے یہ تو آپؐ کی جوتیوں کے صدقے میں مجھے ملا ہے، جو بھی کچھ ملا ہے آپؐ کی پیروی سے مجھے ملا ہے، آپؐ کی عنایت سے مجھے ملا ہے، آپؐ کی نوازش سے مجھے ملا ہے کہا کہ میری اُمّت کے کاملین ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کو اللہ کے علاوہ کسی کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔

کیسے مقام ہونگے ان لوگوں کے جنکے دل ہر وقت محو دیدار رہتے ہیں، ایسے قلوب کو ڈھونڈو

آئے ہائے! کیسے مقام ہوں گے ان لوگوں کے کہ جن کے دل ہر وقت محو دیدار رہتے ہیں اللہ! اللہ! میرے عزیزو! ایسے دلوں کو ڈھونڈو کہ جن کے قلوب اللہ سے جڑے ہوئے ہیں، جن کے دلوں میں اللہ کی محبت ہے اور اپنے محبوب کے لئے بے چین اور بے قرار رہتے ہیں۔ ان

جیسا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے وہی وارث لانبیار ہیں۔

سچ پوچھو تو وہی وارث الانبیار ہیں

سچ پوچھو تو ہوں! وہی وارث الانبیار ہیں جن کے دل موسیٰؑ جیسے ہیں جن کے دل عیسیٰؑ جیسے ہیں، جن کے دل ابراہیم خلیل اللہؑ جیسے ہیں، جن کے دل قلبِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے ہیں، وارث لانبیار انہیں کو کہا گیا ہے یونہی نہیں کہ خواہ مخواہ کسی پر بھی فتویٰ لگا دو کہ یہ وارث الانبیار ہیں، وارث الانبیار وہی ہیں کہ جن کے دل موسیٰؑ جیسے عیسیٰؑ جیسے۔ ابراہیم خلیل اللہؑ جیسے ہیں (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کیسے دل کہ وہ دل اللہ کے دیوانے تھے وہ اللہ کے پروانے تھے، ان کو اللہ کے بغیر چین اور قرار نہیں تھا ہر وقت وہ محو دیدار رہتے تھے ان کے قلوب محو دیدار رہتے تھے جو کاملین ہیں عارفین ہیں، عاشقین ہیں۔

اے میرے عزیزو! وہ مبارک لوگ ہیں اس دور کے اندر اے میرے عزیزو! ان کی پیشانی کو بوسہ دینا چاہیئے۔

تو سچے دل سے میرے رب کو منالے میرا رب اگر مان گیا تو سب مان جائیں گے

میرے عزیزو! کبھی یہ نہ سمجھو ہمارا فلاں رشتہ دار ہم سے ناراض ہو رہا ہے۔ ارے جتنی دیر تم اس کو منانے میں لگاؤ گے تنی دیر میرے محبوب کو منالو۔ ایک شخص میرے پاس آیا کہ جی سُسرال والے مجھ سے ناراض ہیں۔ سُسر بھی مجھ سے ناراض ہے ساس بھی ناراض ہے سالے بھی ناراض ہیں میں کیا کروں؟ میں نے کہا تو کہاں تک منائے گا، کس کس کو منائے گا، تو سب کو

چھوڑ دے میرے اللہ کو منالے میرا اللہ اگر مان گیا تو ساری دُنیا مان جائیگی اتنا وقت تیرے پاس کہاں ہے؟ اتنی عمر تیرے پاس کہاں ہے؟ پتا نہیں تو کل تک ہے یا نہیں ہے؟ پرسوں کو تو ہے یا نہیں ہے؟ کل تک کوئی جانے یا نہ جانے؟ ایک سال تک کوئی ملنے یا نہ مانے ان میں سے، ارے تو سچے دل سے میرے رب کو منالے میرا رب اگر مان گیا تو سب مان جائیں گے ہاں! میرے عزیزو! کس کس کے پیچھے پڑو گے کس کس کو مناؤ گے؟ میرے اللہ کو منالو میرے اللہ سے رشتہ پیدا کر لو، رشتہ داری جوڑ لو، سمجھ گئے! انشاء اللہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

سارے رشتے ٹوٹ جائیں مگر میرے رب کا رشتہ نہ ٹوٹے

میرے عزیزو! تم مایوس نہ ہوا کرو ان چیزوں سے یہ حوادث آتے رہتے ہیں زندگی میں۔ ابھی ابھی بھائی کا پیار تھا۔ ابھی ابھی اس نے جھٹکا دے دیا۔ ابھی ابھی بیوی کا پیار تھا اس نے جھٹکا دیدیا، اے اللہ ربّ العزّت اس کے دل کو اپنی طرف لانا چاہتا ہے۔ اسکے دل کو اپنی طرف لگانا چاہتا ہے۔ ہاں! ایسے جھٹکے زندگی میں آتے رہتے ہیں۔ میں تو خود اپنا حال بتلاتا ہوں جو میرے پڑھنے کے دور کے ساتھی تھے جب میں اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ لگا اور ان کا رنگ چڑھا اور محنت کی دوست و احباب سب مخالف ہو گئے، سب ٹوٹ گئے کہ پتہ نہیں بھئی اس کی زندگی کیسی ہے؟ کیسا ہے؟ بہت سے رشتہ دار بھی ٹوٹ گئے۔ کیونکہ مزاج کے خلاف رب کے حکم کے خلاف ایک بات بھی پسند نہیں تھی نہ مجھے ہے۔ رشتہ داری ٹوٹے ٹوٹ جائے، سُسرال والے ٹوٹے ٹوٹ جائیں۔ بہن ٹوٹے ٹوٹ جائے

مگر میرے رب کا رشتہ نہ ٹوٹے۔

ارے میرے اللہ کے نام سے واقف ہوگئے

مگر آج اللہ کا کرم ہے کہ اللہ نے ہندوستان کے کونے کونے میں ہی نہیں بلکہ بیرونِ ملک میں بھی اس خانقاہ کے چاہنے والے پیدا کر دیئے، لوگ میرے شیخ و مرشد کے نام سے واقف ہوگئے، مجدد صاحب کے نام سے واقف ہوگئے، ارے میرے اللہ کے نام سے واقف ہوگئے اگر سچ پوچھو تو۔

اگر تمہارا رشتہ اللہ سے صحیح جڑ گیا تو سب سے صحیح جڑ جائے گا

تو میرے عزیزو! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر تمہارا رشتہ اللہ سے صحیح جڑ گیا تو سب سے صحیح جڑ جائیگا تم اگر اللہ کو پہچان لوگے تو اپنے ماں باپ کو بھی پہچان لوگے اپنی بیوی اپنے شوہر کو بھی پہچان لوگے، تم اگر اللہ کا حق ادا کروگے تو اولاد کا بھی حق ادا کروگے تم اگر اللہ کا حق ادا کروگے تو پڑوسیوں کا بھی حق ادا کروگے، تم اللہ کا حق اگر ادا کروگے تو میاں بیوی کا بھی حق ادا کروگے۔

اور جب تم اللہ کا حق ادا نہیں کروگے تو اللہ کو نہیں پہچانوگے، نہ اپنے کو پہچانوگے، اور جب اپنے کو نہیں پہچانوگے تو دوسروں کو کیا پہچانوگے۔

قدر کے ہاتھوں اور محبت کی زبان سے تمہارے ساتھ بندھیں گے

اس لئے میرے عزیزو! سوجھ بوجھ پیدا کرو، اپنی زندگی ویسے ہی اُلل جُلل مت گزارو۔ ہاں! دُنیا ٹوٹے ٹوٹنے دو، رشتہ ٹوٹے ٹوٹنے دو، سُسرال

ٹوٹے ٹوٹنے دو، بھائی ٹوٹے ٹوٹنے دو، بہن ٹوٹے ٹوٹنے دو، رشتہ دار ٹوٹے ٹوٹنے دو، مگر اللہ کا رشتہ نہ ٹوٹے۔ اگر یہ رشتہ تم مضبوطی سے پکڑے رہے تو میرے عزیزو! سارے رشتے ٹوٹ کر ایسے جڑیں گے کہ پھر وہ ٹوٹنے والے نہ بنیں گے ہاں! قدر کے ہاتھوں سے، محبت کے ہاتھوں سے، محبت کی زبان سے تمہارے ساتھ بندھیں گے۔

ہمارے لئے ہمارا اللہ کافی ہے

میرے عزیزو! ہمارے لئے ہمارا اللہ کافی ہے، دُنیا کے در در کے بھکاری نہ بنو، دنیا کی چاہت والے نہ بنو، کسی سے ملو تو اللہ کے لئے ملو، کہیں قدم رکھو تو اللہ کے لئے قدم رکھو، کہیں جاؤ تو تم اللہ کے لئے جاؤ، اپنی زبان کھولو تو اپنے محبوبِ حقیقی کے لئے کھولو۔

اے میرے عزیزو! جب تمہاری یہ بات ہو جائے گی اور تم ایسے ہو جاؤگے اے میرے عزیزو! تمہاری زندگی کا ہر لمحہ تمہاری زندگی کا ہر سانس، تمہاری زندگی کی خاموشی، تمہاری زندگی کا دن تمہاری زندگی کی رات، تمہاری زندگی کی خوشی تمہاری زندگی کا غم اپنے محبوبِ حقیقی کیلئے ہو جائے گا۔

تمام نبیوں کی چاہت اللہ رب العزت کی ذات تھی

میرے عزیزو! پہچانو ہمارا محبوبِ حقیقی کون ہے؟ سارے نبیوں نے اسی سے تعلق پیدا کیا، تمام نبیوں نے اسی کو چاہا۔ نبیوں سے بھرا دُنیا میں کوئی نہیں آیا ہے نہ آئے گا، تمام نبیوں کی چاہت اللہ رب العزت کی ذات تھی، آج بھی جو عقلمند ہیں، ہوشیار دانشور ہیں ان کی جو چاہت ہے اللہ رب العزت کی ذات ہے۔

اللہ ربّ العزّت کے ساتھ تعلق میں بال برابر بھی داغ نہ ہو

اللہ ربُّ عزّت کی ذات کے ساتھ ایسا تعلق پیدا ہوجانا چاہیئے کہ معمولی سا بھی خم پیچ میں نہ رہے ایک بال برابر بھی داغ راستہ میں نہ رہے، رکاوٹ نہ رہے خالص تعلق اللہ سے ہو بالکل چک نہ ہو بالکل جھجک نہ ہو، ہزروں کافروں میں کیوں نہ ہو اپنی ڈاڑھی کو سنوارو، ہزرہا کافر کیوں نہ ہوں اپنی ٹوپی کو سنوارو ہزارہا کافر کیوں نہ ہو صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد پڑھو۔

اللہ حفاظت فرمائے ان چیزوں سے

پھر یہ تمہارے کامل ہونیکی پہچان ہوگی کہ واقعی کامل ہے، سفر میں گئے ٹوپی اُتار کر جیب میں رکھ لی، بہت سے لوگ دھاگا باندھکر چلنے لگے کہ پتہ ہی نہ چلے کہ ہندو ہے یا مسلمان ہے۔ کئی کے دھاگے راستہ میں توڑوائے۔ میں نے کہا بھئی تیرا نام کیا ہے؟ چپکے سے کہہ رہا ہے عمران۔ میں نے کہا ہاتھ میں تیرے دھاگا؟ کہنے لگا جی اس لئے ہے حالات ایسے ہی ہیں کوئی پہچانے نہ۔ میں نے کہا اَسْتَغْفِرُ اللہ! اگر اس حال میں تو مرگیا تو کفر پر تیرا خاتمہ ہوگا۔

کڑے پہننے مسلمانوں کے بچّوں نے شروع کردیئے، دھاگے باندھنے مسلمانوں کے بچوں نے شروع کردیئے۔ بھئی یہ کفر و شرک کی باتیں ہیں، اللہ حفاظت فرمائے ان چیزوں سے۔

ہر حال میں اللہ ہی کے ہوکر رہیں

ارے ہم کہیں بھی مریں اللہ

کے ہوکر مریں، ہم کہیں بھی مریں اللہ کے بنکر مریں، ہم ہر حال میں اللہ کے ہوکر رہیں، کوئی دُنیا میں ہمارا کیا بگاڑے گا، موت اگر آتی ہے تو اُسے کون روک سکتا ہے، اللہ کے حکم کو کون روک سکتا ہے اور اگر موت نہیں ہے تو کون بال بیکا کرسکتا ہے، کوئی ایک بال بھی نہیں بگاڑ سکتا ہے۔ یہی توحید ہونی چاہیئے مسلمانوں کی، اسی لئے مسلمان کو پیدا کیا گیا ہے، اسی لئے تمام نبیوں کو پیدا کیا گیا ہے۔ اسلئے میں پھر کہتا ہوں، ہزارہا کافروں میں کیوں نہ ہوں، ہزارہا دشمنوں میں کیوں نہ ہوں، ہزارہا مخالفین میں کیوں نہ ہوں، اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مت شرماؤ، ارے اللہ کو سجدہ کرنے سے نہ گھبراؤ۔

میرے نبی ﷺ تو اللہ کو سجدہ کرنے میں پوری دُنیا سے نہیں ڈرے

ارے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم تو پوری دنیا میں اکیلے تھے، کعبہ میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے، جب نیچے جگہ نہیں بچی تو اوپر بھی رکھے ہوئے تھے، ان کی ہر ضرورت کا بُت الگ تھا، بارش کا الگ تھا، دُھوپ کا الگ تھا رات کا الگ تھا، کھانے کا الگ تھا پینے کا الگ تھا، الگ الگ بُت ان کے بنے ہوئے تھے، نئے نئے طریقے سے ان کی عبادت وہ کرتے تھے مگر میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی عبادت کرتے تھے وہاں جاکر کس کی عبادت کرتے تھے؟ اپنے رب کی عبادت کرتے تھے بالکل نہیں جھجکتے تھے۔

ہائے! ہائے! میرے نبیؐ نے تو دنیا میں اکیلے رہ کر اللہ کو سجدہ کرکے دکھلادیا اے مسلم! تو آج دس بیس ۲۰ سے ڈرتا ہے، سو دو سو ۲۰۰ سے ڈرجاتا ہے۔ اپنے نبیؐ کا خیال رکھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پوری دنیا میں اکیلے نے اللہ کو سجدہ کیا،

میرے نبی پوری دُنیا سے نہیں ڈرے، ورنہ نبی کا چاہنے والا دن میں سے ڈر جاتا ہے تیرے ایمان کے پھسپھسے ہونیکی پہچان ہے۔

میرے عزیزو! پکے مسلمان بنو سچے مسلمان بنو کہیں بھی رہو اللہ کے بنکر رہو دُور سے دیکھنے میں یہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان ہے۔

زمین اللہ کی، آسمان اللہ کا، ہوائیں اللہ کی، فضائیں اللہ کی، ارے بولو کس کی ہیں؟ (حاضرین نے جواب دیا "اللہ کی") پھر کوئی کیا کریگا کیا بگاڑیگا؟

یہ میرے رب کی زمین ہے یہ ذرا کچھ کہکر تو دِکھلاویں

میں ایک بار ہماچل سے آ رہا تھا گلو منالی سے، راستہ میں ایک جگہ پڑتی ہے سرور گھاٹ یا کچھ ایسی جگہ ہے، راستہ میں بس رُکی چائے کیلئے شام کے وقت عصر مغرب کا درمیان تھا میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی، میں چاہ رہا تھا دل میں کہ کہیں بس رُک جائے نہ رُکے گا تو اس کو کہوں گا بھائی جب پیشاب کے لئے بس روک سکتا ہے پاخانہ کرنے والے کیلئے بس روک سکتا ہے تو میں بھی اس کو کہوں گا کہ بھئی مجھکو بھی کوئی ضرورت ہے ذرا بس روکدے، اتفاق سے اس نے بس روک دی ہلکی پھلکی بارش ہو رہی تھی گارا اور کیچڑ سا تھا ڈھابے پہ اس نے روکی اور دو تین مسلمان میرے ساتھ میں تھے۔ میں نے جلدی سے وضو کیا اور میں جلدی سے وضو کر کے اس کے ہوٹل میں گیا اور میں نے اس کی بینچ وغیرہ کھینچکر ایکطرف کو کر دی اور میں نے اپنا مُصلّٰے بچھا کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اب وہ ہوٹل والے بھی دیکھ رہے ہیں اور وہ مسلمان بھی دیکھ رہے ہیں۔

میں نے اپنی نماز پڑھ لی اور نماز پڑھکر اپنا مصلّٰے لپیٹا تو ہوٹل والے

سب ہاتھ جوڑ رہے ہیں، جب نماز پڑھکر ہوٹل سے نکلا تو وہ مسلمان کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کو ڈر نہ لگا جی، یہاں نماز پڑھتے ہوئے؟ میں نے کہا استغفر اللہ یہ کچھ کہکر دکھائیں یہ زمین تو اللہ نے ان کو استعمال کے لئے دے رکھی ہے زمین ان کے باپ دادا کی تھوڑی ہی ہے؟ یہ تو میرے رب کی زمین ہے، ہاں یہ تو میرے رب کی زمین ہے، ذرا کچھ کہکر تو دکھائیں یہ، ان کی کونسی زمین ہے ہمیں کیا ڈرنا ان سے، ہم کہیں بھی رہیں اللہ کے بنکر رہیں کوئی سی بھی جگہ کیوں نہ ہو ہمارا کسی سے کیا ہے؟ ہمارا محبوب ہی ہمارے لئے کافی ہے، ہمارا رب ہی ہمارے لئے کافی ہے، ہمارا آقا ہی ہمارے لئے کافی ہے، ہاں ہمیں کسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ کافی ہے ہمارے لئے۔

غمگین دل سے جب اللہ کا پاک نام لیا جاتا ہے تو اس کی قیمت ہی الگ ہو جاتی ہے

تو میرے عزیزو! کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی سے بہت محبت ہوتی ہے مگر محبت پھیکی پڑ جاتی ہے، کبھی کبھی انسان کسی مہمانداری میں جاتا ہے بڑے شوق و ذوق سے مگر وہاں جا کر پھیکا معاملہ دیکھتا ہے، مایوس ہو کر آ جاتا ہے۔ کبھی کبھی گھر میں آتا ہے بڑی بشاشت کے ساتھ مگر گھر میں آ کر بیوی سے بچوں سے کسی بات پر مزاج گراں ہو جاتا ہے، مایوس سے ہو جاتے ہیں مگر اسی وقت میں جب وہ اللہ کا نام لیتا ہے اے میرے عزیزو! اس کی قیمت ہی الگ ہو جاتی ہے ہاں! الگ ہی قیمت ہو جاتی ہے اس کی۔ تو میرے عزیزو! اللہ رب العزت کبھی کبھی کسی موقع پر سب دروں سے ہٹا کر اپنے در پر لگانا چاہتا ہے، سمجھ گئے ہاں! یہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ کسی در کا محتاج نہ رہے، میرے بندے کا

کسی کے در پر دل نہ لگے، میرے بندہ کے دل میں کسی در کی چاہت نہ رہے، بس اسکے در میں اگر چاہت ہو تو میری ہی چاہت ہو، کوئی اور چاہت نہ ہو۔

اگر دنیا و آخرت میں کچھ ہے تو وہ محبوبِ حقیقی کی ذات ہے

اے میرے عزیزو! بس یہی ایک ایمان ہے ہاں! یہی ایمان کامل ہونے کی پہچان ہے اور یہی محبوبِ حقیقی کو پانے کی پہچان ہے اے میرے عزیزو! جب تم اپنا ایمان ایسا کرلوگے ہر کسی چیز سے اپنا ایمان بچالوگے، اپنے دل کو بچا ہوگے تو میرے عزیزو! پھر تم میرے رب کے چاہنے والے بن جاؤگے بس وہی ہمارے لئے کافی ہے، اس کے علاوہ میرے عزیزو! کچھ بھی ہمارے لئے نہیں ہے، اگر وہ ہے تو سب کچھ ہے اگر وہ نہیں ہے تو یاد رکھو میرے عزیزو! کچھ بھی نہیں ہے، نہ دنیا میں کچھ ہے نہ آخرت میں کچھ ہے، اگر دنیا میں بھی کچھ ہے اور آخرت میں بھی کچھ ہے تو اسی محبوبِ حقیقی کی ذات ہے۔

مومن کی زندگی اپنے محبوب کی چاہت اور معیت میں، اور کافر و مشرک کی فسق و فجور اور نفس و خواہشات میں ہوتی ہے

دنیا تو بہرحال گزر جائیگی ایک کتے اور بلی کی زندگی بھی گزر رہی ہے، کافر اور مشرک کی بھی زندگی گزر رہی ہے اور ایک مومن کی زندگی بھی گزر رہی ہے، اے میرے عزیزو! کافر اور مشرک کی زندگی اور مومن کی زندگی برابر ہو سکتی ہے؟ کیا دن رات کے مقابلہ میں ہو سکتا ہے؟ کیا رات دن کے مقابلہ میں ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں ہو سکتی ہے۔

مومن کی زندگی ایک عجیب زندگی ہوتی ہے، ایک نورانی زندگی ہوتی ہے

اپنے محبوب کی چاہت والی زندگی ہوتی ہے کافر کی فسق و فجور میں ہوتی ہے نفس و خواہشات میں ہوتی ہے اس کی شہوات میں ہوتی ہے کفر و شرک کے اندر اسکی زندگی ہوتی ہے، مومن کی زندگی ایک اُجالے کی زندگی ہوتی ہے ایک نورانیت والی زندگی ہوتی ہے، اپنے محبوبِ حقیقی کی معیت میں اسکی زندگی گزرتی ہے اسکا ہر لمحہ ہر سانس ہر ذکر ہر فکر اپنے اللہ کیلئے ہوتا ہے۔

اللہ کا قرب اللہ کا فکر یہ ذکر سے بھی بڑی چیز ہے

ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ جی اللہ نے سب سے بڑی دولت سے مجھے نواز رکھا ہے میں نے کہا کہ بھئی کیا؟ کہ جی اللہ نے اپنے ذکر کی دولت سے نواز رکھا ہے۔ میں نے اس کو کہا کہ بھئی میں اس سے بھی بڑی دولت بتلا دوں۔ کہ جی اس سے بڑی دولت کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ کا قرب اللہ کا فکر۔

اللہ اپنا فکر کسی کسی کو عطا کرتا ہے ورنہ ذکر تو غافلین کو بھی دے دیتا ہے ذکر تو غافلین بھی کرتے ہیں، کیوں مفتی صاحب (بندہ کو مخاطب فرما کر) ذکر تو غافلین بھی کرتے ہیں مگر فکر اللہ تعالیٰ عارفین کو ہی دیتا ہے۔ میں نے کہا بھئی ذکر سے بڑی چیز جو ہے وہ فکر ہے۔ اچھا جی! اللہ کی فکر ہو جائے، اپنی فکر چھوڑ دو اور اللہ کی فکر میں لگ جاؤ، اللہ کی فکر پیدا کرلو کہ وہ ہمیں کیسے ملیگا ہم اس سے کیسے جڑیں گے، ہمیں اس سے جڑنے کو کیا کرنا چاہیئے؟ کیسا کرنا چاہیئے اسی فکر میں لگ جاؤ۔ اچھا جی! اس فکر میں لگ جاؤ یہ ذکر سے بھی بڑھ کر ہے۔

ذکر تو اللہ تعالیٰ غافلین عابدین کو بھی عطا فرما دیتا ہے مگر فکر اللہ تعالیٰ عارفین کو عطا کرتا ہے

ذکر تو اللہ تعالیٰ غافلین کو بھی عطا فرما دیتا ہے، عابدین کو بھی عطا فرما دیتا ہے مگر فکر اللہ تعالیٰ عارفین کو عطا کرتا ہے۔ عابدین کا اور ان سب چیزوں کا جو مقام ہے وہ نیچے کا مقام ہے عارفین کا مقام بڑا اونچا مقام ہوتا ہے۔ تو میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ جن کو اپنا ذکر دیدے اور اپنی فکر دیدے ان کا کیا کہنا۔

ایسے ایسے رازوں اور باریکیوں کو پہچانو

اور میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ انہیں کو عطا کرتا ہے یہ چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ کی فکر ہو جائے۔ ہاں فکر ہونی چاہیئے۔

جب کسی چیز کی فکر ہوتی ہے تو وہ چیز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں ہو جاتی۔ ایمانداری سے بتاؤ؟ جب کسی چیز کی فکر ہوتی ہے تو پھر وہ چیز ٹھیک ہو جاتی ہے درست ہو جاتی ہے، جب کسی چیز کی فکر نہیں ہوتی ہے تو میرے عزیزو! صحیح چیز بھی بگڑ جاتی ہے۔ یہاں بڑا گہرا راز ہے اس جگہ پر مفتی صاحب بیٹھے ہیں پوچھ لو ان سے۔ کہ جب فکر نہیں ہوتی تو صحیح چیز بھی بگڑ جاتی ہے اور جب فکر ہوتی ہے تو بگڑی ہوئی بھی سدھر جاتی ہے ایسے ایسے رازوں کو پہچانو۔ ہاں! ایسے ایسے رازوں کو پہچانو، باریکیوں کو پہچانو۔

ہوائی جہاز کتنا بڑا ہوتا ہے کافی بڑا ہوتا ہے مگر اس میں چھوٹے چھوٹے بولٹ لگے ہوئے ہیں نہ نہیں لگے ہوئے ہیں۔ اگر وہ چھوٹے چھوٹے بولٹ نہ ہوں تو ہوائی جہاز کی فٹنگ ہو جائے گی؟ کبھی بھی نہیں ہونے کی۔

تو معلوم ہوا کہ چھوٹے چھوٹے جو بولٹ ہیں وہ اس کی فٹنگ کو صحیح کرنے والے ہیں اگر چھوٹے چھوٹے بولٹوں سے اس کی فٹنگ نہ کی گئی تو بڑے بڑے پرزے ٹوٹ ٹوٹ کر باہر نکل جائیں گے، سب نکل نکل کر بھاگ جائیں گے تو اس لئے ان باتوں کو چھوٹی نہ سمجھو یہ سب بڑی بڑی باتیں ہیں جب آنکھ کھلیں کی تب پتہ چلے گا کیسی ہیں یہ باتیں۔ کونسی آنکھیں دل والی آنکھیں یہ دل والی آنکھیں اگر کھل جائیں تو پھر معلوم ہو جائے کہ واقعی اللہ رب العزت کی یہ باتیں کیسی باتیں ہیں یہ فکر کیسی فکر ہے۔

اگر ہم اللہ کے نہیں بنیں گے تو پھر کس کے بنیں گے

تو انشاء اللہ ان باتوں پر عمل کرینگے میرے عزیزو! خالص اللہ کے بنیں گے (حاضرین نے کہا انشاء اللہ) ارے تم دل سے نہیں کہہ رہے ہو ویسے ہی زبانوں سے کہہ رہے ہو اگر ہم اللہ کے نہیں بنیں گے تو پھر ایمانداری سے بتاؤ کس کے بنیں گے؟ ہم کہاں جائیں گے؟ ہمارا کہاں در ہے ہمارا کہاں ٹھکانہ ہے؟

میرے عزیزو اللہ کے علاوہ تو کہیں ہمارا ٹھکانا اور در ہی نہیں ہے وہی ہمارا ٹھکانا ہے وہی ہمارا در ہے۔

تو انشاء اللہ انشاء اللہ اپنے اللہ کے بنیں گے، سچے بنیں گے، فرمانبردار بنیں گے انشاء اللہ! دعا کر لیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

منیر عالم نقشبندی مجددی رکرت پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

مجلس نمبر ۷

اللہ ربّ العزّت تک کیسے پہنچا جائے؟ اور اسکی محبّت کیسے پیدا کی جائے؟

حضرت شاہ مُنیر عالم صاحب نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۳۰ر اپریل ۲۰۰۸ء بروز دو شنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ مُنیریہ مجدّدیہ) کرت پور بسی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:
شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجدّدیہ خانقاہِ مُنیریہ
محلہ کارستھان قصبہ کرت پور بسی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر: 09412486152, 09997414108
فون نمبر: 01341 240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ ربُّ العزّت سے محبّت کیسے پیدا کی جائے

میرے عزیزو! کسی سے بھی محبّت پیدا کرنے کے لئے اس سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، اسے دیکھنا ضروری ہے، اس کے اوصاف کو پہچاننا ضروری ہے اس کے کمالات پر غور کرنا ضروری ہے، جب تک کسی کو نہیں دیکھے گا، جب تک کسی سے تعلق نہیں ہوگا، جب تک اس کے کمالات کو نہیں پہچانے گا، تب تک وہ اس سے تعلق پیدا نہیں کرسکتا، محبت پیدا نہیں کرسکتا۔

میرے عزیزو! کوئی مرد کسی عورت کو دیکھتا ہے، کوئی عورت کسی مرد کو دیکھتی ہے کوئی مرد کسی دوکان کو دیکھتا ہے، دل آجاتا ہے اچھا لگ جاتا ہے، کب لگتا ہے؟ یہ کب ہوتا ہے؟ جب وہ دیکھ لیتا ہے، اس چیز پر نگاہ پڑجاتی ہے، کسی مکان کی صفائی اور عمدگی پسند آگئی، کسی کے کمالات پسند آگئے، کسی دوکان کا موقع پر ہونا پسند آگیا، کسی مرد یا کسی عورت کی کوئی ادا پسند آگئی، تو ان چیزوں پر فریفتہ ہوجاتا ہے، ایسا کب ہوتا ہے میرے عزیزو! جب وہ دیکھ لیتا ہے۔

مگر جس چیز کو دیکھا نہیں اس سے کیسے محبّت پیدا کی جائے، جس چیز کو پہچانا نہیں اس سے تعلق کیسے پیدا کیا جائے؟

میرے عزیزو! اللہ ربُّ العزّت کو کسی نے دیکھا نہیں، جب اس کو دیکھا نہیں تو اس سے محبّت کیسے پیدا کی جائے، اللہ ربُّ العزّت کو جب دیکھا

نہیں، جانا نہیں، پہچانا نہیں پھر اس سے محبّت کیسے ہو؟

ایک مفتی صاحب کا سوال کہ اللہ تک کیسے پہنچا جائے؟ اور حضرت کا جواب

میرے عزیزو! ایک مفتی صاحب نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ اللہ تک کیسے پہنچا جائے؟ تو میں نے ان کو مختصر سا جواب دیا کہ جن کے دلوں نے اللہ کو دیکھ لیا ہے ان کے دلوں تک پہنچ جاؤ، کیونکہ اللہ ربّ العزّت ان آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا، ان آنکھوں سے جو فنا ہونے والی چیزیں ہیں وہ دیکھی جاتی ہیں، اللہ ربُّ العزّت تو باقی رہنے والی چیز ہے، اور وہ ایسی چیز ہے جس کو یہ نظر نہیں دیکھ سکتی، دل کی نظر دیکھ سکتی ہے، آنکھوں کی روشنی نہیں دیکھ سکتی، دل کی روشنی دیکھ سکتی ہے، دل کی بصیرت سے ہی اللہ ربّ العزّت کو دیکھ ور پہچان سکتا ہے۔

میرے عزیزو! یہی وجوہات ہیں کہ انسان اللہ ربُّ العزّت سے بہت دُور ہے، اس کو وہاں تک پہنچنے کے طریقے کا پتہ نہیں ہے کہ ہم اللہ تک کس طریقے سے پہنچیں؟ کیسے پہنچیں؟

اور جنھوں نے اس طریقے کو پہچان لیا اور وہ راستہ پکڑ لیا انھوں نے اللہ کو پالیا۔

جن کے دلوں نے اللہ کو دیکھ لیا ہے اُن کے دِلوں تک تم پہنچ جاؤ

اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ یہی ہے کہ جن کے دلوں نے اللہ کو دیکھ لیا ہے ان کے دلوں تک تم پہنچ جاؤ، ان کے دلوں سے تم اپنے دلوں کو جوڑ لو۔

جب تم اپنے دلوں کو ان کے دلوں سے جوڑ دو گے تو تمہارے دل انکے دلوں کے ساتھ پرواز کرنے والے بن جائیں گے، جہاں ان کا دل جاتا ہے وہاں تمہارا دل بھی جانے لگے گا۔

اللہ تک پہنچنے کا راستہ ایک مثال سے

جیسا کہ ایک باپ کہیں جاتا ہے، اپنے بیٹے کو بھی ساتھ لیکر چلا جاتا ہے، اُستاذ کہیں جاتا ہے شاگرد کو اپنے ساتھ لیکر چلا جاتا ہے، جہاں استاذ جاتا ہے وہاں شاگرد بھی جاتا ہے، جہاں باپ جاتا ہے بیٹا بھی جاتا ہے۔

بس اسی طرح تمہارے دل جب ان دلوں سے جُڑ جائیں گے جو حضرت ربّ العزّت تک پہنچے ہوئے ہیں تو تمہارے دل بھی وہاں تک پہنچنے والے بن جائیں گے، شروع شروع میں کسی کے ذریعے سے جائیں گے، شروع شروع میں کسی کی مدد سے جائیں گے پھر خود بخود جانے والے بن جائیں گے۔

جیسے شروع شروع میں سعودی جاتا ہے، ممبئی جاتا ہے، کسی کی معرفت سے جاتا ہے، کسی کے ذریعے سے جاتا ہے، کسی کے ساتھ جاتا ہے، کسی جان پہچان کی وجہ سے جاتا ہے، اور اگر ایسا نہیں ہے تو ٹکریں مارتا پھرتا ہے پتہ نہیں کہاں کا کہاں پہنچ جاتا ہے۔

اور جب تعلق اور ذریعہ سے آنا جانا ہے اور راستہ دیکھ لیتا ہے تو پھر میرے عزیزو! اپنے آپ جانے والا بن جاتا ہے۔

باپ کے ساتھ بیٹا کہیں گیا، اُستاذ کے ساتھ شاگرد چند بار کہیں گیا، جا جا کر

اس کو راستہ یاد ہو گیا، ان سب چیزوں کو اس نے پہچان لیا جن جن کو باپ یا اُستاذ کرتا تھا، پھر باپ اور اُستاذ کے بعد وہاں پہ جانے کا خود حقدار بن گیا، کیونکہ جو صلاحیت باپ یا اُستاذ کے اندر تھی وہ صلاحیت اس کے اندر بھی آگئی، اور وہ وہاں پر پہنچنے کے طور طریقوں سے واقف ہو گیا۔

اپنے دلوں کو اہل دل سے جوڑ کر رکھو

اس لئے میرے عزیزو! میں کبھی کبھی تمکو یہ بات بتلا دیتا ہوں کہ اپنے دلوں کو اہل دل سے جوڑ کر رکھو، اگر تم اپنے دلوں کو کسی اہلِ عشق، اہلِ پرواز، اہلِ حال سے جوڑ لو گے تو تمہارے دل بھی پرواز کرنے والے بن جائیں گے۔

اور جو دل اہلِ پرواز ہے، جو دل اہلِ حال ہے وہی میرے عزیزو! وحدہٗ لاشریک کے دربار تک پہنچتا ہے عام دل وہاں تک نہیں پہنچتے، عام دلوں کی وہاں تک رسائی نہیں ہے خاص دلوں کی ہی اس پاک دربار تک رسائی ہو سکتی ہے۔

اہلِ دل، اہلِ حال کے لئے عرشِ اعظم بھی دُور نہیں ہوتا

جو دل اہل دل بن جاتا ہے، جو دل اہل حال بن جاتا ہے، جس کا دل اہل عشق بن جاتا ہے، اور کامل طریقے سے حُبِّ الٰہی میں دردِ محبّت نصیب ہو جاتا ہے تو کبھی کبھی کسی کسی موقع پر نہ مکّہ دُور ہوتا ہے نہ مدینہ دُور ہوتا ہے، ارے جب عرشِ اعظم ہی دُور نہیں تو مکّہ اور مدینہ کیا دُور ہوگا؟

مگر کب؟ جب کہ اس کو خاص تعلق اپنے محبوبِ حقیقی سے ہوتا ہے، اور

دل اس محبوب سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔

شاہِ ہند حضرت اجمیری علیہ الرحمۃ کو دو ملی ہوئی انگلیوں کے معمولی سے سوراخ میں چودہ طبق نظر آئے

شاہِ ہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ، جن سے ہندوستان میں اسلام پھیلا، نوے لاکھ لوگوں کو انھوں نے مسلمان بنایا، ہم تم نوے مسلمانوں کو نمازی نہیں بنا پائے۔ ان کے اندر کیا کمال تھا؟ وہ اہلِ دل تھے، اہلِ حال تھے ان کا دل اپنے محبوب سے جڑا ہوا تھا۔

آپ کافی دنوں سے اپنے شیخ و مرشد خواجہ محمد عثمان ہرونی محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ رہے تھے۔ ایک روز آپ کے شیخ و مرشد نے کہا کہ بیٹا اتنی بار یہ پڑھو، کہ پڑھ لیا۔ اتنی بار یہ پڑھو، وہ بھی پڑھ لیا۔ تو کہا کہ بیٹا آپس میں اپنی یہ دونوں انگلیاں (شہادت کی انگلی، اور درمیانی انگلی) اس طریقے سے ملاؤ (حضرت شیخ دام مجدہٗ نے انگلیاں بند کر دکھلائیں)۔

آپ نے دونوں انگلیاں جب اس طریقے سے ملائیں تو شیخ نے کہا کہ بیٹا اس میں کیا نظر آ رہا ہے؟

کہا کہ حضور اس میں ایک سوراخ نظر آ رہا ہے۔ انگلی ملا کر ایک معمولی سا سوراخ نظر آتا ہے۔ کہ بیٹے اس سوراخ کے اندر دیکھ کیا ہے؟

تو آپ نے اس میں غور سے دیکھا اور کہا کہ حضرت اس میں چودہ طبق نظر آ رہے ہیں، ساتوں زمین، ساتوں آسمان نظر آ رہے ہیں۔

تو شیخ نے فرمایا کہ بیٹا تو کامیاب ہو گیا۔

ذرا اس چیز پر غور کیجئے کہ جس کی دونوں انگلیوں کے بیچ میں چودہ طبق سما جائیں، پھر اس کے لئے مکہ اور مدینہ (زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً) کیسے دور ہو سکتے ہیں؟

اللہ کا دیوانہ بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے

ارے جب انسان اللہ کا دیوانہ بن جاتا ہے، لوگ محنتیں اور مشقتیں کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کرتے ہیں مگر وہ عاشق اور دیوانہ بیداری میں جاگتے جاگتے اپنے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے، انھیں کے لئے حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونا ثابت ہے۔

میرے بڑے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ عبد المالک صاحب صدیقیؒ کا روضۂ مبارکہ پر سلام اور آقائے مدنی صلے اللہ علیہ وسلم کا جواب

میرے بڑے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ عبد المالک صدیقی نور اللہ مرقدہٗ، اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ شروع سال کافی دقتوں سے حج کرنے گئے، ایسے وسائل نہ تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے چند مریدین بھی تھے، ان میں میرے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ میر عالم صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہٗ بھی شریک تھے جو آپ کے خلیفہ تھے۔

جب آقائے مدنی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ پر پہنچے اور آپ نے سلام کیا تو روضۂ مبارک سے سلام کا جواب آیا، اور جو ساتھ میں تھے سب نے سنا۔

کہتے ہیں کہ جب سب نے آقائے مدنی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام کا جواب سُنا تو سب پر ایک رقت سی طاری ہوگئی۔

رات کو جب سب سو گئے تو خواجہ عبدالملک صاحب علیہ الرحمہ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے بلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عبدُالمالک تجھکو ہر سال حج کے لئے آنا ہے۔

عرض کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کافی تمناؤں کے بعد یہ مُراد پوری ہوئی اور حاضری کا شرف حاصل ہوا، میرے حالات ایسے نہیں کہ میں ہر سال دربار میں حاضری دے سکوں۔ تو آقائے مدنی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا، کہ نہیں ہم نے کہدیا ہے تجھکو ہر سال یہاں آنا ہے۔

رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق آپکو مُسلسل بلاناغہ ترپین حاضریاں نصیب ہوئی۔

بہر حال میرے عزیزو! اس کے بعد سے کوئی سال ایسا ناغہ نہیں ہوا کہ جب آپ وہاں پر نہ پہنچے ہوں، اور کہتے ہیں کہ پہلی بار حاضری کے بعد سے آپ کو ترپین حاضری نصیب ہوئیں، مسلسل ہر سال حج کی حاضری رہی اور بیچ میں کبھی کبھی عُمرہ کی حاضری بھی رہی۔

خود فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی میرے حالات ایسے ہوتے تھے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا تھا، اور حج کے دن آجاتے تھے مگر غیبی مدد کہیں سے ایسی ہوتی تھی کہ مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا تھا، اجنبی کہیں سے آتے تھے اور میرا انتظام کر کے چلے جاتے

تھے اور میں حج کے لئے چلا جاتا تھا۔

خواجہ عبدالمالک صاحب علیہ الرحمہ چار قطبوں میں سے ایک قطب تھے۔

حضرت مولانا عبدُالمالک صاحب علیہ الرحمہ اور ایک فقیر

ایک بار آپ کہیں جا رہے تھے ان کے مُریدین ان کے ساتھ تھے، راستے میں ایک سائل، فقیر ملا، اس نے حضرت سے کہا کہ مجھے تین رُوپے دے دو۔

حضرت عام طریقے سے کسی کو بھیک نہیں دیتے تھے، اس معاملے میں تھوڑے سخت تھے، حضرت نے دیکھا، اور نظر ڈالی، اور کہا کہ تیس۳۰ کا وعدہ کر لے، وہ دائیں بائیں کٹ کے ایک طرف ہوگیا، کچھ دیر کے بعد پھر سامنے آگیا کہ مالک تین رُوپے دیدے، حضرت نے پھر وہی کہا کہ تیس۳۰ کا وعدہ کرلے، پھر وہ دائیں بائیں ہٹ گیا، کچھ دیر کے بعد پھر سامنے آگیا کہ مالک تین روپے دیدے، عبدُالملک آپ کا نام تھا، تو آپ نے پھر فرمایا کہ تیس۳۰ کا وعدہ کر لے۔ تو اس فقیر نے کہا کہ کر لیا۔ تو آپ نے کہا کہ لے، لیکر چلا گیا، آپ بھی آگے کو چلے گئے۔

جہاں پہنچنا تھا جب وہاں پہنچ گئے، تو ابھی پہنچے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک اجنبی شخص آیا، اور آ کر کہا کہ حضرت وہاں پر جو آپ اپنی خانقاہ بنا رہے ہیں، تعمیر کر رہے ہیں اس میں یہ تیس۳۰ ہزار رُوپے لگا دیں، اس نے آپ کو وہ روپے دیدئے اور غائب ہوگیا۔

تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بہت سے اہلِ دل، اہلِ حال رجالُ الغیب ہوتے ہیں، عام لوگ ان کو پہچان نہیں پاتے ہیں مگر ہاں کبھی کبھی کسی اللہ کے نیک بندے کی برکت سے رجال الغیب میں سے اللہ کے بندے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ میر عالم صاحبؒ اور رجالُ الغیب کا ظاہر ہونا

میرے شیخ، میرے مرشد حضرت مولانا شاہ میر عالم صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ بجنور تشریف لائے تھے، ایک گاؤں کے کچھ لوگ آپ سے ملاقات کے لئے آئے اور کہا کہ حضرت ہم دیہات کے ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں، آپ کے مُرید ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے گاؤں میں تشریف لے چلیں، ہمیں یہ شرف حاصل ہو جائے۔

جب حضرت نے اُن کا شوق ذوق دیکھا تو قبول فرمالیا وہ پندرہ بیس آدمی تھے، سب ساتھ ہی میں چلے اور ایک بس میں بیٹھ کر کسی پُل پر اُتر گئے، وہاں سے گاؤں کا تقریباً ایک کلومیٹر "کچّے" کا راستہ تھا، کسی نے کہا کہ حضرت یہاں سے ایک کلومیٹر کچّے کا راستہ ہے، ریت ہے آپ یہیں تشریف رکھیں، ہم کچھ لوگ جاکر سواری لے آتے ہیں، میں بھی ایک بار جب وہ راستہ کچا تھا اُس وقت گیا ہوں، ریت ہی تھا، پیر رکھتے تھے تو پھسلتا تھا، پہلے دور میں جسکو گونڈا، کہتے تھے وہ راستہ تھا۔

بہرحال جب انھوں نے سواری لانے کو کہا تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی تم جاؤ گے وہاں سے سواری لیکر آؤ گے ہم انتظار میں یہاں کھڑے رہیں گے، یہ تو مشکل ہے، سب یہ ہے کہ سب ساتھ ہی چلتے ہیں، اسی طریقے سے پیدل ہی نکل جائیں گے، چلدیئے۔ ابھی کچھ دُور ہی چلے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ حضرت میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں، تو حضرت نے فرمایا کہ پوچھو۔ تو اس نے سوال کیا کہ حضرت سُنا ہے کہ ہر علاقے کا کوئی نہ

کوئی بزرگ ہوتا ہے، یہاں جس علاقے میں ہم چل رہے ہیں یہاں کا بزرگ کون ہے؟ آپ نے خاموشی اختیار کی، اس کی دوبارہ معلوم کرنے کی جرأت نہ ہوسکی، کچھ دُور چلے تھے کہ ایک بزرگ نمودار ہوئے اور حضرت سے معانقہ اور مصافحہ کیا، کچھ بات اور گفتگو کی آپ آگے چلے گئے یہ پیچھے چلے گئے۔

اس نے پھر سوال کیا کہ حضرت آپ نے بتلایا نہیں کہ اس علاقے کے بزرگ کون ہیں، فرمایا کہ بھائی ابھی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے مُلاقات کرائی تھی، ابھی دو منٹ پہلے جن سے مُلاقات کی ہے، مصافحہ و معانقہ کیا ہے وہی اس علاقے کے بزرگ ہیں۔

ان لوگوں نے ان کو بہت تلاش کیا، بہت کوشش کی، چاروں طرف دیکھا مگر وہ نہ ملے، وہ بزرگ رجال الغیب میں سے تھے، جو اللہ کے ایک ولی کی برکات سے ظاہر ہوگئے تھے۔

بہت سے اہلِ دل، اہلِ حال ایسے ہیں جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں۔

تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بہت سے اہلِ دل، اہل اللہ، رجال الغیب ایسے ہیں جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں، سمجھ گئے، تم بدتمیزیاں کرتے رہتے ہو اور وہ تمہارے برابر سے گزر جاتے ہیں، تمہارے سامنے سے گزر جاتے ہیں، اللہ کے نیک بندوں کے سامنے تم بدتمیزیاں کروگے تو وہ تمکو کیا دیکھ رجائیں گے۔

بعض مرتبہ انسان گناہ کرتا ہے اور اپنے کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے، گناہوں کے ساتھ ساتھ نہ جانے کتنے اولیاء کرام، رجال الغیب کے ساتھ بے ادبیاں ہو جاتی ہیں۔

میرے عزیزو! بہت سے اہل دل، اہل حال ایسے ہیں، جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں، اس دور میں اکثر ایسے ہی ہیں، بہت کم اللہ نے ظاہر میں ایسے لوگ رکھے ہیں کہ جن سے وہ اپنے بندوں کی اصلاح کرانا چاہتا ہے، ڈانٹ ڈپٹ کرانا چاہتا ہے ورنہ اکثر کو نظروں سے اوجھل اور غائب ہی کر دیا ہے، اور غائب اس لئے کر دیا ہے کہ دنیا والے دو چیزوں سے خالی نہیں ہیں یا تو انکے اوپر کفر کا فتویٰ لگانے لگتے ہیں یا ان کی مخالفت کرنے لگتے ہیں، یا پھر ان کو کچھ اور سمجھنے لگتے ہیں۔

اولیاء کرام رجال الغیبوں کے ساتھ تہذیب پیدا کرو

اس لئے میرے عزیزو! تم اپنے اندر تہذیب پیدا کرو، اپنے اندر ایک ایسی چیز پیدا کرو کہ جس سے کہیں بھی ہو، نہ اللہ کی نظروں میں برے ٹھہرو نہ اللہ کے نیک بندوں کی نظروں میں برے ٹھہرو۔

حضرت الیاس علیہ السلام بھی موجود ہیں، خضر علیہ السلام بھی موجود ہیں جو چلتے رہتے ہیں، دُنیا میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں، کہیں بھی ان سے ملاقات ہو سکتی ہے، اور کتنے ہی رجال الغیب ایسے ہیں کہ جو کھوے سے کھوا (کندھے سے کندھا) ملا کر نکل جاتے ہیں اور عام لوگوں کو پتہ بھی نہیں چل پاتا ہے۔

اس لئے میرے عزیزو! اگر تمہیں اللہ سے ملنا ہے، اللہ کو پانا ہے، اللہ تک پہنچنا ہے، تو اللہ والوں کے دلوں تک پہنچنا پڑے گا، اور اللہ والوں کے دلوں تک تم تب ہی پہنچ سکتے ہو، جب تمہارے اندر ساری چیزیں تہذیب کی آجائیں گی

ادب واحترام تمہارے اندر آجائے گا۔

نیک صالح شخص بھی اولیاء اللہ کی معمولی سی بے ادبی سے محروم کر دیا گیا۔

ادب واحترام کے اوپر مجھے ایک بات اور یاد آگئی، ایک شخص تھا نیک اور صالح تھا وہ اپنے گاؤں کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا، اس نے دیکھا کہ تین بزرگ آئے، اور انھوں نے مسجد میں نماز پڑھی، پھٹے ان کے کپڑے ہوئے ہیں، شاہانہ ان کی پوشاک ہے، رُعب والے ان کے چہرے ہیں، وہ سمجھ گیا یہ کوئی اہل اللہ ہیں، وہ نماز سے فارغ ہوئے اور مسجد سے نکل کر چل دیئے، بولے چالے کسی سے کچھ نہیں۔

وہ شخص ان کے پیچھے لگ گیا، وہ ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا، چلتے چلتے جب میرے عزیزو! بستی سے باہر نکل گئے تو ان میں سے ایک نے پیچھا پھر کے دیکھا اور کہا کہ بھائی تو ہمارے پیچھے کہاں آرہا ہے؟

اس نے کہا کہ مجھے آپ لوگوں سے محبت ہوگئی ہے، ان میں سے ایک نے کہا کہ محبت ہوگئی ہے تو آجا، دوسرے نے کہا نہیں نہیں یہ ہمارے ساتھ نہیں رہ پائیگا تیسرے نے کہا اسکو آجانے دو، ہو سکتا ہے اللہ اسکا نقصان پورا کر دے۔

بہرحال وہ تینوں بزرگ اس کو اپنے بیچ میں لیکر چل دیئے، کچھ دور کے بعد سمندر آیا، انھوں نے سمندر میں بغیر کشتی بغیر جہاز کے ایسے ہی چلنا شروع کر دیا کہ پیر رکھتے ہیں پانی چاندی کا ورق بن جاتا ہے، ان کی برکات سے اس کا پیر بھی پانی میں نہیں ڈوبتا، یہاں تک کہ پانی کے اوپر ایسے چلے گئے جیسے خشکی میں

چلے جاتے ہیں۔ پانی میں کافی دُور جاکر ایک ٹیلہ تھا، اس ٹیلے پر پہنچے تو وہاں دیکھ کر سات اہل اللہ اور بیٹھے ہیں، جو اپنے اپنے طریقے سے عبادت میں لگے ہوئے ہیں، یہ بھی جاکر عبادت میں لگ گئے۔

یہ سب کو دیکھتا رہا، سب کے سب اپنے اپنے اعتبار سے عبادت میں لگے ہوئے تھے، کوئی مراقبہ میں تھا، کوئی مجاہدہ میں تھا کوئی محاسبے میں تھا اس کو ان طریقوں کا علم نہیں تھا، یہ سب کو دیکھ رہا تھا اور حیران تھا۔

کافی دیر کے بعد ان میں ایک ولی اللہ اٹھتا ہے اور سمندر میں غوطہ لگاتا ہے، کچھ دیر غائب رہتا ہے، کچھ دیر کے بعد جب وہ آتا ہے تو اس کے ہاتھ میں آگ کی بھنی ہوئی ثابت گیارہ مچھلیاں ہیں، اب وہ پانی کے اندر کہاں سے آئیں؟ غور کیجئے؟ ان باتوں کی تہہ تک پہنچئے۔

بہرحال پانی سے نکل کر اس اللہ کے ولی نے ایک ایک مچھلی سب کے سامنے رکھ دی، کیونکہ وہ بھی گیارہ تھے، سات پہلے سے وہاں موجود تھے، تین یہ گئے تھے اور ایک یہ شخص تھا، اس کے سامنے بھی ایک مچھلی رکھی، سب نے کھانی شروع کر دیں، کھاتے رہے، اس شخص نے کھاتے کھاتے کہا، واہ، کاش کہ اس کے اندر اگر نمک اور لگا ہوا ہوتا تو مچھلی کتنی عمدہ لگتی۔

ایک اللہ کے ولی نے اس کی طرف نگاہ اٹھائی اور گھورا، دوسرے نے کہا تو ان میں سے ہے، تیسرے نے کہا آنکھ بند کر، اس نے آنکھ بند کی اور جب کھولی تو نہ سمندر ہے نہ اولیاء اللہ ہیں وہ اپنے گاؤں کے ایک چوراہے پر کھڑا ہے۔

اگر کمالات تک پہنچنا ہے تو اہل اللہ کے ساتھ ادب سیکھ لو

تو میرے عزیزو! اہل اللہ کے ساتھ انسان ادب سے رہتے ہیں نہ جانے کہاں کہاں تک پہنچ جاتا ہے اور جب بے ادب بن جاتا ہے تو جھٹکا لگ کے وہیں کا وہیں آجاتا ہے جہاں سے چلا تھا۔

اگر کمالات تک پہنچنا ہے تو اہل اللہ کے ساتھ ادب سیکھ لو، اہل اللہ سے تعلق پیدا کر لو، ان کی برکات سے تم نہ جانے کہاں کہاں تک پہنچ سکتے ہو وہ حضرات عام طور پر غائب ہیں، اچھی چیزیں عام لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں، وہ حضرات بھی، کثر و بیشتر پوشیدہ ہیں۔

اور جو اللہ کے نیک بندے ہیں، اللہ ربّ العزّت نے ان کے لئے دُنیا کے پردے ہٹا رکھے ہیں، اور ساری کی ساری چیزیں ان کے لئے روشن ہیں اُن کے لئے نہ عرشِ اعظم دُور ہے نہ بحرِ محیط دُور ہے، نہ مکّہ دُور ہے نہ مدینہ دُور ہے۔ جو اہلِ دل ہیں، جو اہل حال ہیں جن کا تعلق اللہ سے ہے ان کے لئے کوئی چیز اور کوئی جگہ بھی دُور نہیں۔

تمہارے دلوں کے کانوں میں ان کی باتیں اُترنے لگیں

تو اللہ تک پہنچنے کا طریقہ کونسا ہے؟ اللہ تک پہنچنے کا راستہ کیا ہے؟ تم اللہ والوں کے دلوں تک پہنچ جاؤ، تم اپنے دلوں کو ان کے دل سے جوڑ دو، تمہارے دل ان کے دلوں سے مانوس ہو جائیں، دلوں میں ان کی محبّت پیدا ہو جائے، تمہارے دلوں کے کانوں میں اُن کی باتیں اُترنے لگیں۔

اور اگر تم اللہ والوں سے محبّت کرنے والے بن جاؤ گے تو اللہ سے محبت کرنے والے بھی بن جاؤ گے۔

اللہ کے نیک بندوں کی محبّت اللہ سے مانگا کرو

اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مشہور دعا ہے، اے اللہ اپنے ان نیک بندوں کی محبت نصیب فرمادے جن کی محبت تیری محبت کا ذریعہ بن جائے۔ (حدیث شریف کے مُبارک الفاظ یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ)

کیونکہ جن کو اللہ سے محبّت ہے، جن کے دلوں نے اللہ کو دیکھ لیا ہے، جن کے دل اللہ تک پہنچے ہوئے ہیں بغیر ان کے اللہ تک رسائی بڑی مشکل ہے، یہ اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، آپ کی بڑی مبارک دُعا ہے جو ہماری بڑی رہنمائی کر رہی ہے۔

ہائے کیسی مبارک دُعا ہے، غور کیجئے مبارک الفاظ پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ہیرے موتی پر کہ اللہ اپنے ان نیک بندوں کی محبّت نصیب فرمادے جنکی محبّت تیری محبّت کا ذریعہ بن جائے۔

تمہارا دل اپنے محبوب کو دیکھنے والا بن جائے گا

کیونکہ اللہ تعالٰی تو بغیر دیکھے ہے، میرے محبوب تو تو بغیر دیکھا ہے، تیرا حُسن نہیں دیکھا، جو میں تیرے حسن پر مائل ہو جاؤں، تیری اداؤں پر مائل ہو جاؤں، تجھ پر فریفتہ ہو جاؤں، کسی کا حسن دیکھ لیا، کسی کی ادا دیکھ لی، کسی کا

مال دیکھ لیا، کسی کا کام دیکھ لیا، کسی کا پاؤں دیکھ لیا، کسی کا ہاتھ دیکھ لیا، کسی کی ٹوپی دیکھ لی، کسی کا دوپٹہ دیکھ لیا۔ دیوانہ ہو گیا، اللہ تو ان چیزوں سے پاک ہے، اس کی کونسی چیز دیکھکر تم دیوانے بنو گے، اس کے مستانے بنو گے، اسکے چاہنے والے بنو گے۔

ارے جن کے دلوں نے اللہ کو دیکھ لیا ہے تم ان کے دلوں کو دیکھ لو، تم انکے دلوں سے جُڑ جاؤ، پھر اُمّید ہے کہ تم اللہ کے دیوانے بن جاؤ گے، اس کے مستانے اور چاہنے والے بن جاؤ گے، اللہ ربُّ العزّت کو دیکھنے والے بن جاؤ گے۔

ان ظاہری آنکھوں سے نہیں اپنی باطنی اور دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے بن جاؤ گے، تمہارا دل مشاہدہ کرنے والا بن جائے گا، تمہارا دل اپنے محبوب کا دیدار کرنے والا بن جائے گا، تمہاری دُنیا بھی بدل جائے گی، تمہاری زندگی بھی بدل جائے گی، تمہارا دین و ایمان کامل ہو جائے گا، صحیح ہو جائے گا، تم اپنے کو اکیلے ہی پاؤ گے۔

جو اللہ کے ہوتے ہیں بس وہ اکیلے ہی ہوتے ہیں

اے میرے عزیزو! یہ بات بھی ہے جو اللہ کے ہوتے ہیں بس وہ اکیلے ہی ہوتے ہیں، صحیح بتلا رہا ہوں، دلی اعتبار سے وہ سب کو نکال دیتے ہیں، وہ اپنے محبوب کے ساتھ ہوتے ہیں۔

وہ بیوی کے رشتے کو سمجھ جاتے ہیں کہ چند دنوں میں فنا ہونے والا ہے، ماں باپ کے رشتے کو سمجھ جاتے ہیں، چند دنوں میں فنا ہونے والا ہے، اولاد کے رشتے کو سمجھ جاتے ہیں فنا ہونے والا ہے، اور اپنے محبوبِ حقیقی کے رشتے کو

سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

ارے وہ اللہ کا دیوانہ غیروں کے پیچھے کیوں پڑے گا، وہ اللہ کا دیوانہ ناپاک اور فانی چیزوں کے پیچھے کیوں پڑے گا، جو دانشور ہے وہ تو اسی کے پیچھے پڑے گا جو باقی رہنے والا ہے، کیوں تم ایک مہینے کے لئے مکان بناتے ہو؟ زندگی بھر کے لئے کیوں نہیں بناتے؟ کیوں تم ایک مہینے کے لئے رشتہ پیدا کرتے ہو؟ ہمیشہ کے لئے کیوں نہیں کرتے؟

ارے اپنے آقا سے، اپنے رب سے جو ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، اسی سے تعلق پیدا کرو، اگر تم سمجھدار ہو، اگر تم دانشور ہو، جو چیز فنا ہونے والی ہے اسکو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔

کتابوں میں نہیں دل کے اوراق میں یہ چیز ملیگی

تو مفتی صاحب نے کیا پوچھا کہ حضرت بات سمجھ میں نہیں آتی اللہ تک کیسے پہنچا جائے۔

میں نے کہا مفتی صاحب نہیں سمجھ میں آئے گی جب تک تم اللہ والوں کے دلوں تک نہیں پہنچو گے۔ یہ کتابوں میں ملنے والی چیز نہیں ہے، یہ اوراق میں ملنے والی چیز نہیں ہے، کتابوں کے اوراق و ابواب میں ملنے والی چیز نہیں ہے چھاپوں میں یہ چیز نہیں ہے۔

ارے یہ تو دل کے اوراق میں ملنے والی چیز ہے، بس دل کے اوراق میں ہی یہ چیز ملے گی۔

دنیا کی کتنی بھی بڑی سے بڑی کتاب کیوں نہ ہو، دو، تین، چار کر کے گنو گے تو

سارے ورقے ختم ہو جائیں گے۔

چاہے قرآن شریف کے اوراق ہوں، چاہے بخاری شریف کے اوراق ہوں چاہے مسلم شریف کے اوراق ہوں، دنیا کی بڑی سے بڑی کتابیں، لغتیں، ڈکشنریاں کیوں نہ ہوں، ایک، دو، تین، چار، دس، بیس، پچاس، سو، دو سو، چار سو، ہزار، دو ہزار، تین ہزار کہیں تک بھی آپ گن لیں سبھی ختم ہو جائیں گی۔

اللہ نے اپنے عشق و محبّت کی کتاب چھاپ کر ہر مومن کے دل میں رکھدی ہے

آئے ہائے اللہ نے اپنے دیوانے کو کیسی کتاب دی ہے کہ زندگی بھر اگر کھولے تو دل کے ورقوں کو بدل نہیں سکتے، اس لئے اپنے دلوں کے پردوں کو کھولو، اوراق کو کھولو، اپنے دلوں کے اوراق کھول کر دیکھو ان میں اللہ لکھا ہوا ملے گا، اس کے اندر اللہ کا عشق لکھا ہوا ملے گا۔ اللہ نے اپنے عشق و محبّت کی کتاب چھاپ کر ہر مومن کے دل میں رکھدی ہے، بلکہ ہر انسان کے دل میں رکھدی ہے۔

(حدیث شریف میں آتا ہے: كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَلٰكِنْ اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ. کہ ہر بچّہ جو بھی پیدا ہوتا ہے فطرۃً اسلام پر پیدا ہوتا ہے، اب اس کے ماں باپ اس کو یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، دل اور پھیپھڑوں کی رگیں، بس اس محبوبِ حقیقی نے ایسی بنائیں ہیں کہ ان میں پورا کلمہ لکھا ہوا ہے، کسی ملک سے اس کا فوٹو بھی شائع ہو چکا ہے، بندۂ ناچیز مرتّب نے یہ فوٹو تو دو مرتبہ بہت غور سے دیکھا، بلاشبہ دائیں جانب

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لکھا ہوا ہے اور بائیں طرف محمد رسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وسلم) لکھا ہوا ہے)۔

بہرحال اللّٰہ نے اپنا عشق، اپنا درد لکھکر، اس کی کتاب چھاپ کر ہر شخص کے دل میں رکھدی ہے، اب اس کے پڑھنے کی ذمّہ داری اس کی ہے اس کو پڑھ لے، اس کو سمجھ لے۔

اس دِل کی کتاب کو کھولنے والا کوئی اللّٰہ کا دیوانہ ہی ہو سکتا ہے

کیسے سمجھے گا، کہاں سمجھے گا؟ کیسے پڑھے گا، کہاں پڑھے گا؟ یہ اس کو خود سوچنا چاہیئے کہ اس کی تعلیم کہاں ہو سکتی ہے؟ یہ کتاب کہاں کھُل سکتی ہے؟ ایسے اس دل کی کتاب کو کھولنے والا تو کوئی اللّٰہ کا دیوانہ ہی ہو سکتا ہے۔

اس لئے میرے عزیزو! دانائی پیدا کرو، نادان نہ بنو، مرد بنو نامرد نہ بنو، مرد وہی ہے جو اپنا تعلّق اپنے اللّٰہ سے جوڑتا ہے، اپنے رب کو پہچانتا ہے، نامرد وہ ہے جو اپنے رب کو نہیں پہچانتا ہے، اپنے رب کی معرفت حاصل نہیں کرتا ہے۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللّٰہ علیہا مرد تھیں، اس نے اپنے اللّٰہ کو پہچانا تھا، حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا ہماری سب کی بڑی عظمت والی ماں مرد تھیں، انھوں نے اپنے اللّٰہ کو پہچانا تھا، رابعہ عدویہ علیہا الرحمہ مرد تھیں انھوں نے اپنے اللّٰہ کو پہچانا، آج کے مرد نام کے مرد ہیں مگر ان عورتوں سے بھی بدتر ہیں، ان عورتوں نے اپنا دل اپنے اللّٰہ کو دے دیا تھا، ان عورتوں نے اللّٰہ کے عشق و محبّت کی کتاب اپنے دل میں کھول لی تھی۔

آج کے مرد حافظ قاری، مولوی مفتی ہونے کے باوجود، عام لوگوں کی تو بات ہی چھوڑدو، یہ حضرات خواص ہونے کے باوجود بھی نہ جانے کس کس کی محبت کی کتاب اپنے دلوں میں لکھتے ہیں، اس اللّٰہ کو چھوڑ کر، اس کے عشق کو چھوڑ کر، اس کی محبّت کو چھوڑ کر، اس کے درد کو چھوڑ کر، نہ جانے کس کس کا عشق اور درد اپنے دل میں لکھتے ہیں، اس اللّٰہ کے پاک نام کو چھوڑ کر نہ جانے کس کس کے نام اپنے دل میں لکھتے ہیں، اپنے دلوں کو ناپاک کرتے ہیں، نجس کرتے ہیں، اپنے دلوں کو گندگی نالی سے بدتر بناتے ہیں، اپنے دلوں کو پاک بناؤ، پاکباز بنو، دانشور بنو، سمجھدار بنو، ناسمجھ نہ بنو۔

یہ مت دیکھو کہ دُنیا کیا کررہی ہے، کیا کہہ رہی ہے، یہ دیکھو کہ ہمیں کیا کرنا ہے، کیا کہنا ہے، یُونہی خواہ مخواہ اپنی زندگی برباد نہ کرو، میرے عزیزو! ہنسی مذاق ٹھٹھے کا وقت نہیں رہا، ہنسی مذاق ٹھٹھوں میں اپنا قیمتی وقت برباد کرنے کا وقت نہیں رہا۔

میں کتنے ہی بزرگوں کی صحبت میں رہا مگر کبھی اُنکے دانتوں کی سفیدی نہ دیکھی

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے کتنے ہی بزرگوں کو دیکھا، کتنے ہی اہلِ دل کو دیکھا، کتنے ہی اہل حال کو دیکھا، اور میں ان کی صحبت میں رہا مگر میں نے کبھی ان کے دانتوں کی سفیدی نہ دیکھی۔

آپ اس کو سمجھ رہے ہیں جو میں کہہ رہا ہوں؟ دانتوں کی سفیدی جب دیکھی جاتی ہے جب انسان ہنستا ہے، مسکراتا ہے، کہ میں نے انکو ہنستا تو ہنستا

کبھی مسکراتے نہیں دیکھا۔

رے جس کا دل جلا ہوا ہے، جس کے دل میں کسی کے عشق کی کتاب کھل گئی ہے، وہ کس کے لئے مسکرائے گا؟ وہ کس کے لئے ہنسے گا؟ اس کا تو سارا کا سارا فراق اپنے محبوب کا بنا ہوا ہے، اب وہ کس کو ہنس کے دکھائے گا؟ کس کو تبسم دکھلائے گا؟ کس کو مسکراہٹ دکھلائے گا؟

ہائے میں نے کتنے ہی بزرگوں کو ایسا دیکھا کہ کبھی ان کے دانتوں کی سفیدی نہ دیکھی، اس سے مراد کیا ہے؟

میں نے ان کو کبھی ہنستا مسکراتا نہیں دیکھا، آج ہنسی مذاق ٹھٹھوں کی محفلیں بنی ہوئی ہیں، عوام کی تو بات ہی چھوڑو خواص کے اندر بھی اس کی تمیز نہیں ہے کہ ہمیں محفلوں میں بیٹھکر کیا کہنا ہے، گپ شپ میں اپنی محفلوں کو گزار دیتے ہیں۔

کیا کہ مفتی صاحب نے کہ حضرت بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اللہ کو کیسے پائیں؟ کس طریقے سے اس تک پہنچیں؟ میں نے کہا سمجھ میں نہیں آئے گی، یہ بات کاغذ کے ورقوں میں نہیں ملے گی، کسی اللہ والے سے اپنی کتاب کی بسم اللہ پڑھ والو۔

مقام ہیبت میں پہنچکر کسی کی چپ لگتی ہے کسی کی بک چھٹتی ہے، جو نکل گیا وہ کامیاب ہوگیا

تصوف کے راستے میں ایک مقام آتا ہے جو ہیبت کا مقام ہے، جب ایک سالک، ایک تصوف پر عمل کرنے والا، روحانیت کے میدانوں کو طے کرنے والا، چلتا ہوا اس میدان میں پہنچتا ہے تو اس ہیبت کے مقام میں پہنچکر

کسی کی چپ لگ جاتی ہے، کسی کی بک چھٹ جاتی ہے، اور جو نکل گیا وہ کامیاب ہوگیا۔

تم کیوں اللہ والوں کو بدنام کرتے ہو، اگر وہ اس مقام پر پہنچا ہے اور وہاں اس کی چپ لگ گئی ہے وہ خاموش ہے تو اس کی غیبت مت کرو، اور اگر اس مقام ہیبت پر پہنچا ہوا ہے، وہاں اسکی بک چھٹ گئی ہے تو وہ کچھ بھی کہہ دیتا ہے، اسکو کچھ یاد نہیں رہتا ہے وہ اس پر معذور ہے۔

ٹھیک ہے تم اس سے مت ملو، اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اس سے دور رہو، اس سے دعا کے لئے بھی مت کہو، کچھ مانگے، سوال کرے تو دے دو، اپنی طرف سے کچھ دینے کی بھی کوشش مت کرو، خواہ مخواہ تم کیوں انگلیاں اٹھاتے ہو، جب معلوم ہی نہیں کہ ہیبت کا مقام کیا ہوگا تو عام لوگ سمجھیں گے کہ گالیاں دیتا ہے، حالانکہ وہ بیچارہ اللہ والا ہیبت کے مقام میں الجھا ہوا ہے، حیران ہے، پریشان ہے۔

ایک مولوی صاحب کا سوال اور حضرت کا جواب

ایسے ہی ایک بار ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا وہ بھی مولوی صاحب تھے کہ جی فلاں شخص ہے پہلے بڑی نمازیں پڑھتا تھا، بڑا ذکر و اذکار کرتا تھا، بڑی تلاوت کرتا تھا، اب وہ نماز تو پڑھتا ہے مگر اس طریقے سے نمازیں نہیں پڑھتا، تسبیح تو پڑھتا ہے مگر پہلے کی طرح نہیں پڑھتا، اس سے تو پہلے ہی اچھا تھا۔

میں نے کہا بھائی جب انسان زیادہ کھا لیتا ہے تو اس کو قبض ہو جاتا ہے

اس رہ میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان ذکر کرتا کرتا، کرتا کرتا قابض ہو جاتا ہے جب قبض ہو جاتا ہے تو اس کے اندر تھوڑی سستی آجاتی ہے

اب قدرتی بات ہے کہ جب حکیم اس کو دوائی دے گا تو کہے گا کہ بھائی یہ چیز نہیں کھانی کچھ دنوں کے لئے یہ چیز کھانی چھوڑ دے تیرا قبض ٹوٹ جائے گا، اسی طریقے سے روحانی حکیم بھی ذکر چھڑوا دیتے ہیں اس سے قبض ٹوٹ جاتا ہے. تم کیوں انگلی اٹھاتے ہو کسی کے اوپر، ہو سکتا ہے اس کو قبض ہو رہا ہو، اعتراض کرنے والے تو بہت ہیں مگر عمل کرنے والے بہت کم ہیں.

تو مولوی صاحب نے کیا پوچھا کہ فلاں شخص بڑی عبادت کرتا تھا اب وہ بات نہیں ہے، اور مفتی صاحب نے کیا پوچھا تھا کہ جی اللہ کو کیسے پایا جائے، کیسے سمجھا جائے. میں نے ان دونوں کو جوابات دیئے، تو کہنے لگے کہ جی بات سمجھ میں آگئی، یہ بات کتابوں میں نہیں ملیں.

میں نے کہا نہیں ملیں گی، دل میں ملیں گی، ان باتوں کو سمجھنے کے لئے، اللہ کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے دلوں تک پہنچا جائے جنہوں نے اللہ کو سمجھ لیا ہے، اللہ کو پالیا ہے.

اپنے دلوں کو ان کے دلوں سے جوڑنا ضروری ہے جن کے دل اللہ سے جڑ گئے ہیں، پھر یہ نکات دل پر ظاہر ہونے لگیں گے، پھر یہ باتیں دل پر کھلنے لگیں گی.

ورنہ بغیر اس کے میرے عزیزو! بڑا دشوار ہے، بڑا مشکل ہے ان راہوں کا طے کرنا، ان اوراق کا پلٹنا.

ایک اور مفتی صاحب کا شریعت اور طریقت کے بارے میں سوال اور حضرت کا مختصر جواب

ایک اور جگہ ایک مفتی صاحب نے سوال کیا کہ جی سمجھ میں نہیں آتا شریعت کیا ہے؟ طریقت کیا ہے؟

میں نے کہا تفصیلی بتلاؤں یا مختصر؟ تفصیل سے تو وہاں بتلایا جاتا ہے جہاں عوام ہوں، جاہل ہوں۔ مولویوں، مفتیوں کو تو مختصر ہی بتلایا جاتا ہے، اس لئے میں دو الفاظ میں مختصر سا بتلائے دیتا ہوں۔

کہا کہ جی بتلا دو۔

اپنے ظاہر کو سنوار لینا شریعت ہے اور اپنے دل کو سنوار لینا طریقت ہے

میں نے کہا کہ اپنے ظاہر کو سنوار لینا شریعت ہے، اور اپنے دل کو سنوار لینا طریقت ہے۔ بات سمجھ میں آئی۔ کہنے لگے کہ جی کچھ سمجھ میں آئی کچھ نہیں آئی۔

میں نے کہا ظاہر جو ہے وہ عوام کے لئے ہے، ظاہر میں وضع قطع صحیح ہوگی، داڑھی ہوگی، ٹوپی ہوگی، پاجامہ ہوگا تو تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے، تمہارے داڑھی نہیں ہوگی تو کوئی نہیں پڑھے گا، کرتہ پاجامہ نہیں ہوگا تو کوئی نہیں پڑھے گا، کوئی کتنا ہی بڑا مفتی، محدث کیوں نہ ہو، اگر اس کا ظاہر شریعت کے مطابق نہیں ہے تو کوئی اسکے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔

کیوں؟ یہ شریعت ہے، ظاہر ہے، لوگ ظاہر کو دیکھ رہے ہیں، اندر چاہے

کیسے بھی گناہ کرکے آیا ہے، اس کا پتہ نہیں ہے، مگر ٹوپی دکھ رہی ہے، ڈاڑھی دِکھ رہی ہے، کرتا پاجامہ بھی ٹھیک ہے، لوگ شریعت کو دیکھ رہے ہیں، اس لئے شریعت عوام کے لئے ہے اور طریقت اللہ کے لئے ہے۔ اپنے دل کو اپنے اللہ کے لئے سنوارنا طریقت ہے اور اپنے ظاہر کو عوام کیلئے سنوارنا شریعت ہے۔

تو مفتی صاحب کہنے لگے کہ جی سمجھ گیا، کتنوں ہی سے یہ بات پوچھی مگر اطمینان بخش بات کسی نے بتلا کر نہیں دی۔

تو میں نے کہا اس پر عمل کرلو اور یہ بتلا دو کہ شریعت بھی ضروری ہے یا نہیں اور طریقت بھی ضروری ہے یا نہیں؟

منصور حلاجؒ تھوڑے شریعت ہی سے تو باہر نکل گئے تھے

شریعت کا تعلق تو عوام سے ہوگیا، منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ تھوڑے شریعت سے ہی تو باہر نکل گئے تھے، حالانکہ طریقت میں، معرفت میں، حقیقت میں ڈوبے ہوئے تھے مگر تھوڑے شریعت سے باہر ہوگئے تو عالموں نے فتوی لگادیا، حالانکہ وہ اس حال میں معذور تھے، ان کی طریقت شریعت پر غالب آگئی تھی اس لئے فتویٰ لگادیا۔

اپنی شریعت اور طریقت دونوں مضبوط رکھو تاکہ معرفت اور حقیقت تمہاری مضبوط ہو

اس لئے اپنی شریعت کو بھی مضبوط رکھو، اپنی طریقت کو بھی مضبوط رکھو، تاکہ معرفت اور حقیقت تمہاری مضبوط ہوجائے، درست ہوجائے، اپنے ظاہر کو

شریعت کے مطابق رکھو، اپنے باطن کو طریقت کے مطابق رکھو، پھر تمہارے لئے معرفت اور حقیقت کی راہیں کھُلیں گی، اور اس کے لئے اہلِ شریعت، اہلِ طریقت، اہلِ معرفت اور اہلِ حقیقت سے تعلق قائم کرنا پڑے گا۔

پہلے اپنے کو شیخ و مُرشد کی محبت میں غرق کرنا ہے

اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا دُعا ہے؟ اے اللہ اپنے ان نیک بندوں کی محبت نصیب فرمادے جن کی محبّت تیری محبت کا ذریعہ بن جائے، تو اللہ تک کیسے پہنچا جائے؟ جن کو اللہ کی محبّت ہے، جن کے دل اللہ تک پہنچے ہوئے ہیں، اے میرے عزیزو! تم اپنے دل ان کے دلوں سے جوڑ دو، اپنے دلوں میں انکی محبّت پیدا کرو، اس کو کہتے ہیں فنا فی الشیخ۔

جب تک فنا فی الشیخ نہیں بنوگے فنا فی الرسُول نہیں بنوگے، جب تک فنا فی الرسُول نہیں بنوگے فنا فی اللہ نہیں بنوگے، اور جب تک فنا فی اللہ نہیں بنوگے بقا نصیب نہیں ہوگی۔

تو پہلے اپنے کو شیخ و مُرشد کی محبّت میں غرق کرنا ہے، اپنا دل اس کے دل کے ساتھ ایسا جوڑ دینا ہے کہ وہ رات کہے تو رات ہے، دن کہے تو دن ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت خضر علیہ السّلام کا واقعہ

جیسے شمس تبریز علیہ رحمہ نے مولانا رومی علیہ الرحمہ کو کہا تھا کہ تو میرے ساتھ نہیں رہیگا، ہاں پہلے اپنی ساری کتابیں بند کرکے رکھدے، دریا میں ڈال دے اور اپنی زبان کو تالا لگالے، امام غزالی علیہ رحمہ کے مرشد نے بھی یہی کہا تھا اپنی زبان میں تالا لگالینا خاموش رہنا۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ خود قرآن کریم میں موجود ہے، جب حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ رہنا چاہا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ پائیں گے، اور اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو بول نہ جانا میں کچھ بھی کروں اعتراض مت کردینا، سوال مت کردینا کہ کیوں کیا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرط منظور کرلی تو دونوں چلے، کشتی میں بیٹھکر دریا پار کیا، کشتی نئی تھی حضرت خضرؑ نے اس کو توڑ کر عیب کردیا، حضرت موسیٰؑ کو غصہ آگیا کہ نئی کشتی میں عیب کردیا، کہا کہ بول نہ جانا، پھر آگے چلے ایک معصوم بچّے کو قتل کردیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول پڑے کیوں کیا؟ کہا کہ بول نہ جانا، اور آگے چلے ایک ٹیڑھی دیوار کو سہارا لگاکر سیدھا کردیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول اُٹھے کہ مزدوری کیوں نہیں لی؟ کہا کہ بول نہ جانا۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار وعدہ کرتے تھے مگر پھر بول جاتے تھے، پتہ نہیں کیا راز تھا، کیا حکمت تھی، ورنہ نبی ہرگز ہرگز وعدہ خلاف نہیں ہوسکتا، نبی تو صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم ہوتا ہے چہ جائیکہ کبیرہ گناہ ان سے سرزد ہو، ایسا ہرگز نہیں تھا بلکہ کوئی نہ کوئی حکمت ضرور تھی جو آپ بار بار بول جاتے تھے۔

بہر حال حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے کاموں کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے کشتی تو اس لئے توڑی تھی کہ جدھر ہمیں جانا تھا ادھر ایک ظالم بادشاہ رہتا تھا، اور وہ جس کی نئی کشتی دیکھتا چھین لیتا تھا اور اس کشتی کے چلانے والے مسکین بچّے تھے، معصوم تھے اگر اس کشتی میں عیب نہیں ہوتا تو بادشاہ اس کشتی کو چھین لیتا

وہ بیچارے محروم ہوجاتے اس لئے میں نے کشتی میں عیب کیا۔

اور جس بچّہ کو قتل کیا وہ بڑا ہوکر اپنے والدین کی گمراہی کا سبب بنتا، اس کے والدین نیک طبیعت مومن تھے، ان کو گمراہی سے بچانا مقصود تھا، اور اس بچّے کا نعم البدل اللہ ان کو عطا فرمادے گا۔

اور وہ آڑی دیوار جس کو میں نے سیدھا کیا اس میں یتیم بچّوں کا مال تھا، ان کے ماں باپ اس میں خزانہ چھپا کر گئے تھے کہ ہمارے بچّوں کے کام آجائے گا، عنقریب وہ دیوار گرجاتی اور وہاں کے لوگ ان کا مال دیکھ لیتے اور وہ مال اُٹھا لیتے، بچّے محروم رہ جاتے۔ اسلئے میں نے دیوار کو سیدھا کردیا۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ واقعی میری غلطی ہے مجھے ان حکمتوں کا علم نہیں تھا۔

کتنا ہی بڑا محدث کیوں نہ ہو، مفتی کیوں نہ ہو، جب تک اپنے مرشد کے سامنے گونگا اور بہرہ نہیں بنے گا تب تک کامیاب نہیں ہوگا، جب تک چوں وچرا کرنے والا رہے گا، تو وہی کام ہوگا کہ موسیٰ (علیہ السلام) آپ یہاں سے تشریف لے جائیں، یہاں آپکا کام نہیں ہے، میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ کا اور میرا نباہ نہیں ہوگا۔

مولانا رومیؒ بارہ۱۲ سال اپنے سر پر انگیٹھی رکھے اپنے مرشد کے ساتھ جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتے رہے

مولانا رومی علیہ الرحمہ اپنی سب کتابوں کو بند کرکے بارہ۱۲ سال اپنے سر پر انگیٹھی

رکھے ہوئے اپنے شیخ و مرشد کے ساتھ جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتے رہے، تم لوگ کیا کرو گے۔

کیوں؟ ان کے مرشد حضرت شمس تبریز علیہ الرحمہ ٹھنڈے مزاج کے تھے، کھانا بھی ان کو گرم گرم چاہیئے تھا، پانی بھی ان کو گرم گرم چاہیئے تھا، اس لئے مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ ہر وقت دہکی ہوئی انگیٹھی اپنے سر پر رکھے ہوئے رہتے تھے کہ کہیں شیخ و مرشد کھانا یا پانی طلب فرمادیں، اور میں انگیٹھی دہکانے ہی میں رہ جاؤں۔

یہ مولانا رومیؒ کون تھے؟ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، مفسّر، محدّث، مفتی قاضی القضاۃ، جن کی درسگاہ میں عالموں کا ہجوم تھا، جن کے پاس بادشاہوں کے شہزادے پڑھتے تھے، خاص شاہی پالکی میں سفر ہوتا تھا، ہزاروں علما سفر میں ہمرکاب رہتے، دست بوسی، قدم بوسی کا ہجوم، عمامہ، جبہ، بہترین شاہی قسم کی عمدہ پوشاک زیب تن کئے رہتے تھے، مگر جب حضرت شمس تبریز علیہ الرحمہ سے تعلق جُڑا تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے مرشد کے پیچھے ہوئے اور بارہ سال تک شیخ کے ساتھ یونہی جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتے رہے، تو پھر مولائے رُوم رُوم بنے، خود کہتے ہیں:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے رُوم ✽ تا غلام شمس تبریزی نہ کرد

کہ میں شمس تبریز علیہ الرحمہ ہی کی غلامی سے مولائے رُوم بنا ہوں ورنہ اس سے پہلے میں کچھ نہیں تھا۔

دیکھیے پھر عشق الٰہی کی وہ کتاب دل میں کھلی جو آج تقریباً ۲۸ ہزار اشعار کیساتھ مثنوی مولانا رُوم کی شکل میں دنیا کے ہاتھوں میں موجود ہے۔

امام غزالیؒ بھی کتابیں بند کر کے فنا فی الشیخ ہو گئے

امام غزالی علیہ الرحمہ جن کے بارے میں کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب دیں گے، انھوں نے بھی ساری کتابوں کو بند کر دیا اور فنا فی الشیخ ہو گئے، جب تک انسان فنا فی الشیخ نہیں بنے گا، اپنے مرشد کی سچی محبت پیدا نہیں ہوگی، یونہی نہیں خواہ مخواہ، فضول، مبالغہ والی محبت جیسے کہ جاہل لوگ کرتے ہیں بلکہ عقیدت والی محبت ہو۔

مگر یاد رکھئے شیخ سے محبت بھی شریعت کے حساب سے کی جائے

مگر یاد رکھئے اپنے شیخ کی محبت میں بھی، اپنے محبوب حقیقی کے فرائض میں کمی نہ آنے پائے، شریعت کو مضبوط رکھا جائے، شریعت کے حساب سے محبت کی جائے، اپنے شیخ کی محبت میں غرق ہو، فنا فی الشیخ ہو، اپنے مرشد کا ادب ہو، احترام ہو، اور یہ سمجھے کہ میرا مرشد دُنیا میں سب سے بڑا ولی ہے، پھر فیض ہوگا، ہاں مگر اللہ، اللہ ہے، اس کی عظمت، اس کی عبادت، اس کی اطاعت، اسکی غلامی میں کمی نہ آجائے۔

اللہ تک بھی وہی پہنچا سکتا ہے جو اللہ تک پہنچا ہوا ہے

وہ اللہ والے کہ جن کے دلوں نے اللہ کو پہچان لیا ہے، ان کے دلوں سے اپنے دلوں کو جوڑ لو، اللہ کو پہچاننے والے بن جاؤ گے، وکالت تو وہی پڑھا سکتا ہے، جو وکیل بنا ہوا ہوگا، ڈاکٹری تو وہی کر سکتا ہے جو ڈاکٹر بنا ہوا ہوگا، مجھ جیسا

لگادے کسی کے انجکشن پتہ نہیں کہاں کہاں کو لگادے، تم جیسا پتہ نہیں کسی کو کہاں کہاں ہلاک اور برباد کر دے۔

اسی طریقے سے اللہ تک بھی وہی پہنچا سکتا ہے، جو خود اللہ تک پہنچا ہوا ہے، جن کے دل اللہ تک پہنچے ہوئے ہیں، انھیں کے دل تمہیں اللہ تک پہنچا سکتے ہیں۔

زندگی کے ہر سانس کو بڑا قیمتی سمجھیے

میرے عزیزو! اپنا وقت ضائع نہ کیجئے، جب تک زندگی موجود ہے غنیمت جانئے، زندگی کے ہر سانس کو بڑا قیمتی سمجھئے، زندگی کا ہر لمحہ، ہر سانس، ہر دن، ہر رات، ہر خوشی، ہر غم اپنے محبوب حقیقی کے لئے ہی بنائیے کسی اور کیلئے نہ کیجئے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ لوگ آتے ہیں، آپ میں کچھ لوگ عمل کرتے ہی ہونگے اگر آپ لوگ عمل کریں گے تو انشاء اللہ انشاء اللہ میرے عزیزو کامیاب ہو جاؤ گے، محبوب کی محبّت عطا ہو جائے گی۔ جو لوگ تم میں سے سچے دل سے یہاں آتے ہیں اور محبوب کی بات عقیدت اور ہوش کے کانوں سے سُنتے ہیں، ایمانداری سے بتلائیں پہلی محبت میں اور اَب کی محبّت میں فرق ہے یا نہیں، پہلے کی بہ نسبت اللہ سے تعلق زیادہ ہے یا نہیں، ہاں ان باتوں پر غور کر کے دیکھیں۔

سب سے بڑی بات یہی ہے کہ دُنیا کی محبّت گھٹے اللہ کی محبت میں اضافہ ہو۔

اور بس اصل بات تو یہی ہے کہ جن کے پاس آنے جانے سے اللہ کی محبّت

گہری ہوتی چلی جائے وہی اللہ کا دیوانہ ہے، وہی اس محبوب حقیقی تک پہنچنے کا ذریعہ بن سکتا ہے، اور سب سے بڑی کشف وکرامت بھی یہی ہے کہ اسکی زندگی سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہو، اور اس دیوانے کی، اللہ کے عاشق کی پہچان یہ ہے کہ اسکی صحبت سے، اسکے ملنے سے، اسکے پاس اُٹھنے بیٹھنے سے اللہ کی محبّت پیدا ہو دُنیا کی محبّت گھٹے اور اللہ کی محبّت میں اضافہ ہو، باقی ساری چیزیں اس سے نیچے ہیں، سنت نبوی علی صاحبہا الصّلوۃ والسّلام اور اللہ کی محبّت سے نیچے ہیں۔

ارے ایمانداری سے بولو ساری چیزیں میرے رب سے نیچے ہیں یا نہیں؟ سب خاک ہیں میرے رب کے سامنے، ہم نہ کشف وکرامات کو پسند کرتے ہیں اور نہ ہم کسی بھی طرح کے کمالات کو پسند کرتے ہیں، ہم تو بس اپنے محبوب حقیقی کو پسند کرتے ہیں، اگر تم دانشور ہو، سمجھدار ہو تو ضرور تم اسی محبوب کو پسند کرتے ہوگے اور اگر تم نادان ہو تو پتہ نہیں تم کس کس چیز کو پسند کرتے ہوگے۔

سمجھداری یہی ہے کہ اپنے اللہ کو پسند کیا جائے، خالص اپنے اللہ کا ہو کر رہ جائے اپنے دل میں اپنے محبوب حقیقی کا درد ہو، ارے درد ہی نہیں اسکا دیوانہ بن جائے، دیوانہ بننا مطلوب ہے جو میرے رب کا دیوانہ بن گیا، جو دل اسکا دیوانہ بن گیا وہ کامیاب ہے، دیوانوں کی دُنیا الگ ہے، جب تم دیوانے بن جاؤ گے اس دُنیا کا پردہ کھل جائے گا تم کسی اور دُنیا کے اندر پہنچ جاؤ گے۔

مگر خالص اللہ کا ہو جانا کچھ الگ چیز ہے

اس لئے میرے عزیزو! آپ نماز پڑھتے ہیں بہت بڑی بات ہے، آپ روزہ رکھتے ہیں، بہت بڑی چیز ہے، زکوٰۃ دیتے ہیں بہت اچھا ہے، حج بھی کرتے ہیں

بہت خوشی کی بات ہے۔ ورجو ذکرو اذکار کرتے ہیں بہت بڑی عبادت ہے۔ مگر خالص اللہ کا ہو جانا کچھ الگ چیز ہے۔ نمازی بھی ہو، روزہ دار بھی ہو، زکوٰۃ دینے والے بھی ہو، حاجی بھی ہو، شب بیدار بھی ہو، اچھی چیز ہے۔ مگر خالص اس محبوبِ حقیقی کا بن جانا کچھ الگ ہی ہے۔

انسان نماز پڑھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج بھی کر آیا، کعبہ بھی دیکھ آیا، روضۂ مبارک بھی دیکھ آیا مگر پتہ نہیں دل میں کس کس کو دیکھتا ہے۔ معلوم ہوا تو نے کعبہ نہ دیکھا، روضہ نہ دیکھا، اگر تو ان کو دیکھ لیتا تو ساری چیزیں تیرے دل سے نکل جائیں اور تیرا دل وہیں پہنچ جاتا۔

جو تم اپنے لئے پسند کرو وہی غیروں کے لئے بھی پسند کرو

اس لئے میں کہتا ہوں میرے عزیزو! نماز پڑھنا بہت بڑی چیز ہے پابندی کرنی چاہیئے، روزہ رکھنا بہت بڑی عبادت ہے مگر خالص اپنے رب کا ہو جانا کچھ الگ بات ہے، جب خالص اپنے رب کا بن جائے گا نہ کفر کریگا نہ شرک کریگا، نہ کسی کی محبت میں ملوث ہوگا، نہ کسی کو تکلیف دیگا، خدا کی ساری مخلوقوں کو ایسا ہی سمجھے گا کہ جیسے مجھے تکلیف ہے، جیسی میرے پیر میں تکلیف ہے، ایسی ہی اسے بھی ہے۔

جب تک خدا کی تمام مخلوق کا درد نہ ہو جائے جبتک وہ مومن نہیں ہے۔ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو تم اپنے لئے پسند کرو وہی تم غیروں کیلئے بھی پسند کرو یہ تمہارے ایمان کے کامل ہونیکی پہچان ہے۔

جس نظر سے تم اپنی بیٹی کو دیکھتے ہو، اپنی بہن کو دیکھتے ہو، پورے عالم کی بہن بیٹیوں کو تم اسی نظر سے دیکھو، پھر تم ایمان والے کہلاؤ گے، ایک نظر سے تم اپنی بیٹی کو دیکھتے ہو

ایک نظر سے تم اپنی بہن کو دیکھتے ہو، دوسری نظر سے تم دوسروں کی بہن بیٹی کو دیکھتے ہو تم کہاں ایمان والے ہو؟ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی غیروں کے لئے پسند کرو۔

جب خالص اپنے اللہ کا بنے گا کوئی چیز خراب نہیں ہوگی

تو میرے عزیزو! نماز پڑھنا بھی بڑی عبادت ہے، روزہ رکھنا بھی بڑی عبادت ہے مگر خالص اللہ کا بن جانا یہ الگ بات ہے، یہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے۔

ساٹھ ستر سال کا نمازی ہے مگر کفر کر رہا ہے، شرک کر رہا ہے، بدعت کر رہا ہے۔ ستر سی سال کی عمر آگئی مگر برائیوں میں اب بھی ڈوبا ہوا ہے۔ نظریں اب بھی خراب ہیں، بڑھاپا بھی آگیا ہے نظریں اب بھی ڈوبی ہوئی ہیں، اور جب خالص اپنے اللہ کا بنے گا کوئی چیز خراب نہیں ہوگی، یہ ساری چیزیں اپنا بوریہ بستر باندھکر بھاگ جائینگی۔

پھر جب خالص اپنے اللہ کا بن جائے گا تو کچھ اور ہی بات ہوگی، اسکی شان ہی الگ ہوگی، اس لئے خالص اپنے اللہ کے ہو، میں پھر کہتا ہوں، خالص اپنے اللہ کا بن جانا کچھ ور بات ہے اور یہ کمال کی بات ہے۔

اللہ یہی فکر نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ

مُنیر عالم نقشبندی مجددی
کرت پور

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

مجلس نمبر ۸

اللہ رب العزت کی شان ہر ساعت میں نرالی ہوتی ہے۔

حضرت شاہ منیر عالم صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۲۴ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۱ جون ۲۰۰۸ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجددیہ) کرت پور بسی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:
شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہ منیریہ
محلہ کائستھان قصبہ کرت پور بسی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر: 09997414108-09412486152
فون نمبر: 01341 240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۸

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ○ الآیۃ (سورہ رحمٰن)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

محبوب حقیقی کی شان ہر ساعت میں نرالی ہوتی ہے

میرے عزیزو، میرا محبوب حقیقی وہ ہے جس کی شان ہر ساعت میں نرالی ہوتی ہے جس کی شان آنے والے وقت میں افضل و اعلیٰ ہوتی ہے، کبھی میرے محبوب حقیقی کو زوال نہیں ہے، کبھی میرے محبوب حقیقی کو کوئی ضعف نہیں ہے، کبھی میرے محبوب حقیقی کو کمزوری نہیں ہے۔

اللہ کے دو مخصوص گروہ

اس کا آنے والا وقت آنے والی ساعت نرالی ہوتی ہے۔ میرے عزیزو! اللہ کے دو مخصوص گروہ ہیں۔ ایک عابدین کا اور دوسرا عارفین کا۔

عابد اپنی عبادت پر خوش ہوتا ہے، جنت کو یاد کرکے خوش ہوتے ہیں جنت کا بار بار ذکر کرتا ہے اور لطف لیتا ہے اپنی عبادت پر ناز کرتا ہے۔ کرنا بھی چاہیئے، اللہ کی عبادت ہے، اچھی کس کی عبادت ہے۔ اللہ کے نام سے اچھا کس کا نام ہے، اس محبوب سے بڑھکر کس کا ذکر ہے۔ مگر میرے عزیزو! عارف مغموم رہتا ہے، عارف غمگین رہتا ہے، عارف جتنا آگے بڑھتا ہے اتنا ہی غمگین ہوتا

ہے، جتنا آگے بڑھتا ہے تنا ہی اپنے آپ کو کمزور پاتا ہے، عابد مسرور ہوتا ہے عارف مغموم ہوتا ہے، عابد اپنی عبادت پر ناز کرتا ہے وہ سمجھتا ہے میں اللہ کا عابد ہوں، عبادت گزار ہوں اور ہوتا بھی ہے۔

عام لوگوں کا ایک خدا ہوتا ہے مگر عارفین کا ہر روز نیا خدا ہوتا ہے

عارف جوں جوں عبادت کرتا ہے جوں جوں آگے بڑھتا ہے اس کے غم بڑھتے چلے جاتے ہیں اور غموں کے اندر چور چور ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میرے عزیزو! غموں سے اس کا دل چور چور ہو جاتا ہے۔ کیوں؟ عام لوگوں کا ایک خدا ہوتا ہے، عابدین کا بھی ایک خدا ہوتا ہے مگر عارفین جو ہوتے ہیں ان کا ہر ساعت میں ہر دن میں ایک نیا خدا ہوتا ہے، عارف غمگین ہو کر کہتا ہے کہ کل میں کس کی عبادت کرتا تھا، خدا تو آج ہے، رب تو آج ہے جو آج مجھے مشاہدہ ہو رہا ہے، ہر روز ایک نیا مشاہدہ ہوتا ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر روز ستّر مرتبہ استغفار کرنے کی حکمت

اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ گنہگار نہیں تھے مگر اس کے باوجود بھی ستّر مرتبہ ہر روز استغفار کرتے تھے، کیوں پڑھتے تھے یہی وجہ تھی، آج جو مشاہدہ اللہ کا ہوتا تھا کل اس سے زیادہ ہوتا تھا، پرسوں اس سے زیادہ، ترسوں اس سے اور زیادہ ہوتا تھا، اسی لئے استغفار کرتے تھے، کہ کل کس چیز کا مشاہدہ کر رہا تھا جو آج ہے۔ حقیقت تو یہ ہے میں کل کس چیز کو رب تسلیم کر رہا تھا رب تو یہ ہے جس کا آج مشاہدہ ہو رہا ہے، یہاں تک کہ اسکا ہر دن ہر لمحہ نیا خدا ہوتا ہے

اسی لئے وہ غمگین ہوتا ہے کہ اس کی کیا حقیقت نکلتی ہے۔

اللہ ربُّ العزّت کا صحیح مشاہدہ نہ دُنیا میں کوئی کر سکتا ہے نہ آخرت میں

اے میرے عزیزو! یہاں تک کہ عارف پرواز کرتے کرتے اپنے پروں کو اڑان میں ختم کر دیتا ہے، عارف اپنے غموں سے اپنے محبوب کی کھوج کرتا کرتا اپنے دل کو پارہ پارہ کر دیتا ہے مگر میرے عزیزو! اس محبوبِ حقیقی کا صحیح مشاہدہ نہیں ہو پاتا ہے۔ آج تک دنیا میں کوئی بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے حقیقتاً وحدہٗ لاشریک کا مشاہدہ کر لیا ہو، اگر کسی نے مشاہدہ کیا بھی ہے تو اپنے ایمان کے اعتبار سے کیا ہے اور صحیح بات تو میرے عزیزو! یہ ہے کہ اس ذات پاک وحدہٗ لاشریک کا صحیح مشاہدہ نہ دنیا میں کوئی کر سکتا ہے نہ آخرت میں کوئی کر سکتا ہے، جو جنّت میں وحدہٗ لاشریک کے دیدار کا وعدہ ہے تو اللہ ربّ العزّت جنّتیوں کو جنّت میں سب سکون و راحت دینے کے بعد کہے گا کہ اے میرے بندوں کیا تم مجھ سے خوش ہو؟ جنّتی کہیں گے کہ یا اللہ تجھ سے بہت خوش ہیں، تیرے وعدوں سے زیادہ ہم نے جنّت میں راحت و سکون پایا ہے۔

دیدار کی ایک جھلک دکھلائی جائے گی

اے میرے بندوں ایک چیز ابھی باقی ہے، بندے کہیں گے یا اللہ وہ کیا چیز باقی ہے جو ابھی تک نہیں ملی؟ تو اللہ کہے گا میرا دیدار باقی ہے۔

اے میرے عزیزو! سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائیگا، دیدارِ خداوندی

کے لئے جمع کیا جائے گا اور دیدار کی ایک جھلک دکھائی جائے گی۔

اے میرے عزیزو! ایک جھلک دیدار کی ہوگی سارے جنّتی بے ہوش ہوکر گرجائیں گے، تاب نہ سکیں گے، یہاں تک کہ میرے عزیزو! ایک عرصہ گزر جائے گا، جنّت میں حوریں شور مچادیں گی تونے وعدہ کیا تھا جنّت میں کوئی غم نہ ہوگا کوئی گزند نہ ہوگا، کیا تونے ہمکو بیوہ کردیا، کیا تونے ہمیں رانڈ کردیا؟ وہ ہمارے شوہر کہاں گئے جو ہمیں جنّت میں ملے تھے؟

وحدہٗ لاشریک ان کو ہوش میں لائے گا، جب وہ ہوش میں آئینگے تو ہوش میں آتے ہی کیا کہیں گے کہ اللہ تو اپنا دیدار کرا، اللہ ربّ العزّت کہیگا کیا تم نے اب تک میرا دیدار نہیں کیا؟ کہا کہ اللہ ہم نے تو تیری صرف ایک جھلک دیکھی ہے۔ کہا کہ قسم ہے مجھے اپنے جلال کی تم نے اسّی کروڑ سال میرا دیدار کیا ہے۔

جنّت میں اللہ ربّ العزّت کا دیدار اپنے اپنے ایمان اور مقام کے اعتبار سے کرینگے

میرے عزیزو! حقیقۃً کوئی میرے رب کا دیدار نہیں کرسکتا ہے، جنّت میں اپنے اپنے ایمان کے اعتبار سے، اپنے اپنے مقام کے اعتبار سے، اپنی اپنی صلاحیت کے اعتبار سے، اپنے اپنے ظرف کے اعتبار سے اللہ ربّ العزّت کا دیدار کریں گے۔ حقیقۃً نہ کسی نے کیا ہے نہ کوئی کریگا۔

کیا تو مجھ سے ستّر سال کا حساب لیگا۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

یہاں پر بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا مجھے وہ واقعہ یاد آجاتا ہے کہ جب وہ اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے،

اپنے محبوب کے فراق میں بیٹھے تھے، اپنے محبوب کا درد و غم لئے بیٹھے تھے تو ایک سرد آہ کھینچی اور کہا، کیا تو مجھ سے ستّر سال کا حساب لے گا، اگر تو مجھ سے ستّر سال کا حساب لے گا تو میں تجھ سے ستّر ہزار سال کا حساب لوں گا۔ اللہ سے کون ہے جو ستّر ہزار سال کا حساب لے لے کسی میں جرأت ہے، کسی میں طاقت ہے؟ ہرگز نہیں ہے۔ مگر یہ ناز کی بات ہے جن کو کسی پر ناز ہوتا ہے وہ اس کو کہہ ہی دیتا ہے، ان کو اللہ پر ناز تھا، اور جو اللہ کے عارفین ہوتے ہیں ان کو تو اللہ ہی پر ناز ہوتا ہے اور کس پر ہوتا ہے وہ تو اللہ کے ناز پر ہی جیتے ہیں اس کے ناز پر ہی چلتے ہیں، ندا آئی کہ تو مجھ سے ستّر ہزار سال کا کیسے حساب لیگا؟ کہا کہ تونے ازل کے میدان میں ہم سے بلیٰ کہلادیا کہ میں تمہارا رب ہوں اور تونے دیدار کا وعدہ کرلیا کہ میں اپنا دیدار کراؤں گا۔ ازل کے میدان سے لیکر اب تک تونے کسی کو اپنا دیدار نہیں کرایا، تیرے دیوانے آئے، تیرے عشق کی تلوار سے ہلاک ہو ہو کر اپنی جان دے دے کر چلے گئے مگر تونے آج تک کسی کو اپنا دیدار نہیں کرایا، میں تجھ سے ستّر ہزار سال کا حساب لوں گا۔ ندا آئی کہ بایزید بسطامی، ہم تیرے جسم کے اسّی کروڑ حصّے کریں گے اور تیرے جسم کے ہر حصّے، ہر ہر ذرے کو اسّی کروڑ سال اپنا دیدار کرائیں گے۔ کہا کہ میرے محبوب میری چاہت یہی ہے۔

عابد عارف کا مقابلہ نہیں کرسکتا

اے میرے عزیزو! اپنے اپنے مقام کے اعتبار سے اس وحدہٗ لاشریک کا دیدار کریں گے، میرے عزیزو! آپ نے دیکھا ہوگا عابدین جو ہوتے ہیں وہ خوش ہوتے ہیں، عابدین جو ہوتے ہیں مسکراتے ہوتے ہیں، عابدین

جو ہوتے ہیں بے غم سے ہوتے ہیں، عارفین جو ہوتے ہیں غموں سے چور ہوتے ہیں غمگین رہتے ہیں اپنے دلوں میں غم چھپائے پھرتے ہیں۔ کیا عابدین عارفین کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے ہیں۔

جس طریقہ سے ایک ولی ایک نبی کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اسی طریقہ سے یک عابد یک عارف کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جیسے نبی کے اور ولی کے مقام کو فرق ہے سی طریقہ سے عابد کے عارف کے مقام کو فرق ہے، وہ عارفین ہیں جن سے دُنیا قائم ہے، عارفین عرشِ اعظم تک پرواز کرتے ہیں، مشرق سے مغرب تک کی پرواز کرتے ہیں، عارفین جو ہوتے ہیں اپنے دل میں چودہ طبق کو سمائے ہوئے ہوتے ہیں، عارفین کے سینے ساتوں زمین اور ساتوں آسمان بھی کچھ نہیں ہیں۔

عارفین تلوار کی دھار پر ہوتے ہیں

میرے عزیزو! عارفین رنگِ نبوت کو لیکر آتے ہیں جس کو اللہ ربّ العزّت عارف بناتا ہے، اس کو رنگِ نبوت عطا فرماتا ہے مگر اس میں آگے چل کر میرے عزیزو! دو چیزیں نکلتی ہیں ان عارفین میں اللہ ربّ العزّت کسی کو تکمیل الارشاد بنا دیتا ہے کسی کی بک لگا دیتا ہے اور کسی کی چپ لگا دیتا ہے۔ ایک میدان آتا ہے جسکو ہیبت کا مقام کہتے ہیں، اس ہیبت کے مقام میں پہنچکر میرے عزیزو! کوئی تو تکمیل الارشاد بن جاتا ہے اور کسی کی چپ لگ جاتی ہے کسی کی بک لگ جاتی ہے۔ میرے عزیزو! عارفین تلوار کی دھار پر ہوتے ہیں، عارفین مکڑی کے جالے پر ریل گاڑی چلاتے ہیں۔ ارے کیا مکڑی کے جالے پر ریل گاڑی چل سکتی ہے؟ عارفین کا بھی اتنا ہی نازک معاملہ ہوتا ہے جیسے کہ مکڑی

کے جالے کے ایک تار پر ریل گاڑی کو لے کر چلنا۔

عارفین کو تمام مخلوقات کا غم اور ان سے پیار ہوتا ہے۔

عارفین اپنے دلوں میں غم لئے پھرتے ہیں، اللہ کا غم لئے پھرتے ہیں، تمام مخلوق کا غم لئے پھرتے ہیں کیونکہ اگر ہمیں مدینہ سے محبّت ہے۔ اپنے آقا کے روضے سے محبت ہے تو مدینہ کی ہر گلی سے محبت ہے، اور اگر ہمیں کعبہ سے محبّت ہے تو مکّہ کی ہر گلی سے محبت ہے اگر ہمیں اللہ سے محبّت ہے تو اللہ کی ہر مخلوق سے محبّت ہے، سمجھ میں آئی بات؟

اگر ہمیں اپنے آقا سے محبّت ہے تو آقا کے شہر کے گرد و غبار سے بھی ہمیں محبّت ہے، جس شہر میں کعبہ ہے اس شہر کا گرد و غبار بھی ہمیں پیارا ہے، جہاں پر وحدہٗ لاشریک کی حکومت ہو اور وہاں پر جو بھی مخلوق ہو، ہمیں اس مخلوق کی ہر چیز پیاری ہے، اس لئے عارفین غمگین رہتے ہیں۔ معمولی سے کتے کی تکلیف کو بھی دیکھکر بے چین بے قرار ہو جاتے ہیں۔ کسی چوپائے، پنچھی، پرند کی تکلیف کو بھی دیکھکر عارف لرز جاتا ہے، اور یہ چاہتا ہے کہ ساری مخلوق کی تکلیف مجھ کو مل جائے، اور کسی مخلوق کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، یہاں تک کہ اس کا دل ہوتا ہے تمام مخلوق کا غم اُٹھانے کے لئے عارف تیار رہتا ہے مگر یہ نہیں چاہتا کہ اللہ ربّ العزّت کی مخلوق میں سے کسی کو تکلیف پہنچے۔

مثال کے طور پر اگر کسی سے محبت ہے تو اس کی اولاد سے بھی محبّت ہے اسکے در و دیوار سے بھی محبّت ہے، اپنے مُرشد سے محبّت ہے تو اس کی اولاد سے بھی محبت ہے جہاں پر بیٹھتا ہے ان جگہوں سے بھی محبّت ہے۔

اپنے مُرشد کی تمام چیزوں کا ادبؒ

میں تو جب اپنے مرشد کے یہاں حاضر ہوتا تھا تو اپنے مرشد کی جوتیوں کو دیکھکر تسلی دے لیتا تھا. جس جگہ پر میرے مرشد بیٹھتے تھے کبھی میرا پیر نہیں پڑا، وہ جگہ کبھی کبھی خالی ہوتی تھی مگر میں نے وہاں اپنا پیر نہیں رکھا. میں کبھی بغیر وضو کے پنے مرشد کی خانقاہ میں حاضر نہیں ہوا، میرے مرشد کی خانقاہ کے باہر سیب کے درخت بھی تھے، آلو بُخارے کے درخت بھی تھے، بہت سے لوگ توڑتے تھے کھاتے تھے، میں نے کبھی وہ بھی نہیں توڑے، میں نے کبھی وہ بھی نہیں کھائے، ورنہ لوگ بڑے بے باک ہوکر توڑتے اور کھاتے تھے.

میں نے یوں نہیں کھائے کہ کہیں میرے مرشد کو تکلیف نہ پہنچ جائے، میں نے اپنے مرشد کی زبان سے یہ نہیں سُنا ہے کہ تم اس چیز کو استعمال کرلیا کرو تو میں کیوں ان کو استعمال کروں. ایک مرتبہ ایک شخص نے دو آلو بخارے توڑ کر مجھے دینا چاہا، فوراً انکار کر دیا کہ نہیں تو نے میرے مرشد کے باغ سے بغیر اجازت کے توڑے ہیں، میں نہیں استمال کرونگا.

جب کسی چیز سے محبّت ہوتی ہے تو اس کی ہر چیز سے محبّت ہوتی ہے، یہ دُنیا کا کارخانہ کس کا ہے؟ اللہ کا. عارف تمام مخلوقوں کے غموں کو لئے پھرتا ہے، عارف یہ چاہتا ہے حقیقتہً اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ میرے رب کی ساری دُنیا جنّت میں چلی جائے ورسب کا عذاب تنہا میں لے لوں، خدا کی مخلوق کا ایسا درد ان کو ہوتا ہے کہ کوئی بھی جہنّم میں نہ جائے.

حضرت رابعہ بصریہؒ کے ناز کے مقام کا ایک واقعہ

اس پر مجھے رابعہ بصریہؒ کا واقعہ یاد آ گیا، ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ اللہ ربّ العزت جب جنتیوں کو جنّت میں بھیجیگا ور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیجیگا تو جہنّم کے دروازے پر کھڑی ہوجاؤنگی دیکھوں گی تو کس کو جہنم میں بھیجے گا.

یہ وہ عارفہ تھی جو اس وقت ناز کے مقام میں تھیں جب یہ کہہ رہی تھیں، ورنہ وہ جنّت میں بھی بھیجے گا اور جہنّم میں بھی بھیجے گا مگر اس کو غم تھا خدا کی مخلوق کا.

دوسرا واقعہ

ایک مرتبہ آگ اور پانی لئے بھاگی جارہی ہیں، پوُچھ رابعہ تو کیوں آگ اور پانی لے کر بھاگی جارہی ہے؟ کہا کہ جنّت میں آگ لگانے اور جہنّم کی آگ بجھانے جارہی ہوں. لوگ جنّت کے پیچھے بھاگے جارہے ہیں، میرے محبوب کا نام ہی نہیں لیتے. جنّت ہی کو کہتے رہتے ہیں، عبادت کرتے ہیں تو جنّت کی، عبادت کرتے ہیں تو دوزخ کی، میرے محبوب کا کہیں نام ہی نہیں لیتے. اس لئے نہ جنّت ہوگی نہ کوئی اس کا نام لے گا، نہ جہنّم ہوگی نہ اس کا کوئی ذکر ہوگا، یہ عارفوں کی بات ہے، عارف پنے محبوب سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور اپنے محبوب کی ہر چیز سے وہ ایسا تعلّق رکھتا ہے.

عارف اللہ کے سوا سب سے بے نیاز ہوتا ہے

میرے عزیزو! عارف غمگین ہوتا ہے غموں سے چور ہوتا ہے، عارف کی دنیا الگ ہی ہوتی ہے، عارف آپ لوگوں

کے سامنے تو مسکراتا ہے، مگر اندر اندر سے اس کا دل جو ہوتا ہے وہ روتا ہے اس کے ہونٹ مسکراتے ہیں کہ کہیں تم یہ نہ کہنے لگو کہ سیدھے منہ سے بات بھی نہیں کرتا ہے، نہیں تو اس کا دل اندر اندر سے روتا ہے، کسی کو ڈھونڈتا ہے کسی کی تلاش میں ہوتا ہے ورنہ یاد رکھو عارف اللہ کے سوا سب سے بے نیاز ہے، اگر عارف تم لوگوں سے تعلق رکھتا ہے تو تمہاری غرض سے رکھتا ہے، ورنہ عارف کسی سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔ عارف تو اپنے دل سے سب کو نکال چکا ہے، اپنے محبوب کو اپنا دل دے چکا ہے اپنے دل کو ویرانہ کر چکا ہے، کھنڈر کر چکا ہے، اس نے کھنڈر کر لیا اپنے محبوب کے لئے، ہر چیز کو توڑ پھوڑ کر درہم برہم کر دیا، کہ اے محبوب تو اپنی عمارت بنالے میں نے تیرے لئے دل خالی کر دیا یہ دل تیرا ہے۔

ہائے کیسے ہیں وہ لوگ جن کے تعلق اپنے محبوب سے ایسے ہیں کہ اپنے محبوب کے لئے بے چین اور بے قرار رہتے ہیں، ان سے اچھا کون ہو سکتا ہے دُنیا میں، انہی سے چاند اور سورج قائم ہیں، انھیں سے زمین اور آسمان قائم ہیں، وہی وارث الانبیاء ہیں کہ جو خداوند قدوس کیلئے اور اس کی مخلوق کے لئے بے چین اور بے قرار رہتے ہیں۔

عارف عبادت کر کے اپنے کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے

میرے عزیزو! عابد اپنی عبادت پر خوش ہوتا ہے، جنّت کی نعمتوں کو سُن سُن کر خوش ہوتا ہے، ہونا بھی چاہیئے یہ محمود ہے عبادت بہت اچھی چیز ہے ہونا چاہیئے مگر ایک بات اور بتادوں کہ عارف عبادت کر کے کیسا ہوتا ہے، عارف عبادت کرنے کے بعد اللہ کا فریضہ

ادا کرنے کے بعد ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ ایک عزّت دار عورت نے اپنی عزّت لٹا دی ہو اور اپنے کو وہ ایسا سمجھ رہی ہو کہ مجھ سے بے کار اس دنیا میں کوئی نہیں ہے، اے اللہ میں نے سجدہ کیا مگر پتہ نہیں کیسا کیا تیرے سامنے جھکا مگر پتہ نہیں کیسا جُھکا۔ اپنے کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے اور کہتا ہے میرا سجدہ سب سے بیکار رہا، میری عبادت سب سے بیکار رہی، میں سب سے نکمّا رہا، عارف اپنے کو سب سے نکما سمجھتا ہے، عارف اپنے کو سب سے کمزور سمجھتا ہے، عارف اپنے کو سب سے بیکار سمجھتا ہے۔

یہی وہ مقام ہے کہ جب انسان اس مقام کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اللہ کا ہو جاتا ہے، جو کچھ نہ کر کے اپنے کو بیکار سمجھتے ہیں وہ تو ہیں ہی بیکار مگر جو سب کچھ کر کے اپنے کو بیکار سمجھے یہی وہ مقام ہے کہ:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

عارفین کے دل اور ان کی روح اپنے محبوب کے پاس ہوتے ہیں

عابد اپنی پیشانی پر سجدہ دیتا ہے عارف اپنے دل پر سجدہ دیتا ہے، عابد کعبہ کے سامنے سجدہ کرتا ہے، عارف عرشِ اعظم پر اپنے دل کو بچھا دیتا ہے، غور کیجئے ان چیزوں پر ہائے کیسے تھے وہ لوگ کہ جن کو محبوبِ حقیقی کی معرفت حاصل تھی، عارفین اپنے محبوب کے لئے بے چین اور بے قرار رہتے ہیں، ایسے لوگوں کی پیشانی کو بوسہ دینا چاہیئے، ایسے لوگوں کے دلوں کو تلاش کرنا چاہیئے کہ اُن کا دل جسم کے کس حصہ میں چھپا ہوا ہے، اس کا دل یہاں ہے یا کہیں اور ہے؟ کیوں

عارف کا صرف ڈھانچہ یہاں ہوتا ہے، جسم کا ڈھانچہ دُنیا میں ہوتا ہے اس کا دل اس کی رُوح تو اپنے محبوب کے پاس ہوتی ہے، جسم کا ڈھانچہ دنیا میں یوں ہوتا ہے کہ جسم مٹی کا بنا ہوا ہے اور دُنیا بھی مٹی کی بنی ہوئی ہے اور جس چیز کا جس چیز سے تعلق ہوتا ہے وہ اس کے ساتھ رہتی ہے، مگر دل اللہ رب العزت کی امانت ہے، رُوح اپنے رب کی دیوانی ہے، جس کی رُوح خداوند قدوس کی دیوانی بن گئی ہے اور جس کا دل اپنے محبوبِ حقیقی کیلئے عرشِ اعظم بن گیا ہے ارے وہ تمہیں کہاں ملیگا ڈھونڈنے سے۔

میں تو صرف اپنے محبوب کی فکر دلانا چاہتا ہوں

میرے عزیزو! اسکی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کیجئے، ہر چیز سے اپنے دل کو، سوا اللہ سے پاک کر لیجئے۔ میرے عزیزو! میں تعویذ گنڈوں کے لئے نہیں بیٹھا کبھی آپ لوگ یہ سمجھیں اس سے میں بیزار ہوں، مجبوراً قلم اُٹھانا پڑتا ہے ورنہ مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ میرے رب کو ان چیزوں سے کوئی تعلق ہے میں تو صرف اپنے محبوب کی فکر دلانا چاہتا ہوں آپ لوگوں کو کہ تمکو میرے محبوب کی فکر پیدا ہو جائے، جب محبوبِ حقیقی کی فکر ہو جائے گی تو پھر وہ محبوبِ حقیقی تمہارے دلوں کا کعبہ بن جائے گا، تعویذ بن جائے گا کیا ان تعویذ گنڈوں میں رکھا ہے؟ کیا ملے گا ان میں؟ اس لئے مجھے مجبور بھی نہ کیا کریں تعویذ گنڈوں کے لئے، بس میرے محبوب سے تعلق جوڑو اور اسی سے مانگو، دل چاہا کرے دُعا میں اگر شریک ہو جایا کرو، ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے میں بھی مانگ لیتا ہوں آپ لوگوں کیلئے بھی مانگ لیتا ہوں کہ پتہ نہیں کس وقت کی کونسی دُعا قبول ہو جائے۔

تمام نبیوں کے دل ماسوا اللہ سے پاک تھے

میرے عزیزو! اپنا عقیدہ صحیح کیجئے تمام نبیوں کا عقیدہ یہی تھا جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ تمام کے تمام نبی اللہ رب العزت کے دیوانے تھے، تمام کے تمام نبیوں کے دل ماسوا اللہ سے پاک تھے، تمام نبی دُنیا میں اللہ رب العزت کے لئے آئے، تمام نبیوں نے دنیا میں اللہ رب العزت سے تعلق پیدا کیا، تمام کے تمام نبی اللہ رب العزت کے عاشق اور دیوانے تھے، پس ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ ہم اپنے محبوبِ حقیقی کے عاشق بنیں ہم اس کے دیوانے بنیں ہم اسکے مستانے بنیں، ہم اسکے پروانے بنیں۔

محبوبِ حقیقی کی معرفت، معیت اور اُس کے قرب و اُنس کے موتی ملیں گے

وہی ہماری منزل ہے وہی ہمارا مقصود ہے وہی ہمارے دلوں کا راز ہے، وہ ہمارے لئے کافی ہے، کیوں کوڑے کرکٹ کے پیچھے پڑ رہے ہو، کیوں گلی کوچوں کا کوڑا اکٹھا کرتے ہو، ہیرے اور موتی تلاش کرو، محبوبِ حقیقی کو تلاش کرو، تمکو ہیرے اور موتی ملیں گے، معرفت کے موتی ملیں گے، عشق کے موتی ملیں گے، قرب کے موتی ملیں گے، اُنس کے موتی ملیں گے، محبوبِ حقیقی کی معیت کے موتی ملیں گے، اگر بات سمجھ میں نہیں آرہی ہو تو سمجھ میں آجائے گی آگے چل کر اس محبوبِ حقیقی سے تعلق پیدا کیجئے، اس محبوبِ حقیقی کے دیوانے بنئے۔

اپنے محبوبِ حقیقی کی فکر پیدا کیجئے اپنی فکر چھوڑ دیجئے

اگر تم لوگ سمجھدار ہو، عقلمند ہو دانشور ہو، ہوشیار ہو تو اپنے محبوبِ حقیقی کو تلاش کیجئے،

اپنے محبوب کی فکر پیدا کیجئے، اپنی فکر چھوڑ دیجئے، بس ہمارا محبوب ہمیں کیسے ملیگا کہاں ملے گا، کس طریقے سے ملے گا، کون سی باتوں سے ملے گا، کونسا طریقہ اختیار کرنے سے ملے گا، اور ان سب باتوں کے لئے عارف باللہ لوگوں سے تعلق پیدا کیجئے اور ان کی باتوں پر عمل کیجئے، ان کی باتوں کو دل کے کانوں سے سُنئے اور ان پر عمل کیجئے انشاء اللہ محبوب حقیقی تک تمہاری رسائی ہوجائے گی۔

عابد عبادت پر بس کرتا ہے مگر عارف محبوبِ حقیقی کے عشق وتعلق کی وجہ سے پرواز کرتا ہے

میرے عزیزو! عابد اپنی عبادت پر خوش ہوتا ہے نازکرتا ہے، عارف اپنی عبادت پر غمگین ہوتا ہے کیونکہ عارف کا آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے افضل واعلیٰ ہے۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ مومن کی آنے والی نماز گزری ہوئی نماز سے افضل اور اعلیٰ ہے، مومن کا آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ یہ شان اللہ رب العزت ان عارفین کو عطا کرتا ہے۔ عابد تو اپنی عبادت پر لگا ہوا بس کر رہا ہے مگر عارف اپنے محبوب حقیقی کے عشق اور تعلق کی وجہ سے پرواز کرتا ہے جو مشاہدہ آج ہے وہ کل نہیں ہے جو کل ہے وہ پرسوں نہیں جو پرسوں ہے وہ ترسوں نہیں، اسی طریقے سے اسکا مشاہدہ بڑھتا چلا جاتا ہے، اس لئے اسکا ہر روز ایک نیا خدا ہوتا ہے۔

کہیں ان باتوں کو غلط نتیجہ پر نہ لے جائیں

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر روز ایک نیا مشاہدہ ہوتا تھا، اس لئے ستر بار استغفار کرتے تھے ونعوذ باللہ میرے

نبی گنہگار نہیں تھے کہ ان کو استغفار پڑھنے کی ضرورت پڑتی مگر جو مشاہدہ آج ہے کل ایک الگ مشاہدہ ہوتا تھا، جو کل تھا پرسوں کچھ اور مشاہدہ ہوتا تھا، کہیں غلط اندازے نہ لے جائیں، ان باتوں کا بہت سے جاہل قسم کے جنگلی کھوپڑی صحیح نہیں ہے غلط اندازے لے لیتے ہیں، اور جو سمجھدار ہیں اپنے اللہ سے تعلق پیدا کرتے ہیں، اپنے محبوب سے انس پیدا کرتے ہیں، اپنے محبوب کے لئے بے چین اور بے قرار رہتے ہیں، اپنے محبوب کی فکر میں رہتے ہیں۔

عارف کا ایک ساعت کا غور وفکر عابد کی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے

عارف کا ایک ساعت کا غور وفکر کرنا عابد کی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے، مفتی صاحب بیٹھے ہیں ان سے معلوم کر لیجئے، غور کیجئے عارف کا کیسا مقام ہوگا، عارفین بنئے، سالکین بنئے، پھر معلوم ہوجائے گا آپ کو کہ اگر یہ دونوں چیزیں آپ کو مل گئیں، عارفین اگر بن گئے، سالکین بھی اگر آپ بن گئے پھر آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ کیا چیز ہے۔

سلوک اور سلیقہ پیدا کیجئے

سلوک پیدا کیجئے جب تک تم سلوک پیدا نہیں کروگے عارف نہیں بنوگے، ایک سلیقہ اختیار کیجئے کسی بھی دین و دنیا کے معاملے میں اُن جُھل معاملہ نہیں ہونا چاہیئے، ایک انسان پاجامہ پہنتا ہے، ایک پائنچا اونچا ایک نیچا، سلیقہ ہے؟ ارے بولو سلیقہ ہے؟ کیوں نہیں دونوں پائنچے برابر ہوئے ہیں۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک بادشاہ

حضرت مرزا جانِ جاناں علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک بادشاہ آیا اور کہا کہ حضرت پانی پینا ہے پانی پلوا دیجئے، کہا کہ کوئی یہاں کسی کا نوکر نہیں ہے وہ گھڑا رکھا ہے پانی پی لو، وہ اٹھا اور اس کے اوپر جو پیالہ رکھا تھا اس میں پانی نکالا، اور پی لیا اور پیالا پھر گھڑے کے اوپر رکھدیا تو حضرت نے اس کو سخت ڈانٹا، کہا کہ بدتمیز تجھکو بادشاہ کس نے بنایا ہے۔ تجھکو پیالا بھی ڈھکنا گھڑے پر نہیں آتا ہے، تو نے ترچھا پیالہ گھڑے پر رکھدیا ہے، جب تو پیالہ صحیح طریقہ سے نہیں رکھ سکتا تو حکومت کیا چلا سکتا ہے؟

تم کو سلوک اور سلیقہ نہیں آیا تو تم عارفین سالکین کیا بنو گے

تمکو کرتا پہننا صحیح طریقے سے نہیں آتا، تمکو پاجامہ پہننا صحیح طریقے سے نہیں آتا، تمکو بیوی بچے صحیح طریقے سے رکھنے نہیں آتے، اپنے گھر میں رہنے کا صحیح طریقہ تمکو نہیں آتا تم عارفین سالکین کیا بنو گے۔

مومن کی دین و دنیا کی ہر چیز سلیقے سے ہوتی ہے

سلیقہ پیدا کیجئے اپنی زندگی کے اندر، مومن اَلل ٹپّل نہیں ہوتا ہے کہ یونہی خواہ مخواہ اُٹل جھلل پاجامہ بنالیا، کرتا بن لیا۔ اُٹل جھلل بیوی بچوں کو رکھ لیا، اُٹل جھلل یونہی زندگی گزار لی، پاگل اور بے وقوف ہیں وہ لوگ۔ مومن بڑا سمجھدار ہوتا ہے، عاقل ہوتا ہے، سالک ہوتا ہے، ساری چیزیں سلیقے سے ہوتی ہیں مومن کی۔ آج

مسلمانوں نے ان سب چیزوں کا نام مومن رکھ لیا ہے، جن کے منھ دھلے ہوئے نہیں ہیں، جن کو کرتا پاجامہ پہننے کا سلیقہ نہیں ہے، اس کو کہتے ہیں وہ مومن آرہا ہے سامنے سے دیکھ لو۔

ارے مومن ایسا ہوتا ہے بے وقوف سا؟ مومن بڑا عاقل سمجھدار ہوتا ہے اس کی ہر چیز سلیقے سے ہوتی ہے، دین و دنیا کی ہر چیز اس کی بڑے سلیقے سے ہوتی ہے۔

عارفین جوں جوں اپنے محبوب کے قریب پہنچتے ہیں درمیان کے پردے ہٹتے چلے جاتے ہیں

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ میرے محبوب کی ہر ساعت میں شان نرالی ہے، ہر آن میں شان نرالی ہے، ہر لمحہ میں شان نرالی ہے جو لمحہ گزر گیا اس لمحہ میں نرالی ہے اگلے لمحہ میں نرالی ہے، ہر لمحہ میں نرالی ہے، قرآن خود کہہ رہا ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ شک کرنے کی گنجائش ہی کیا ہے۔

عام لوگوں کا ایک خدا ہوتا ہے عارفین کا ہر روز ایک نیا خدا ہوتا ہے وہ اپنی عبادت کے ذریعہ سے، اپنی معرفت کے ذریعہ سے جب پرواز کرتے ہیں، جوں جوں اپنے محبوب کے قریب پہنچتے ہیں درمیان کے پردے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔

عارفین محبوب حقیقی کے عشق کی تلوار سے ہلاک ہو ہو کر چلے جاتے ہیں مگر اللہ کی ذات کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ پاتا ہے

بندے اور اللہ کے درمیان میں ستّر ہزار پردے ہیں اور ان پردوں کو جو طے کرنے والا ہے وہ عارف ہی ہے کوئی اور

طے نہیں کرسکتا، عارف کو جب پرواز مل جاتی ہے تو وہ ان پردوں کو طے کرتا ہے اور ان کو طے کرنے کے لئے میرے عزیزو! عمر طویل چاہیئے۔ کہتے ہیں ایک پردے سے دوسرے پردے تک جانے کے لئے ستّر ہزار سال چاہیئیں، اور ستّر ہزار پردے ہیں کہاں اتنی عمر ہے کسی کی، کسی کی عمر ستّر سال کی ہے؟ سات سو سال کی ہے؟ پھر ان کو کیسے طے کرے گا عارف پرواز کرتا ہے اپنے محبوب کی طرف بڑھتا ہے، دو پردے ہٹ گئے، چار پردے ہٹ گئے، چھ ہٹ گئے، دس ہٹ گئے، بیس ہٹ گئے، پردے ہٹتے چلے گئے، روشنی آتی چلی گئی، دو کلو میٹر چل گئے، چار کلو میٹر چل گئے، دس بیس چالیس کلو میٹر دور سے بھی ممبئی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں، جدّہ سے ہی مکّہ، مدینہ کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔

اے میرے عزیزو! وہ جدّہ میں پہنچتا ہے اور پرواز ختم ہو جاتی ہے۔ اے میرے عزیزو! عارفین اپنے محبوب کے عشق کی نور سے ہلاک ہو ہو کر چلے جاتے ہیں مگر حقیقتًہ وہاں پر کوئی نہیں پہنچ پاتا۔

تو میرے عزیزو! اپنے محبوب سے سچّا تعلق پیدا کیجئے، اللہ ربّ العزّت کی نسبت حاصل کیجئے، اور اپنا عقیدہ اپنے محبوب پر ہی رکھئے کسی اور پر مت رکھئے، اللہ ربّ العزّت ہمکو اپنی فکر عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مُنیر عالم نقشبندی مجدّدی
کرت پور

مجلس نمبر ۹

اخلاق انسان کا بہترین زیور ہے

حضرت شاہ مُنیر عالم صاحب نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۸، ذیقعدہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۹ نومبر ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ مُنیریہ مجدّدیہ) کرت پور بسی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ۔
شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہ منیریہ
محلہ کارستھان قصبہ کرت پور بسی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر 09412486152 09997414108
فون نمبر 01341 240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۹

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (سورہ قلم پارہ ۲۹)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم۔

اخلاق انسان کا بہترین زیور ہے

میرے عزیزو! اخلاق انسان کا بہترین زیور ہے، اللہ رب العزت نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اخلاق کی وہ دولت عطا کی تھی جس کے ذریعے اللہ اور اسکے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے دُنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کی، اللہ کے اور اپنے منوانے کے لئے تلوار استعمال نہیں کی اور نہ کسی قسم کی کوئی طاقت استعمال کی، بلکہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کا وہ نمونہ پیش کیا جس کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو جیتا، کافروں، مشرکوں، یہود ونصاریٰ کے قلوب کو کھینچا اپنے اخلاق وکردار سے اللہ کے اور اپنے ماننے اور چاہنے والے پیدا کردیئے۔

اللہ رب العزت نے قرآن پاک کے اندر خود ارشاد فرمایا ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (سورہ قلم پارہ ۲۹) کہ ہم نے آپ کو بہترین اخلاق دے کر بھیجا ہے۔

اللہ رب العزت نے تمام انبیاء علیہم السلام کو اخلاق کریمانہ کی دولت سے نوازا تھا، اور اب بھی اللہ رب العزت جس کو پیار کرتا ہے اس کو اچھے اخلاق کی دولت سے

نوازتا ہے، انسان کے پاس عمدہ اخلاق کا ہونا بہت بڑی دولت ہے۔

بہت سے لوگ راتوں کو نفلیں پڑھتے ہیں، دنوں کو روزہ رکھتے ہیں پھر بھی روحانی منزل آگے نہیں بڑھا پاتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ضروری ضروری عبادت کرتے ہیں مگر ان کے اخلاق اچھے ہیں تو ان اخلاق کی وجہ سے ان کی سواریاں ان عبادت گزاروں سے آگے پہنچ جاتی ہیں۔ انسان بہت سی عبادت کرتا ہے مگر کوئی اچھا اخلاق و کردار اسکے پاس نہیں ہوتا ہے تو وہ آگے نہیں بڑھ پاتا ہے۔

ارے جب اللہ کی عبادت کرنے سے اخلاق اس کے پاس نہیں آیا تو اللہ کی محبت، اسکا انس، اس کی معیت کہاں سے آجائے گی؟ دیندار ہونے کی یہ بھی ایک پہچان ہے کہ اس کے اخلاق عمدہ ہوں، مزاج میں تکبر نہ ہو، گھمنڈ نہ ہو، ریاکاری نہ ہو، بناوٹ نہ ہو۔

اور تکبر کس چیز کا؟ گھمنڈ کس چیز کا؟ جبکہ یہ انسان دو شرمگاہوں سے نکل کر آیا ہے، جسکی پیدائش ایسی ہو پھر اسکو تکبر اور گھمنڈ کہاں زیب دیتا ہے، جو دن میں دو چار بار پاخانہ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہو، اللہ رب العزت خود اسکو دکھلا رہا ہے، غور کرو یہ جو میں پاخانہ صاف کر رہا ہوں تو میں کیا کر رہا ہوں؟

اپنی حقیقت کو پہچانو! اس پر غور کرو، میں دو شرمگاہوں سے نکل کر آیا ہوں، کسی جھاڑ جھونڈ سے، کسی دریا سے، کسی میوے سے نکل کر نہیں آیا ہوں بلکہ میری پیدائش دو شرمگاہوں سے ہے۔ پھر کیسا تکبر؟ کیسا گھمنڈ؟ کیسی بناوٹ؟ کیسی ریاکاری؟ انسان اپنے اخلاق اور اپنے کردار سے اپنے محبوبِ حقیقی کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اخلاق کا واقعہ

اللہ رب العزت نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے عمدہ اخلاق عطا کئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو وہ اخلاق اور وہ کردار عطا کیا تھا کہ جسکی مثال نہیں ملتی۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مڈبھیڑ ایک کافر سے ہو گئی، جب آپ اس دشمن خدا کو نیچے دبا لیتے ہیں اور اس کی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اس کی گردن کاٹنا چاہتے ہیں تو وہ دشمن اپنی جان بچانے کے لئے آپ کے چہرے پر تھوک دیتا ہے، حالانکہ اس وقت تلوار اور تیز ہو جانی چاہیئے تھی، آنکھیں آگ بگولہ ہو جانی چاہیئے تھیں، غصے کی رفتار بڑھ جانی چاہیئے تھی مگر میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جام پلا دیا تھا کہ جس کے ذریعہ سے نہ تکبر تھا، نہ گھمنڈ تھا نہ نفسانیت تھی، نہ اپنا بدلہ لینے کی چاہت تھی، آپ نے اسکو فوراً چھوڑ دیا اور نیچے اتر آئے۔

اس شخص نے کہا اے علی (کرم اللہ تعالی وجہہ) تو طاقتور ہونے کے باوجود، مجھے دبا لینے کے باوجود، میرا کام تمام کر دینے پر قادر ہونے کے باوجود تو میری چھاتی پر سے ہٹ گیا اس کی وجہ کیا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا، کہ پہلے دشمنی اللہ کے لئے تھی مگر جب تو نے میرے چہرے پر تھوک دیا تو میں اس لئے ہٹ گیا کہ کہیں تجھے قتل کرنے میں میرے نفس کا غصہ شامل نہ ہو، میرے نفس کا تقاضا نہ ہو، میرا تکبر نہ ہو، میرا گھمنڈ نہ ہو، کہیں میری اپنی ذات کے لئے بدلہ نہ ہو، بس اسی لئے میں نے تجھکو چھوڑ دیا۔

دیکھئے کیسے با خلق جاں نثار صحابہ (رضی اللہ عنہم وارضاہم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے۔ آج اگر کوئی انسان معمولی سی حرکت ہمارے ساتھ کر دیتا ہے تو بار بار اس سے بدلہ لینے کی کوشش کرتے ہیں، بار بار اس کو تکلیفیں دینے کی کوشش کرتے ہیں، بار بار اس کو ستاتے ہیں، اس کی نسلوں کو ستاتے ہیں، اس کے چاہنے والوں کو ستاتے ہیں۔

میرے عزیزو! غور و فکر کیجئے کہ ہماری حقیقت کیا ہے؟ ہم کس چیز سے بنے ہیں، کاشتکار اپنے پاخانے کو پیارے اپنے کھیت میں لے جا کر ڈالتا ہے، اور اس کے ڈھیر کو، پیارے بیٹے کو، پیاری بیوی کو، پیارے ماں باپ کو جلدی سے اٹھا کر کھیتوں سے بچا کر الگ ایک گڑھے میں ڈال دیتا ہے، کہ تو کھیت میں ڈالنے کے بھی قابل نہیں ہے، عبرت کے لئے یہی کافی ہے کہ میں کھیت میں ڈالنے کے بھی قابل نہیں ہوں، میں دو شرمگاہوں سے پیدا ہوا ہوں۔ میں صبح سے شام تک دو، چار، چھ بار اپنے ہاتھ سے اپنی شرمگاہیں صاف کرتا ہوں، اس کا تکبر ختم کرنے کے لئے اس کے اندر عاجزی اور انکساری پیدا کر دینے کے لئے یہی دو تین چیزیں کافی ہیں بشرطیکہ ہم غور و فکر کریں۔

جو انسان با اخلاق ہوتا ہے راستے بھی اُس کے لئے دُعائیں کرتے ہیں

میرے عزیزو! یہ تو اللہ رب العزت کا پتہ ہے کہ ہم کیسے بھی ہیں مگر اس نے ہمیں ایک سوجھ بوجھ دی ہے اب وہ جیسی بھی ہے مگر ہے، کیونکہ الحمد للہ ہم اپنے محبوب ہی کی باتیں کرتے ہیں، اپنے محبوب ہی کی باتیں سنتے ہیں اور ان سے ہمیں ایک انس پیدا ہوتا ہے، لغویات سے ایک نفرت سی پیدا ہوتی ہے، بیزاری پیدا ہوتی ہے اگر کہیں

راستوں وغیرہ میں ناشائستہ الفاظ اچانک کانوں میں پڑ جاتے ہیں تو دل کے اندر ایک بے چینی اور بیقراری سی پیدا ہوتی ہے، اگر ایسا ہے تو سمجھ لو ایمان کے اندر اجالا ہے، ایمان کے اندر اُجالا ہے، اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ اور تمہاری زبان خود گالی گلوچ کے اندر مُبتلا ہے، تم خود گالی گلوچ اور ناشائستہ الفاظ پر اُتر آتے ہو تو تم سمجھ لو کہ ایمان کے اندر روشنی نہیں ہے، تمہارے پاس اخلاق نہیں ہے بلکہ تم بداخلاق ہو تم با اخلاق نہیں ہو۔

انسان کی زبان خود ہی بتلا دیتی ہے کہ یہ بداخلاق ہے یا با خلق ہے، کسی بھی طرح کی گندی بات یا گندی عادت کا ہونا غیبت، چغلخوری، جھوٹ، اپنے کو بڑا سمجھنا، اپنی زندگی میں دکھلاوا اور ریاکاری کا ہونا، اگر یہ سب چیزیں ہیں تب بھی یاد رکھ لیجئے کہ یہ با اخلاق نہیں ہے بداخلاق ہے۔

غور و فکر کیجئے، اپنی زندگی پر نظر ڈالئے، ہمیں اللہ نے اپنے لئے بنایا ہے، انسان بنایا ہے اور اپنا نام لیوا بنایا ہے، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے والا بنایا ہے، اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم بداخلاق نہ بنیں با اخلاق بنیں، جو انسان با اخلاق ہوتا ہے راستے بھی اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں، راستے بھی اس کے انتظار میں ہوتے ہیں کہ کوئی اچھا انسان، با اخلاق انسان ادھر سے گزر جائے۔

اور جو انسان بداخلاق ہوتا ہے، بدکردار ہوتا ہے، اس کی زبان گندی، گالی گلوچ والی ہوتی ہے، تو زمین بھی یہ کہتی ہے کہ کہاں سے میرے اوپر آ گیا، کہاں سے اس کا بوجھ میرے اوپر پڑ گیا، زمین اس سے نفرت کھاتی ہے، ہوائیں و فضائیں بھی اس سے نفرت کھاتی ہیں، جب انسان ایک بار اپنی زبان سے گندہ لفظ نکالتا ہے

گالی گلوچ، غیبت، چغلخوری، جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کی بدبو کی وجہ سے اس شخص سے چالیس قدم دُور ہٹ جاتے ہیں۔

فرائض پر اکتفا کرنے والا با اخلاق انسان قائم اللّیل، صائم النّہار بد اخلاق سے بہت بہتر ہے

جب تک انسان غیبت، چغلی کرتا رہتا ہے اس وقت تک اس کے اچھے اعمال جن کی غیبت کر رہا ہے ان کے اعمال ناموں میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں بہت سے لوگ میدانِ محشر میں بہت بڑے بڑے نیکیوں کے پہاڑ لیکر جائیں گے اپنی عبادتوں کے بہت بڑے بڑے تودے لیکر جائیں گے، بڑے بڑے انبار خیر کے لیکر جائیں گے، مگر وہ پہاڑ وہ تودے، وہ انبار ان کے کچھ کام نہ آئیں گے، ان کی بداخلاقی، ان کی گالی گلوچ، ان کی غیبت اور چغلیاں ان کے سب اعمالِ صالحہ کو برباد کردینگی اور انکے پاس کچھ بھی نہ رہیگا وہ محتاج رہ جائیں گے۔

میں نے ابھی آپ کو بتایا کہ بہت سے لوگ راتوں کو عبادت کرتے ہیں، دنوں کو روزہ رکھتے ہیں مگر اخلاقِ حسنہ ان کے پاس نہیں ہیں اور بہت سے لوگ صرف فرائض پر اکتفا کرتے ہیں مگر با اخلاق ہیں با کردار ہیں، خدمتِ خلق میں لگے ہوئے ہیں، ان کے گھوڑے ان بداخلاق قائم اللیل صائم النہار لوگوں سے آگے ہیں، ان کی رفتاریں بہت تیز ہیں۔

وہ اپنے اچھے اخلاق اور کردار کی وجہ سے وہ مراتب حاصل کر لیتے ہیں جو انسان لغویات میں پڑ کر عبادت سے حاصل نہیں کر پاتا۔ لغویات تو میرے عزیزو! انسان کو پیچھے ہٹا دیتی ہیں، چاہے وہ لغویات کسی بھی طرح کی ہوں، قولی ہوں، فعلی ہوں

ظاہری ہوں، باطنی ہوں، کیسی بھی کیوں نہ ہوں کوئی جانے نہ جانے اللہ تو جان رہا ہے، وہ تمہاری نظروں کو دیکھ رہا ہے، وہ تمہارے دلوں کے ارادوں کو دیکھ رہا ہے، تمہارے دل کی چسکیوں کو دیکھ رہا ہے کہ دل کس چیز میں چسکی لے رہا ہے، کوئی انسان نہ جانے مت جانو، انسان تھوڑے ہی تمہارے مقامات آگے بڑھائینگے یا تمہارے پیچھے عمل آگے بڑھائیں گے۔ مقامات بڑھانے والی تو اللہ رب العزت کی ذات ہے۔

اگر تم آگے بڑھنا چاہتے ہو تو تمکو چاہیئے کہ با اخلاق بنو، با کردار بنو، اپنا وقت کسی کی غیبت اور چغلی میں مت گزارو، جتنی دیر تم ان ناپاک باتوں میں لگے رہتے ہو، اتنے وقت اپنے محبوبِ حقیقی کا ذکر کر لیا کرو، اپنے اللہ کا ذکر کر لیا کرو۔ تمہاری زبان پر گالی گلوچ آئیں اس سے بہتر یہ ہے اور بہتر ہی نہیں اچھا اور ضروری یہی ہے کہ تم اپنی زبان کی ان سے حفاظت کرکے اپنے محبوب کا پیارا نام لے لیا کرو تمہارے مراتب بڑھ جائیں گے۔

اپنی زبانوں کو تم ناشائستہ باتوں سے بچاؤ، ناشائستہ الفاظ سے بچو، ہماری یہ زبان اس لئے نہیں ہے کہ ہماری اس زبان پر ناشائستہ الفاظ آئیں، اس پر تو بہترین سے بہترین اور عمدہ سے عمدہ کلمات آنے چاہییں، وہ وہ الفاظ اس زبان پر آنے چاہییں کہ اگر ان کو لکھکر آسمان پر لٹکا دیا جائے اور دنیا کا اچھے سے اچھا انسان ان الفاظ کو پڑھے تو وہ اس کو پسند آجائیں۔

ہماری زبان کا ہر ہر لفظ دو ٹول، بہت ہی پرکھنے والا ہونا چاہیئے، انسانوں کو بھی پسند ہو، جنت کو بھی پسند ہو، فرشتوں کو بھی پسند ہوں اور جب ان کو

پسند ہوگا تو پھر تمام مخلوقوں کو وہ الفاظ پسند ہوں گے، اور پھر اللہ رب العزت کو بھی پسند ہوں گے، اور اللہ رب العزت اگر کسی کی کسی بات کو پسند فرمالے تو بس اسکا بیڑہ پار ہے، منزل آسان ہے۔

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ خدا کی مخلوقیں تمہارے لئے دعائیں کریں تو تم بااخلاق بنو۔

دُنیا کیا کہہ رہی ہے اس کے پیچھے نہ پڑیئے، دنیا کا کام تو کہنے کا ہے ہی یہ تو کہتی آئی ہے، کہتی رہتی ہے اور کہتی رہے گی اگر تم اس کے پیچھے پڑو گے تو تم کچھ بھی نہ بن پاؤ گے، ان سب چیزوں کو چھوڑ دیجئے، بس اپنا کام کرتے رہیئے اپنے محبوب کی پسندیدہ چیزوں کو اپنایئے، اپنے کو سنواریئے، اپنے کو بہترین اخلاق سے مزین کیجئے۔ انسان کا بہترین زیور جو ہے وہ اچھا اخلاق ہے، جس سے انسان کے اندر خوبصورتی پیدا ہوتی ہے، انسان کے اندر ہر چیز کی کشش پیدا ہوتی ہے۔ اگر تم یہ چاہو کہ فرشتے تم سے ملاقات کریں، فرشتے تمہارے لئے دعائیں کرنے لگیں، فرشتے بھی تمہارے منتظر ہیں، خدا کی تمام مخلوقیں تمکو دعائیں دیں، ساری مخلوقیں تم سے محبت کرنے لگیں تو تمکو چاہیئے کہ تم بااخلاق بن جاؤ، تمہاری زبانوں سے کبھی ناشائستہ اور برے الفاظ نہ نکلیں۔

جیسے کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کبھی کوئی گندہ لفظ نہیں نکلا، کبھی کوئی برا لفظ نہیں نکلا، اور جو اچھے انسان ہوتے ہیں ان کی زبانوں سے کبھی بھی گندے الفاظ نہیں نکلتے ہیں، ان کی زبانوں پر کبھی ناپاک الفاظ آتے ہی نہیں ہیں، اگر کبھی اچانک ہی آ بھی جاتے ہیں تو توبہ استغفار کرتے ہیں اور اپنے

محبوب سے ڈرتے ہیں، اس سے معافی تلافی کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔

اپنی حقیقت کو پہچانیئے

میرے عزیزو! اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اپنی حقیقت کا پتہ نہیں ہے، اگر ہمیں اپنی حقیقت کا پتہ چل جائے ہم کیسے پیدا ہوئے؟ کہاں سے پیدا ہوئے؟ کس چیز سے ہم بنے؟ وہ منی کا قطرہ، جو کپڑے پر لگ جائے تو دیکھنے سے بھی گھن پیدا ہو، انسان اس سے بنا ہوا ہے جس کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے، ان شرمگاہوں سے پیدا ہوا ہے۔

اور اپنی ناپاکی عام طور سے انسان اپنے ہی ہاتھوں سے صاف کرتا ہے، گھر میں عموماً کپڑے دھونے والا، جھاڑو لگانیوالا، پانی بھرنے والا تو ہوتا ہے مگر شرمگاہوں کی صفائی اپنے آپ ہی انسان کرتا ہے۔

ان چیزوں پر غور کیجئے، عبرت حاصل کیجئے، اپنی حقیقت کو پہچانیئے کہ ہماری حقیقت کیا ہے، جس نے اپنی حقیقت کو پہچان لیا اس نے اپنی منزل کو پالیا، اور جس نے اپنی حقیقت کو نہیں پہچانا اس نے اپنی منزل کو نہیں پایا۔

آج کے دور میں، غفلت، تکبر، گھمنڈ، بناوٹ، ریاکاری بہت نظر آرہی ہے جس نے انسان کو ہلاک کر رکھا ہے، اس میں اصل وجہ یہی ہے کہ آج انسان اپنی حقیقت سے ناواقف ہے، اسلئے اپنی حقیقت کو پہچانو۔

اور انسان اپنی حقیقت کو تب ہی پہچان سکتا ہے جبکہ اہل حقیقت کے پاس اس کا آنا جانا ہو، اہل طریقت کے پاس ان کا اٹھنا بیٹھنا ہو، اہل معرفت کے ساتھ ان کی وابستگی ہو۔

شیطان ہر وقت تکبّر اور گھمنڈ کا انجکشن بھرے ہوئے اس مسلم کیساتھ رہتا ہے کہ موقع ملتے ہی اس کے اندر نہیں سے لگادوں، اس دُنیا میں سب سے پہلا گناہ تکبّر کا گناہ ہے، شیطان نے سب سے پہلے اس گناہ کو کیا اور ہمیشہ کے لئے مردُود ہوگیا ہے۔

تکبّر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

تکبّر نے عزازیل (شیطان) کو ذلیل وخوار کردیا اور ہمیشہ کے لئے لعنت کے قیدخانے میں اس کو ڈال دیا۔ مفتی محمد ساجد صاحب بیٹھے ہیں اور بھی کئی عالم یہاں پر بیٹھے ہیں، شیطان نے تکبّر کیا تھا کہ میں نے اتنے سال عبادت کی (مواعظ حکیم الامت میں ایک قول چار لاکھ سال اور ایک بارہ لاکھ سال کا نقل کیا گیا ہے) ریزے ریزے پر میں نے عبادت کی، میں اس انسان سے بہتر ہوں، پھر میں اپنے سے کمتر انسان کو کیسے سجدہ کرلوں۔

شیطان تکبّر کر گیا، تکبّر کی سزا یہ ہوئی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پھٹکار پڑگئی جو بڑا عبادت گزار تھا، جس کی برابر کوئی عبادت نہیں کرسکتا، اب اس کا نام شیطان پڑگیا۔

تو پہلا گناہ جس نے دنیا میں جنم لیا وہ تکبّر ہے، اس تکبّر سے بچئے، گھمنڈ سے بچئے، اور پھر جس چیز کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے، جس کو فنا ہونا ہے پھر وہ تکبّر کرے بڑے افسوس کی بات ہے، ہاں اگر کسی کو باقی رہنا ہے، کو پتہ ہے کہ مجھے فنا نہیں ہے پھر وہ تکبّر کرے تو اس کا اپنا معاملہ ہے، مگر ایسا اللہ ربُّ العزت کے علاوہ کوئی نہیں ہے، اس لئے کسی کو بھی اس

پاک ذات کے سوا تکبّر جائز نہیں ہے۔

جس کو فنا ہونا ہے اس کے لئے گھمنڈ جائز نہیں، ہم سب فانی ہیں، ہر چیز کو فنا ہونا ہے، زمین آسمان کو فنا ہونا ہے، چاند اور سورج کو فنا ہونا ہے چاند پر غور کیجئے، پورے مہینہ میں چاند ایک مرتبہ تکبّر دکھاتا ہے، اگلے ہی دن اسکا تکبّر چھٹ جاتا ہے، چودھویں رات سے پہلے بھی دَبا دَبا رہتا ہے، اور چودھویں رات کے بعد بھی دبا دَبا رہتا ہے۔

مہینے میں صرف ایک مرتبہ تکبّر دکھایا کریں، بھی کچھ ہوں جس کو چودھویں رات کا چاند کہتے ہیں مگر آج تم نے چودھویں رات کا چاند دیکھا کل ہی تم اسکی صورت دیکھ لو، آج اس نے تکبّر کیا کل ہی اسکی صورت بدل جاتی ہے۔

تکبّر کرنے والوں کا نور ختم ہوجاتا ہے

جو تکبّر کرنے والے ہوتے ہیں انکے چہروں کا نور ختم ہوجاتا ہے، ان کے دلوں کی نورانیت ختم ہوجاتی ہے، ان کی آنکھوں کی نورانیت ختم ہوجاتی ہے، جس طریقے سے چاند کی نورانیت ختم ہوجاتی ہے ڈھلنے کے بعد۔

میرے عزیزو! غرور وفکر کی زندگی گزارو، یونہی خوہ مخواہ اُل جُلل زندگی مت گزارو، دانشور بنکر اس دنیا میں بڑی زندگی گزارو، دانشوروں کی زندگی بڑی عُمدہ زندگی ہوتی ہے، دانشوروں کی زندگی خداوند قدوس کی پسندیدہ زندگی ہوتی ہے درحقیقت میں زندگی تو وہی ہے جو وحدہٗ لاشریک کی پسندیدہ ہے، ہماری تمہاری کیا پسند، پسند تو اس محبوب کی ہے جس کے ہم بندے ہیں، پسند تو اس آقا کی ہے جس کے ہم غلام ہیں، اس محبوبِ حقیقی کو، اس ہمارے آقا کو اگر

کوئی بات پسند آجائے تو وہ بات ہے اور گر اس کو پسند نہیں ہے تو وہ خاک ہے۔

اللہ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا پسند تھی

میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر خاموشی، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ضروریات اور حاجات سب کی سب حدیثیں بنکر رہ گئیں، کیوں رہ گئیں؟ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری چیزیں اللہ رب العزت کی پسندیدہ تھیں، اس لئے میرے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کا پیشاب کرنا بھی حدیث بن گیا، پاخانہ کرنا بھی حدیث بن گیا، سونا بھی حدیث بن گیا، چلنا پھرنا بھی حدیث بن گیا، بیٹھنا بھی حدیث بن گیا، کھانا پینا بھی حدیث بن گیا، دیکھنا بھی حدیث بن گیا، چپ رہنا بھی حدیث بن گیا اور پیاری زبان سے جو پیارا موتی نکلا وہ بھی حدیث بن گیا۔

غور کیجئے کیوں بن گیا؟

کیونکہ ساری کی ساری چیزیں میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اللہ رب العزت کی پسندیدہ تھیں، میرے محبوب حقیقی کی پسندیدہ تھیں، اللہ رب العزت ان میں کا کچھ حصہ ہمیں بھی نصیب فرمادے۔ (آمین)

جس کو اللہ رب العزت اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم کا کچھ حصہ نصیب فرمادے تو خوش قسمت، باقسمت۔ جس کو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکارم اخلاق سے کچھ حصہ نصیب فرمادے، اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک کردیے، اپنے

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم سنتوں میں سے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقے میں سے کچھ حصہ عطا فرمادے وہ زہے قسمت، خوش قسمت، باقسمت۔

کہنے سے پہلے سوچ لو، کرنے سے پہلے دیکھ لو

اس لئے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک اداؤں کے مطابق زندگی گزارو یہ مت دیکھو کہ دنیا کس طریقے سے زندگی گزار رہی ہے، ہمیں کسی سے کیا واسطہ ہمیں تو واسطے کے لئے ہمارا رب کافی ہے، کوئی کیا کر رہا ہے ہمیں اس سے کیا مطلب، ہمیں تو مطلب کے لئے ہمارا اللہ کافی ہے، ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کافی ہیں، ہمیں تو یہی دیکھنا ہے کہ ہمارے رب کو کیا پسند ہے؟ اور ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا ہے؟

پس اگر تم دانشور ہو تو ان چیزوں کو اپنالو، اگر تم ایسی سوچ والے بن گئے تو کامیاب ہوجاؤگے اگر تم کہنے سے پہلے سوچ لوگے کہ مجھے کیا کہنا ہے اور کرنے سے پہلے سوچ لوگے کہ مجھے کیا کرنا ہے تو امید ہے کہ تم اچھا کہوگے اور اچھا کروگے اور اگر تم بغیر سوچے کہوگے، بغیر سوچے کروگے تو پتہ نہیں تم کیا کہہ دو اور کیا کر گزرو، اس لئے دانشور کہتے ہیں، کہنے سے پہلے سوچ لو، کرنے سے پہلے دیکھ لو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اس کا انجام کیا ہوگا؟ اور میں کیا کر رہا ہوں، اس کا انجام کیا ہوگا؟

اگر تم گندے اور ناشائستہ الفاظ اپنی زبان سے نکالو تو اس سے لاکھوں، کروڑوں درجے بہتر یہ ہے کہ تم خاموش رہو، اور اگر تم اپنے محبوب کی معرفت کا کلام ہی زبان سے نکالو، اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا

بیان کرو، اور اپنے محبوب کے ذکر کے انمول موتی تم بکھیرو تو تمہارے چپ رہنے سے اربوں کھربوں درجے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے محبوب کے انمول موتی بکھیرو اور اس کی مخلوقوں کو چراؤ، اس کی مخلوقیں دوڑ دوڑ کر بکھو چریں، ان کو اٹھائیں جس طرح پرندہ دوڑ دوڑ کر دانہ چگتا ہے، خدا کی مخلوقیں اسی طریقے سے خداوند قدوس کے موتیوں کو چگیں، اپنی معرفت کا کلام، ایسا سناؤ گے، حکمتوں کا راز ایسا سناؤ گے تو پھر تمہارا یہ بولنا خاموش رہنے سے اربوں کھربوں درجے افضل ہوگا۔

تکمیلُ الارشاد وہی ہیں جو وحدہٗ لاشریک کے عشق کا کلام اس کی مخلوقوں کو سناتے ہیں،

اس لئے میں کہتا ہوں تکمیل الارشاد کا مقام بہت اونچا ہوتا ہے، اس راہ میں بہت سے لوگ بڑھتے ہیں، بعض کو چپ لگ جاتی ہے، بعضوں کو بک لگ جاتی ہے، کچھ کو حیرانی ہو جاتی ہے، بہت کم ایسے ہیں جو تکمیل الارشاد بن پاتے ہیں، تکمیل الارشاد وہی ہیں جو اپنے محبوب کی محبت کے موتی اس کی مخلوقوں کو کھلاتے پلاتے ہیں وحدہٗ لاشریک کا کلام، وحدہٗ لاشریک کے عشق کا کلام اس کی مخلوقوں کو سناتے ہیں۔

ہماری زبان کے لئے اللہ کا ذکر، اللہ کا شکر ہی کافی ہے ہمیں غیبت چغلخوری سے کیا مطلب، آپ لوگوں نے بارہا دعا کے اندر یہ الفاظ سنے ہوں گے "کہ اللہ ہماری زبان کے لئے تیرا ذکر و شکر ہی کافی ہے، دنیا کی غیبت چغلی، غویات سے ہماری زبان کی حفاظت فرما" محبوب حقیقی کے ان موتیوں کو بیچا نا کرو، تو زبان کے

لئے سب سے بہترین چیز وحدہٗ لاشریک کا ذکر ہے، حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے، بس یہ دو کلام اور ذکر سب سے عمدہ ہیں، ان سے عمدہ کلام نہ دنیا میں ہوا ہے؟ نہ اب ہے؟ نہ کبھی ہوگا؟ نہ کسی کلام نے جنم لیا ہے؟ نہ قیامت تک کوئی کلام جنم لے گا؟

میرے محبوب حقیقی کے کلام نہ میرے آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے اچھا بس دنیا میں کوئی کلام نہیں ہے؟ وہ محبوب حقیقی کافی ہے، اسکا ذکر ہمارے لئے کافی ہے، اسکا شکر ہمارے لئے کافی ہے۔

اللہ سے رشتہ جڑے گا تو قدرتی بات ہے نافرمانوں سے رشتہ ٹوٹیگا

ایک بات اور یاد رکھئیے جو دانشور ہوتے ہیں ذاکر شاکر ہوتے ہیں وہ وحدہٗ لاشریک کے قرب میں ہوتے ہیں، فاسق وفاجر اکثر ان سے عداوتیں رکھتے ہیں، اس لئے ان چیزوں کے پیچھے نہ پڑیئے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ جب تھانہ بھون کے اندر موجود تھے تو وہاں کے لوگ کہا کرتے تھے کہ پتہ نہیں بوڑھا کیا کرتا ہے کیا نہیں کرتا ہے، وہاں کے چند لوگ ہی صحیح معنیٰ میں آپ کو جانتے تھے ورنہ اکثر مخالف تھے، یہ ایسے الفاظ حضرت کی شان میں استعمال کرتے تھے کہ نہ کسی سے ملتا ہے، نہ کسی کے گھر جاتا ہے، نہ جانے اندر کیا کیا کیا کرتے تھے، مگر جب وہ دنیا سے چلے گئے اور تھانہ بھون خالی ہو گیا تب معلوم ہوا کہ جسکو بوڑھا سمجھتے تھے وہ کیا تھا، جس کی مخالفت کرتے تھے وہ کیا تھا۔

رہے فاسق وفاجر تو ہر دور کے اندر مخالفتوں پر رہے ہیں، نبیوں کی مخالفت

پر رہے، ولیوں کی مخالفت پر رہے، اس لیے ان چیزوں کے پیچھے نہ جایئے، اگر تمہارا تعلق اللہ سے جڑے گا تو قدرتی بات ہے ان سے رشتہ ٹوٹے گا، اللہ سے رشتہ جوڑنا ہے تو فاسقوں و فاجروں سے رشتہ توڑنا ہے۔

کیونکہ آگ اور پانی ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتے، ایک ہتھیلی میں نیکی و بدی جمع نہیں رہ سکتیں، اسی طریقے سے وحدہٗ لاشریک کی محبت اور فاسقوں، فاجروں کی محبت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

اللہ رب العزت ان فاسقوں، فاجروں سے ہی کوڑے لگوائے گا، اور اپنی طرف کھینچے گا کہ بندہ خالص میرا ان جائے جن کو یہ اپنا سمجھتا ہے انہی سے کوڑے لگوا دیتا ہے، کوڑے لگوانے سے مراد یہ ہے کہ جلی کٹی باتیں کہلوا دیتا ہے، کوڑے کی بھی اتنی چوٹ نہیں ہوتی جتنی کہ زبان کی چوٹ ہوتی ہے، یہ اس لیے ہوتا ہے کہ بندہ اس طرف سے کٹ کر میری طرف جڑ جائے۔

کسی کو اپنی بیوی کی بڑی دیوانگی ہوتی ہے، اگر اللہ رب العزت پیار کرتا ہے تو بیوی سے ہی ایسے ایسے الفاظ کہلوا دیتا ہے جن سے بیوی کی محبت پھیکی پڑ جاتی ہے، کبھی بچپن کے یار دوستوں سے بھی ایسی باتیں کہلوا دیتا ہے جو ایسی لگتی ہیں کہ ان کی دوستی بھی پھیکی پڑ جاتی ہے، پھر سب کے یہاں آنا جانا کم کر دیتا ہے۔

جس دن سے رب تیرا در ملا ہے سارے دروں کو میں بھول گیا

جب انسان اپنے رب کے در کو پہچان لیتا ہے تو یار دوستوں کے سارے در بھول جاتا ہے، اس لیے میرے عزیزو! دانشور بنو نادان نہ بنو، اپنی زبان سے پیارے پیارے موتی نکالو، اپنی زبان سے اپنے محبوب کے انمول موتی بکھیرو، اپنے محبوب کے ذکر و شکر سے اپنی زبانوں کو تر و تازہ رکھو ناشائستہ الفاظ اپنی زبان پر نہ لاؤ۔

ایک اللہ کے ولی کی پاکیزگی کا واقعہ

ایک اللہ کے ولی اپنے مریدین کے ساتھ گھر سے وضو کر کے چلے، راستے میں ایک مرید کا مکان آ گیا وہاں قیام کیا تو پھر وضو کا پانی طلب کر لیا، عرض کیا گیا کہ حضرت ابھی تو وضو فرمایا ہی تھا اتنی جلدی وضو کی کیا ضرورت پیش آ گئی آپ کا وضو تو کافی وقت تک رہتا ہے، حضرت نے فرمایا وہ بات تو صحیح ہے مگر راستے میں آتے ہوئے ایک مکان سے ناشائستہ گانے کی آواز میرے کانوں میں پڑ گئی جس کی وجہ سے مجھے اپنے وضو کا اعتبار نہ رہا۔

ہمارے بڑوں کا تقویٰ ایسا تھا کہ ناشائستہ الفاظ کے سن لینے سے ان کو اپنے وضو کا اعتبار نہیں رہتا تھا، اور ہم وضو کر کے گالی گلوچ بکتے رہتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم باوضو ہیں، اگرچہ فتوے کی رو سے بے شک اس طرح وضو نہیں جاتا مگر اپنے بڑوں کی پاکیزگی پر نظر ڈالیے کہ ان کی پاکیزگی کیا کہتی ہے؟ پاکیزگی کیا دعوت دیتی ہے؟ پاکیزگی کہاں بلا رہی ہے؟

اللہ کی محبت کے جال میں اسکی مخلوقوں کو پھنساؤ

میرے عزیزو! دانشور بنو، سمجھدار بنو، اپنے محبوب کو پہچانو، اپنی زبان سے اچھے اچھے الفاظ نکالو، اپنے محبوب کی محبت کے ذکر کے الفاظ نکالو، جہاں بیٹھو وہاں اپنے محبوب کا ذکر کرو، تم جہاں بھی بیٹھو خداوند قدوس کے ذکر کے جال پھیلاؤ، اللہ کے عشق و محبت کے جال پھیلاؤ۔

جس طریقے سے کبوتر باز اپنے جال پھیلا دیتا ہے اور کبوتروں کو پکڑ لیتا ہے

جس طریقے سے ایک مچھلی پکڑنے والا چھوٹے بڑے جال اپنے پاس رکھتا ہے، چھوٹا جال چھوٹی مچھلی پکڑنے کے لئے اور بڑا جال بڑی مچھلی پکڑنے کے لئے ہوتا ہے اور ان کو وہ سمندروں میں، دریاؤں میں اور تالابوں میں ڈالدیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ چھوٹی بڑی ہر طرح کی مچھلیاں شکار کر لیتا ہے، اسی طریقے سے آپ للہ ربُّ العزّت کی محبّت کے جال ڈالئے، اپنے محبوب وحدہٗ لاشریک کے عشق و محبّت کے جال پھیلائیے اور خدا کی مخلوق کو اس کی محبّت میں پھنسایئے۔

اللہ دور نہیں ہوتا بندہ خود اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ سے دور ہو جاتا ہے

اللہ نے تو ہمکو بہت اچھا بنایا ہے مگر ہم نا اہل ہیں پتہ نہیں ہم کیا کیا کرتے ہیں ورنہ وہ ہمارا ہے اور ہم اس کے ہیں۔

تو میرا ہے میں ہوں تیرا بے ادبیوں نے دور کیا ہے

للہ ہمارا ہے ہم اللہ کے ہیں مگر کیا ہوا؟ بے ادبیاں ہم سے ایسی ہو جاتی ہیں کہ جن کی وجہ سے ہم اللہ سے دُور ہو جاتے ہیں۔ اے میرے عزیزو! اللہ دُور نہیں ہوتا ہے بندہ خود اپنی بداعمالیوں کیوجہ سے اللہ سے دُور ہو جاتا ہے۔

پتہ لگے نہ کہیں سراغ آجا رب تو دل کے پاس

میری بے ادبیوں کی وجہ سے اے میرے محبوب اے میرے رب تیرا پتہ اور سراغ کہیں نہیں مل پا رہا ہے اے میرے رب تو دل کے پاس آجا میرے دل میں سما جا، تو اللہ بندہ سے دور نہیں ہوتا ہے، بندہ خود اپنے اعمال، اخلاق، کردار کے

... د ہونے کی وجہ سے اللہ سے دُور ہو جاتا ہے اور میں تو یہیں تجربہ بیتا ہوں کہ ... دلی تم میں سے اچھے کام کرتا ہے تو کرتا رہتا ہے اور جب کسی سے کوئی کوتاہی ... ہو جاتی ہے اور غلط حرکتیں کرنے لگتا ہے تو رُک جاتا ہے کہ کہیں روک ... ہو جائے، کہیں ان کو پتہ نہ چل جائے ورنہ ڈانٹ نہ پڑے، کٹنے لگتا ہے، کچھ دنوں بعد پھر کرنا شروع ہو جاتا ہے کہ بھول گئے ہوں گے۔

ارے میں تو بھول سکتا ہوں تم مجھے تو دھوکہ دے سکتے ہو مگر میرے محبوب کو ... ہی دھوکا دے سکتے ہو، انسان اللہ کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے، ... لو تم للہ ربُّ العزّت کو ہرگز ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتے ہو، تجربہ یہیں موجود ... غور و فکر کر لیجئے، سوچ لیجئے، سمجھ لیجئے، اللہ دور نہیں ہوتا ہے بندہ خود اپنی ... عمالیوں کی وجہ سے اپنے نفس و خواہشات کی شرارتوں کی وجہ سے اللہ سے ... ر ہو جاتا ہے۔

تو میرے عزیزو! اپنے اعمال کو سنوارو گے؟ اچھے اخلاق کو اپنا زیور بناؤ گے ... بہترین اور عمدہ اخلاق بناؤ گے؟ اللہ کے قریب ہونے کی کوشش کرو گے (انشاء اللہ) ورنہ اللہ کے قریب تم تب ہی ہو سکتے ہو جبکہ اعمالِ حسنہ کے ساتھ ساتھ تمہارے پاس اخلاقِ حسنہ بھی ہوں، اپنے گھر والوں کے ساتھ، اپنے والدین کے ساتھ، اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ، اپنے دوست و احباب کے ساتھ، اپنے بیوی بچّوں کے ساتھ، اپنے خاندان والوں کے ساتھ، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ، اپنے غیروں کے ساتھ، یہاں تک کہ کافروں، مشرکوں، اور جانوروں تک کے ساتھ بھی تم اپنے اخلاق اور کردار اچھے بناؤ۔

تمہارے اخلاق اچھے ہوں گے، تمہارا کردار اچھا ہوگا، تو تمہاری زندگی

چاند اور سورج جیسی بنکر رہے گی، اور اگر اخلاق و کردار صحیح نہیں ہوا ہوگا تو پھر انسان چاہے کتنا بھی عبادت گزار ہو مگر پھر بھی دب کر رہ جاتا ہے اُبھر نہیں پاتا ہے، بہت سے لوگ جو بااخلاق ہوتے ہیں، باکردار ہوتے ہیں صرف ضروری عبادات کرتے ہیں، مگر ان لوگوں سے آگے بڑھ جاتے ہیں جو بہت عبادت گزار ہوتے ہیں مگر اخلاق و کردار ان کے پاس نہیں ہوتا ہے۔

میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اخلاق، کردار سب سے اچھا تھا خود اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی قرآن کریم میں تعریف فرمائی ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ۔

اے نبی بیشک آپ اچھے اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر ہیں، تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم والے اخلاق اپنائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والے اخلاق اپنائیں۔ خود اللہ رب العزت کے اخلاق ہم اپنائیں وہ اللہ ہمیں حکم دے رہا ہے، کہا گیا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ، کہ اللہ کے ساتھ متصف ہو یعنی اللہ رب العزت کے جیسے اخلاق ہیں ایسے اخلاق بناؤ، اللہ رب العزت ہم کو لپنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم والے اخلاق نصیب فرمائے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

مُنیر عالم نقشبندی مجددی
کرت پور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس نمبر ١٠

اپنی نظر اور زبان کی حفاظت کیجیے

حضرت شاہ مُنیر عالم صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ١٧ جمادی الاوّل ١٤٢٨ھ مطابق ٤ جون ٢٠٠٧ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجددیہ) کرت پور بستی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:-
شعبہ نشرواشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہ منیریہ
محلہ کالا استھان قصبہ کرت پور بستی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ ٢٤٦٧٣١
موبائل نمبر 09412486152 09997414108
فون نمبر 01341 240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۱۰

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ۔ ذٰلِكَ اَزْکٰی لَھُمْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ○

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ○

یہ اُس محبوبِ حقیقی کے کرم کی بات ہے

میرے عزیزو! اللہ رب العزت نے ہمیں انسان بنایا، مزید اس محبوبِ حقیقی کا کرم یہ کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، میرے عزیزو! ہم سے خوبصورت حسین، مالدار، عقلمند، ہوشیار کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہم جیسے نکموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا بنایا، یہ اس کے کرم کی اور عنایت کی بات ہے۔ میرے عزیزو! اللہ نے ہمیں انسان بنایا، مسلمان بنایا اور بنا کر ہمیں یوں ہی نہیں چھوڑ دیا کہ ہم اپنی من مانی زندگی گزاریں۔ اے میرے عزیزو! ہم کسی رسی سے بندھے ہوئے ہیں، ہم کسی زنجیر سے بندھے ہوئے ہیں، ہم آزاد نہیں ہیں، ہم کسی کے غلام ہیں، ہمارا کوئی آقا ہے۔

ہم شریعتِ مطہرہ کی رسی سے بندھے ہوئے ہیں

جس کا کوئی آقا نہیں ہوتا وہ آوارہ ہوتا ہے اور جس کا کوئی آقا ہوتا ہے وہ مطیع ہوتا ہے، فرمانبردار ہوتا ہے

نیک ہوتا ہے، صالح ہوتا ہے، ہمارا کوئی آقا ہے، ہم کسی کے غلام ہیں، اس حق نے ہمیں کسی رسّی سے باندھ لیا ہے، کسی زنجیر سے باندھ لیا ہے۔

اے میرے عزیزو! وہ کونسی رسّی ہے وہ کونسی زنجیر ہے؟ جس سے ہم بندھے ہوئے ہیں، وہ شریعتِ مطہرہ کی زنجیر ہے، وہ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسّی ہے جس سے ہم بندھے ہوئے ہیں، اے میرے عزیزو! اگر ہم شریعتِ مطہرہ پر عمل کرتے رہے، شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسّی سے بندھے رہے تو ہم بھی محفوظ ہیں اور ہمارا ایمان بھی محفوظ ہے، اور اگر ہم نے اس زنجیر کو توڑ دیا شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا تو میرے عزیزو! نہ ہم محفوظ ہیں نہ ہمارا ایمان محفوظ ہے۔

ایک مثال

اے میرے عزیزو! مثال کے طور پر ہمارے گھروں میں جو گائیں، اور بکریاں بندھی ہوئی ہیں جب تک وہ اپنے مالک کی رسّی اور زنجیر سے بندھی ہوئی ہیں تو وہ گائیں اور بکریاں بھی محفوظ ہیں اور ان کا دُودھ بھی محفوظ ہے، اور اگر وہ گائیں، اور بکریاں رسّی اور زنجیر سے نہیں بندھی ہوئی ہیں تو نہ وہ گائیں اور بکریاں محفوظ ہیں نہ انکا دودھ محفوظ ہے، پتہ نہیں کون ان کو اپنی ملکیت میں لے لے، کون انکا دودھ نکال لے۔

اے میرے عزیزو! جس کا کوئی آقا نہیں ہوتا جس کا کوئی مالک نہیں ہوتا وہ باغی ہوتا ہے، وہ باؤلے کُتّے کی مانند ہوتا ہے جو کسی چوراہے پر پڑا رہتا ہے اور اپنے نفس کو پورا کرنے کے لئے کسی مکان میں گھس کر کبھی ہنڈی میں کبھی بیت الخلاء میں مُنہ ڈالتا ہے، اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا، اسے تو اپنا نفس پورا کرنا ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح سے جو انسان اپنی خواہشات پر جو چاہتا ہے کرتا ہے، کھاتا ہے

پیتا ہے، وہ اس باؤلے کُتّے سے کم نہیں ہے، ہم کسی زنجیر سے بندھے ہوئے ہیں، شریعتِ مطہرہ کی رسّی سے بندھے ہوئے ہیں۔

شریعتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے ہر چیز کو واضح کر دیا ہے۔

ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعتِ مطہرہ کے ذریعہ سے بتلا دیا ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے کہاں دیکھنا ہے؟ کیا کھانا ہے کہاں جانا ہے؟ شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کو واضح کر دیا ہے، کیا اچھا ہے کیا بُرا ہے اگر ہماری زندگی میں یہ تمیز ہے کہ کہاں دیکھنا جائز ہے اور کہاں دیکھنا ناجائز ہے، کیا کھانا جائز ہے اور کیا کھانا جائز نہیں ہے۔ تو میرے عزیزو! ہم شریعتِ مطہرہ پر عمل کرنے والے ہیں۔

دُو باتیں تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں

میرے عزیزو! دُو باتیں تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں، ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ اللہ ربُّ العزّت نے ہمیں یہ نظریں دی ہیں کیا ان نظروں سے ہمیں ہر جگہ دیکھنا جائز ہے؟ نہیں! کچھ چیزیں اور جگہیں ایسی ہیں جہاں پر دیکھنا جائز ہے، کچھ چیزوں اور جگہیں ایسی ہیں جہاں پر دیکھنا ناجائز ہے۔

تم ان نظروں سے متبرک اشیاء اور مقامات کی زیارت کرو اور اللہ کی مخلوقات میں غور و فکر کر کے اس کی معرفت حاصل کرو۔

مثال کے طور پر ان نظروں سے والدین کی زیارت کرنا، کعبہ کی زیارت کرنا، آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کرنا، کلام اللہ کی زیارت کرنا، متبرک مقامات کی

زیارت کرنا، ان سے پہاڑوں کی بلندیوں کو دیکھنا، پہاڑوں کے جھرنوں کو دیکھنا سمندروں کو دیکھنا اور پھر کہنا کہ ان سب کا بنانے والا وہی خالق ہے جس کا میں غلام ہوں۔ یہ انسان جب ان چیزوں میں غور و فکر کرتا ہے، تدبّر سے کام لیتا ہے، اے میرے عزیزو! یہ غور و فکر کرنا ہزار سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے، ہزار سال کی نفلی عبادت سے انسان اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا جہاں ایک ساعت کے غور و فکر سے پہنچ جاتا ہے۔

کسی کے اچھے مکان کو دیکھکر کڑھنا، کسی کی بیٹی کو بدنظری سے دیکھنا، کسی کے مال و دولت کو دیکھکر جلنا کسی کی اولاد کو دیکھکر کڑھنا، ساری کی ساری باتیں ناپاک ہیں۔ اللہ نے جسکو جس قابل دیکھا اسے وہ چیز عطا کردی۔ تمہیں حسد کرنے کا کڑھنے کا کیا حق ہے؟

اللہ نے کسی کو کوئی نعمت عطا کی ہے وہ جانتا ہے کہ وہ اس کی صلاحیت رکھتا ہے تب ہی تو وہ چیز عطا کرتا ہے۔

جسکی نظر صحیح ہے اسکا دل بھی صحیح ہے اور ـــ

جیسے کہ ثابت ہوتا ہے کہ جس کی نظر صحیح ہے اس کا دل بھی صحیح ہے۔ جس کا دل صحیح ہے اسکی روح بھی صحیح ہے، جس کی روح صحیح ہے اس کا ایمان بھی صحیح ہے، جسکا ایمان صحیح ہے اس کا عمل صحیح ہے اور جس کا عمل صحیح ہے تو مقبول ہے۔

جسکی نظر خراب ہے اُسکا دل بھی خراب ہے اور ـــ

جس کی نظر خراب ہے اس کا دل بھی خراب ہے جس کا دل خراب ہے اس کی روح بھی خراب ہے، جس کی روح

خراب ہے اس کا ایمان بھی صحیح نہیں ہے، جس کا ایمان صحیح نہیں ہے اس کا عمل بھی صحیح نہیں ہے، اور جب عمل صحیح نہیں تو مقبول کہاں سے ہوگا؟

ایک بار کی بدنظری سے چالیسؔ دن کے خشوع وخضوع اور خیر و برکت سے محروم کردیا جاتا ہے

حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار کی بدنظری سے انسان کی چالیسؔ دن کی نماز تہجّد چھوٹ جاتی ہے، چالیسؔ دن کی تہجّد کی نماز سے محروم ہوجاتا ہے، چالیسؔ دن کا خشوع وخضوع چھین لیا جاتا ہے اب وہ اپنے آپ کو حافظ، قاری، مولوی، حاجی، نمازی، بوڑھا سب کچھ سمجھنے کے باوجود وہ نماز تو پڑھتا ہے مگر وہ خشوع وخضوع اس کی زندگی میں نہیں رہتا، تہجّد کے وقت آنکھیں تو کھل جاتی ہیں مگر آنکھوں میں درد نظر آتا ہے، سر میں درد نظر آتا ہے، آنکھوں میں سستی نظر آتی ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ وہ نحوست ہے جو بدنظری سے اس نے دیکھا ہے۔

دوسرے ایک بار کی بدنظری سے چالیسؔ دن کی روزی کی خیر و برکت ختم ہوجاتی ہے، کماتا بہت ہے، کھیتی بہت ہے، دوکان بھی بہت اچھی ہے مگر خیر و برکت نہیں ہے، کیوں؟

نظر بھی خراب ہے، دل بھی خراب ہے، روح بھی خراب ہے، ایمان بھی خراب ہے، عمل بھی خراب ہے پھر کہاں سے خیر و برکت ہوگی۔ کماتا بہت ہے گھر میں سکون اور راحت نہیں ہے، جب چالیس دن کی عبادت میں دل نہیں لگ رہا تو اس کی عبادت آگے کو کیسے بڑھ پائے گی۔

مومن کی آنیوالی نماز گزری ہوئی نماز سے اعلیٰ اور افضل ہونی چاہیے

مومن کی آنے والی نماز گزری ہوئی نماز سے اعلیٰ اور افضل ہونی چاہیئے۔

چالیس پچاس سال ہو گئے نماز پڑھتے مگر چالیس پچاس سال پہلے جو نماز پڑھی تھی وہی نماز آج پڑھ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس کو نماز پڑھنی نہیں آتی، اگر نماز پڑھنی آجاتی تو اعلیٰ اور افضل ہو جاتی۔

اللہ نے ہمیں یہ نظریں اسلئے عطا کی ہیں کہ ہم ان سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا دیدار کرینگے

اللہ رب العزت نے ہمیں یہ نظریں اس لئے عطا کی ہیں کہ ہم ان سے اللہ رب العزت کا دیدار کریں گے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرینگے رات میں چاند ستاروں کو دیکھیں، دن میں سورج کی کرنوں کو دیکھیں، آسمان کو دیکھیں، پہاڑوں کو دیکھیں، ان کی بلندیوں کو دیکھیں، سمندروں کی موجوں کو دیکھیں، اور پھر کہیں کہ ہمارا کوئی خالق ہے اور مالک ہے جس نے یہ سب چیزیں پیدا کی ہیں۔

ہماری زندگی سے اللہ رب العزت کی دنیا بھی پاک ہونی چاہیے

یہ نظریں ہمیں اللہ نے اسی لئے عطا کی ہیں نہ کہ دنیا میں ناپاکی پھیلانے کے لئے عطا کی ہیں ہمیں اللہ نے ناپاکی مٹانے کے لئے پیدا کیا ہے کہ ہماری زندگی سے دوسروں کی ناپاکیاں بھی دور ہو جانی چاہئیں، اللہ رب العزت پاک ہے اُسکا نبی پاک ہے، اللہ رب العزت کی دنیا بھی پاک ہونی چاہیئے اللہ اس دنیا میں

پاک لوگوں کو پسند کرتا ہے، پاک نفوس کو پسند کرتا ہے، پاک قلوب کو پسند کرتا ہے، ناپاک نفوس ناپاک قلوب کو پسند نہیں کرتا ہے۔

گناہ بے لذت ہو رہا ہے

اے میرے عزیزو! ایک بار کی بدنظری سے چالیس دن کی تہجد چھوٹ رہی ہے ایک بار کی بدنظری سے چالیس دن کا خشوع وخضوع ختم ہو رہا ہے۔ ایک بار کی بدنظری سے چالیس دن کی روزی روٹی پر حملہ ہو رہا ہے۔

اے میرے عزیزو! ہر انسان کو اس دنیا میں رہنے کے لئے روزی روٹی کی ضرورت ہے ہر انسان کو آخرت میں جانے کے لئے عبادت کے ذخیرے کی ضرورت ہے، دونوں چیزوں پر حملہ ہو رہا ہے گناہ بے لذت ہو رہا ہے۔

کسی کو دیکھ کیا ملا، بولو! کچھ مل گیا، اگر اسکو یہ پتہ چل گیا تو جوتے اور سر پر پڑ جائیں گے، کہ یہ بدنظری سے مجھکو دیکھ رہا ہے، میرے مکان کو دیکھکر گھور رہا ہے، میری بیٹی، میری بہن کو بدنظری سے دیکھ رہا ہے، ایک بار کی بدنظری کی سزا یہ ہے بار بار کی بدنظری کی سزا کیا ہوگی۔

مومن ایک آنکھ کا کانا ہوتا ہے کافر کی دو آنکھیں ہوتی ہے

مومن ایک آنکھ کا کانا ہوتا ہے کافر کی دو آنکھیں ہوتی ہیں، مومن کا ایک دروازہ ہوتا ہے، مومن کی ایک چوکھٹ ہوتی ہے، اس سے مُراد جس نظر سے مومن اپنی بہن اور بیٹی کو دیکھتا ہے اسی نظر سے پورے عالم کی بہن اور بیٹی کو دیکھتا ہے اور کافر ایک نظر سے اپنی بیٹی کو دیکھتا ہے اور دوسری نظر سے دوسرے کی بیٹی کو بدنظری سے دیکھتا ہے، کافر و فاسق کی دو آنکھیں ہوتی ہیں، مومن کی ایک آنکھ ہوتی ہے دوسری آنکھ

بگڑ نہیں جاتی بلکہ سچی ہوتی ہے، مومن کی نظر میں اس کی بیوی کے علاوہ جتنی بھی عورتیں ہیں وہ سب اس کی بہن ہیں یا بیٹیاں ہیں۔

عمل سے ہم خداوند قدوس کے قرب کے حقدار بنیں گے

اللہ نے یوں تھوڑے ہی بنا کر چھوڑ دیا ہے کہ اپنی زندگی اُلٹی جُلٹی گزار دو، کتے بلّی کی طرح اپنی زندگی گزار دو، ہمیں انسان بنایا ہے، مسلمان بنایا ہے، ہمیں ایمان والا بنایا ہے، ہمیں رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے، آپ کے طریقے پر ہم زندگی گزاریں گے تو ہم مومن کہلائیں گے، خداوند قدوس کے قرب کے حقدار بنیں گے، رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حقدار بنیں گے، اور اگر رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو چھوڑ دیا تو میرے عزیزو! نہ ہم محفوظ ہیں نہ ہمارا ایمان محفوظ ہے۔

دُوسری بات

دوسری بات جو آپ لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں وہ اس زبان سے متعلق ہے جس سے ہم بولتے ہیں۔

مومن کی زبان خُداوند قدّوس کا دسترخوان ہے

آپ کو معلوم ہے یہ زبان کیا ہے مومن کی زبان خداوند قدّوس کا دسترخوان ہے، مومن کی زبان خداوند قدوس کی پلیٹ ہے، اب آپ کہیں گے کہ اللہ ربُّ العزّت تو کھاتا نہیں، پیٹ نہیں، اس کو پلیٹ اور دسترخوان کی کیا ضرورت ہے؟ میں بھی کہتا ہوں کہ ہمارا محبوب کھاتا نہیں ہے پیتا نہیں ہے، وہ ان چیزوں سے پاک ہے مگر میرے عزیزو! یہ تو بتلا دو کہ ہم سُبحان اللہ کس چیز سے کہتے ہیں؟

الحمدللہ کس چیز سے کہتے ہیں؟ اللہ اکبر کس چیز سے کہتے ہیں؟ صلے اللہ علیہ وسلم کس چیز سے کہتے ہیں؟ زبان ہی سے تو کہتے ہیں، خداوند قدوس کی بارگاہ میں بھیجنے کے لیے یہ زبان ہی تو ہے کہ جس کے ذریعہ سے خداوند قدوس کی بارگاہ میں یہ کلمات بھیجے جاتے ہیں۔

عجیب مِثال

مثلاً ہم کہیں سفر میں ہیں، ہوٹل قریب ہے کھانا بن رہا ہے خوشبو آرہی ہے، خوب بھوک لگ رہی ہے اور بھوک جب زیادہ لگتی ہے تو خوشبو بھی کھانے کی زیادہ آتی ہے گرم گرم نان پک رہے ہیں دل لُبھا رہے ہیں، ہم کھانا کھانے کے لئے ہوٹل میں چلے جائیں، وہاں کوئی نجس چیز پڑی ہو، کوئی گندگی پڑی ہو، ہوٹل والا پلیٹ میں اس گندگی کو اُٹھا کے کہیں ایک طرف ڈالکر آجائے اور دو چار بار پانی اور صابن سے دھو دے اور کپڑے سے صاف کرے اور گرم روٹیاں اور شوربہ اس میں لاکر رکھدے، ایمانداری سے بتاؤ کیا ہم اس پلیٹ میں کھانا کھا لیں گے، ارے دو چار بار اس نے ہمارے سامنے دھویا بھی ہے مگر پھر بھی ہم اس پلیٹ میں کھانا کھانے کو تیار نہیں ہیں۔

اے میرے عزیزو! پلیٹ صابن اور پانی کے لگنے سے پاک صاف ہوجاتی ہے، مگر جب گندہ انسان اپنی زبان سے بُری بات نکالتا ہے، گالی استعمال کرتا ہے، غیبت چغلی کرتا ہے، گٹکے اور دُھواں استعمال کرتا ہے، بیڑی سگریٹ پیتا ہے آنکھوں ناکوں میں دُھواں نکالتا ہے، اپنی زبان کو گندہ کر دیتا ہے تو یہ زبان گندی اور ناپاک ہو جاتی ہے پھر اللہ ربُّ العزّت کس طرح سے ان کلمات کو قبول کرے گا جو اس ناپاک زبان سے نکالے گئے ہوں۔

ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ کافی ہے

پان کھانا مسلسل ورد نے سنت سمجھ لیا ہے فلاں مولوی کو پان کھاتے دیکھا، بالکل سنت نہیں ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پان نہیں کھایا، میرے نبی کے صحابہ سے کبھی نہیں ملتا کہ پان کھایا ہو، جو کام میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے میرے نبی کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا ہے اس کام کو چھوڑ دینا بھی سنت ہے۔

ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کافی ہے یا آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ کافی ہے۔ کوئی کتنا ہی بڑا محدث کیوں نہ ہو، علامہ کیوں نہ ہو اگر وہ سنت کے خلاف کسی چیز کو اختیار کرتا ہے تو وہ ہمارے لئے نمونہ نہیں بن سکتا ہے۔

اپنے محبوب کے ذکر سے اپنے ہونٹوں کو رچاؤ

پان، بیڑی، سگریٹ بغیر مہمان نوازی نہیں ہمارا کام ہے یہ؟ اپنے ہونٹوں کو رچانا، ارے اپنے محبوب کے ذکر سے اپنے ہونٹوں کو رچاؤ، اپنے محبوب کے فراق میں آنکھوں کو سجاؤ، اپنے محبوب کے فراق میں جب تم ہوگے تمہاری آنکھیں بتلادیں گی کہ یہ آنکھیں کسی کی تلاش میں ہیں، اپنے محبوب کا جب تم ذکر کروگے تمہارے ہونٹ خود یہ بتلادیں گے کہ یہ زبان کسی کے ذکر سے رچی ہوئی ہے۔ ہمارے لئے، ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود اتنے کام چھوڑ گئے ہیں کہ ہم سے وہی پورے نہیں ہورہے ہیں تم نے پتہ نہیں گنواروں والے کام کہاں سے پکڑ لئے ہیں۔ کوئی ہونٹوں کو رچا رہا ہے، کوئی بیڑی پی رہا ہے اور

ہاتھ میں تسبیح لے رہا ہے۔ بہت سے لوگ خود میں نے اسطرح کے دیکھے ہیں۔

پان، بیڑی، سگریٹ، گٹکے، تمباکو کا شریعت مطہرہ میں کوئی وجود نہیں

یہ کام پان، بیڑی، سگریٹ کے ہمارے نہیں ہیں یہ تو ان نکموں کے کام ہیں جن کو کوئی سمجھانے والا نہیں ملا، ہمیں تو وہ سمجھانے والا آیا ہے کہ اس جیسا نہ دنیا میں آیا نہ کبھی آئے گا۔ ہمارے پاس اسکی تعلیم پہنچ چکی ہے ہم نے اس کو اپنا آقا مان لیا ہے، اپنا نبی مان لیا ہے، ہمیں اس کی تعلیم پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے، اگر ہم اس طریقہ پر عمل نہیں کریں گے تو پھر کون کرنے کے لئے آئے گا؟ پان، بیڑی، سگریٹ، گٹکے تمباکو ساری کی ساری چیزیں شریعت سے ہٹی ہوئی ہیں، شریعت مطہرہ میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔

تمباکو پینے کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر کر مصافحہ ملایا

ایک شخص تھا کسی کا مرید تھا اس نے اپنے مرشد سے کہا کہ حضرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ اتنی بار یہ پڑھو، پڑھتا رہا زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ کہا کہ اتنی بار یہ پڑھو، پڑھتا رہا بہت دنوں تک مگر زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ کہا کہ بیٹا اتنی بار یہ پڑھو، اس کے کافی وقت بعد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اللہ کے نبی نے اس سے منہ پھیر کر مصافحہ ملایا اسکی طرف منہ نہیں کیا۔

زیارت کی تو اس کی آنکھ کھل گئی، ایک طرف تو خوشی تھی زیارت کی، دوسری طرف غم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ پھیر لیا، اپنے مرشد کے پاس

پہونچا اور کہا کہ حضرت آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی خوشی کی بات ہے مگر غم اس بات کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منھ پھیر کر مجھ سے مصافحہ ملایا ہے۔

ان کے شیخ و مرشد نے کہا شاید تو کوئی گناہ کرتا ہوگا، شاید تو کوئی غلطی کرتا ہوگا۔ اس نے کہا کہ جی میں تو کوئی گناہ نہیں کرتا ہوں، کوئی غلطی نہیں کرتا ہوں کہا کہ غور کر کیا چیز استعمال کرتا ہے، کیسی تیری زندگی ہے؟

اس نے غور کیا اور کہا کہ حضرت میرے اندر ایک عیب ہے کہ میں تمباکو پیتا ہوں۔ کہا کہ اسی لئے اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے مُنہ پھیر کر مصافحہ ملایا۔

حشر کے میدان میں اگر رسول اللہؐ نے مُنھ پھیر لیا تو ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا

اے میرے عزیزو! حشر کے میدان میں اگر رسول اللہؐ نے منھ پھیر لیا تو ہمارا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ ہم کہاں جائیں گے؟ ہمارا تو کہیں بھی ٹھکانا نہیں ہے، ایسی ایسی ناپاک چیزوں کو پسند مت کرو، ان نکمّی چیزوں کو پسند مت کرو، ہمیں اللہ کے نبیؐ کے جھنڈے کے نیچے جانا ہے، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنی ہے، ہمیں اللہ کا دیدار کرنا ہے اسی لئے ہماری نظریں بھی صحیح ہونی چاہئیں اور ہماری زبان بھی صحیح ہونی چاہیئے۔

وہ پاک ذات جسکی پاکی کا صرف ایک قطرہ ٹپک جائے تو ساری دنیا پاک ہوجائے تو وہ ناپاک زبانوں کو کیسے قبول کریگا۔

میرے عزیزو! مومن کی

زبان خداوند کریم کا دسترخوان ہے، خداوند قدوس کی پلیٹ ہے، اگر ہم گندی پلیٹ میں کوئی چیز رکھکر کسی کو دیں تو کوئی قبول کرے گا؟ جب تم قبول نہیں کر سکتے ہو تو وہ محبوب حقیقی وہ وحدہٗ لاشریک وہ پاک ذات جس کی پاکی کا ایک قطرہ ٹپک جائے تو ساری دنیا پاک ہوجائے، میرے عزیزو! پھر وہ کیسے قبول کرے گا وہ ناپاک زبانیں جو پان، بیڑی، سگریٹ میں لگی ہوئی ہیں، گٹکوں میں لگی ہوئی ہیں، بدبو آرہی ہے کیسے قبول ہوں گی۔

جو بیڑی نہیں پیتا جب بیڑی پینے والے کے پاس آتا ہے دس بیس قدم سے اسے بدبو ستانے لگتی ہے، جب اس کو بدبو ستانے لگتی ہے تو ملائکہ کو کتنی بدبو ستاتی ہوگی۔

اللہ کی پلیٹ میں کسی قسم کی بدبو پیدا نہ ہوجائے اسلئے رسول اللہ ﷺ بار بار مسواک استعمال فرماتے تھے

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار مسواک کا استعمال کرتے تھے، اٹھتے تھے تو مسواک کرتے تھے گھر میں جاتے تو مسواک کرتے تھے، ہر وقت مسواک جیب میں رہتی تھی اور مسواک پر اتنا زور دیتے تھے اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا کہ کہیں اس کو فرض قرار نہ دیدیا جائے اور جس کے اندر اتنے فوائد ہوں کہ بغیر مسواک کے وضو سے ایک نماز کا ثواب اور مسواک کر کے ستّر نمازوں کا ثواب بتاؤ کتنی بڑی فضیلت ہے۔

ارے اس مُنھ میں کسی قسم کی بدبو پیدا نہ ہوجائے، اس اللہ کی پلیٹ میں کسی قسم کی بدبو پیدا نہ ہوجائے اس لئے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت مسواک کا استعمال فرمایا کرتے تھے، آج مسلمان اپنی زبان کو خراب

کر رہا ہے، ہونٹ دیکھو کیسے، دانت دیکھو کیسے، جب دیکھنے کو دل نہیں کر رہا تو خداوند قدوس کیسے قبول کرے گا اس مُنہ اور زبان سے نکلی ہوئی عبادت کو۔

جہالت اتنی ہے کہ پان، بیڑی، سگریٹ کے بغیر مہمان نوازی نہیں

یہ ساری کی ساری چیزیں نکموں اور اوباشوں کی ہیں سچ پوچھو تو ہماری نہیں ہیں کہ حقہ نہیں ملا تو وہاں رشتہ نہیں کریں گے، پان سامنے نہیں آیا تو رشتہ نہیں کریں گے ہم ایسے بن چکے ہیں جہالت نے اتنا زور پکڑ لیا ہے کہ اس کے بغیر مہمان نوازی ہی نہیں ہوتی۔ میرے پاس کوئی کتنا ہی بڑا مہمان کیوں نہ آ جائے میں نہیں کہتا کہ تمہیں بیڑی پینی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں بیڑی نہ پی جئے میرے پاس، بُرا لگے گا۔ میں آپ لوگوں کو بھی سختی سے کہتا ہوں کہ یہاں بیڑی نہ پینا مدرسے کی بونڈری میں۔

اگر بیڑی پینا عیب کی بات نہیں تو کھانے پینے کی طرح بیڑی بھی اُستاد کے سامنے کیوں نہیں پیتے ہو

اگر ہم ان چیزوں کا خیال نہیں رکھیں گے تو کون خیال رکھے گا؟ ایمانداری سے بتاؤ اگر بیڑی، سگریٹ پینا اچھی بات ہے تو اپنے اُستاد کی چوری سے کیوں پیتے ہو؟ اپنے ماں باپ کی چوری سے کیوں پیتے ہو؟

بتاؤ کھانا تم ماں باپ کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے ہو، استاد کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے ہو، بیڑی کیوں نہیں پیتے ہو تم ان کے سامنے، ارے اس میں عیب ہے جبھی تو ماں باپ کی، استاد کی چوری سے ہو رہا ہے ورنہ کھانا کھانے میں

کوئی عیب نہیں ہے تو باپ کے ساتھ کھا رہا ہے، دودھ پینے میں عیب نہیں تو باپ کے ساتھ دودھ پی رہا ہے اور پان، بیڑی، سگریٹ میں عیب ہے تب ہی تو چوری سے استعمال کر رہا ہے۔

اپنی زبان کو ہنسی، مذاق ٹھٹے میں بھی استعمال نہ کرو

اس لئے میرے عزیزو! اپنی زبان کی حفاظت کیجئے یہ خداوند قدوس کی پلیٹ ہے دسترخوان ہے یہ نہیں کہ کہیں بھی استعمال کرو، کیسے بھی استعمال کرو، کہیں بھی ہنسی مذاق، ٹھٹے میں استعمال کر لو ایسا نہیں ہے، آج مسلمان نے ہنسی مذاق ٹھٹوں کو اپنا مشغلہ بنا رکھا ہے ہنسی مذاق ٹھٹوں کو اپنی محفلیں بنا رکھا ہے، ہمارا کام ہنسی، مذاق، ٹھٹے کا نہیں ہے۔

ہماری محفلیں ایسی ہوں کہ انسان بیٹھے اور بیٹھکر رو کر جائے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ ہماری محفل ایسی ہو کہ انسان بیٹھے اور بیٹھکر رو کر جائے، عبرت حاصل کرکے جائے، ہماری محفلیں اسی طرح کی ہونی چاہیئے۔

آج مسلمان نے اس طرح کی محفلیں بنا رکھی ہیں کہ دو تین جہاں بیٹھ گئے ہنستے ہیں ٹھٹے مارتے ہیں، غیبت چغلی کرتے ہیں، کھل کھلا کر ہنستے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب انسان ایک بار ٹھٹے مار کر کھل کھلا کر ٹھٹے مار کر ہنستا ہے ایک علم کا حصہ اس کے اندر سے کم ہو جاتا ہے اور ایک جہالت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے، ایک بار کھل کھلا کر ہنسنے سے ایک علم کا

حصّہ کم ہو رہا ہے ایک جہالت پیدا ہو رہی ہے۔ ہائے اگر دن میں دو چار بار دس بیس بار ٹھٹّا مارے گا کتنا علم کا حصّہ اس کے اندر سے کم ہو جائے گا کتنی جہالت اس کے اندر پیدا ہو جائے گی۔

اے لوگو! ہنسو کم اور روؤ زیادہ

میرے عزیزو! دیکھنے میں آرہا ہے کہ جو زیادہ ہنستا ہے اس کو پاگل اور بیوقوف کہا جاتا ہے، جو زیادہ ہنستا ہے اس کو کیا کہا جاتا ہے؟ یہ میٹا ہے یہ زیادہ ہنستا ہے، عورتوں کی طرح ہنستا ہے، جو زیادہ ہنستا ہے اس کی بات کا اعتبار نہیں ہوتا ہے، یہ تو ہنس ہنس کر یونہی کہتا رہتا ہے، زیادہ ہنسنے والوں کو کبھی بھی بزرگی نصیب نہیں ہوتی ہے۔

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا ‎(پارہ ۱۰، الآیۃ) قرآن میں موجود ہے، اے لوگو! ہنسو کم روؤ زیادہ۔ تجربہ سے دیکھنے میں آیا ہے کہ جب چند ماہ کا بچہ ہوتا ہے اور وہ ہنسنا سیکھتا ہے کوئی پڑوسی پڑوسن اس کو ہنساتے ہیں اور وہ کھل کھلا کر ہنستا ہے تو اس کی ماں کیا کہتی ہے۔ اس کو مت ہنساؤ یہ راتوں کو روئے گا، جو بچہ دن میں زیادہ ہنستا ہے تو وہ بچہ رات کو زیادہ روتا ہے۔

اے لوگو! سوچ لو، غور کرو، بس دنیا میں اگر تم زیادہ ہنسو گے تو آخرت میں تمکو رونا ملے گا، دنیا میں اگر تم نے رو رو کر زندگی گزاری تو آخرت میں تمکو ہنسنا نصیب ہو جائے گا۔

ہنسی مذاق ٹھٹے کو نہیں عاجزی، انکساری اور رونے کو اپنے محبوب کے سامنے اپنا مشغلہ بنالو

ہنسی مذاق ٹھٹے کو اپنا مشغلہ مت بناؤ، عاجزی انکساری، اور رونے کو اپنے محبوب کے سامنے اپنا مشغلہ بناؤ تم کامیاب ہو جاؤ گے اپنی منزلوں کو پہنچ جاؤ گے۔

میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک حصّے اور کونے سے گزر رہے تھے دیکھا چند صحابہؓ بیٹھے ہوئے ہیں ان کے سامنے کے دانت نظر آرہے ہیں یعنی مسکراہٹ کی وجہ سے کھل کھلا کر ہنسنے کی وجہ سے نہیں، ٹھٹّا مارنے سے نہیں مسکرا کر ہنسنے سے، اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ متغیر ہو گیا، حالت بدل گئی، انکے پاس پہونچے اور جا کر ان سے پوچھا کیا تم نے موت کا مزا چکھ لیا ہے؟ کہا اے اللہ کے نبیؐ نہیں! کیا تم نے قبر کا گڈھا دیکھ لیا ہے؟ اے اللہ کے نبیؐ نہیں! کیا تم منکر نکیر کے سوالات سے فارغ ہو گئے ہو؟ اے اللہ کے نبی نہیں؟ کیا تم پلصراط سے فارغ ہو گئے ہو؟ اے اللہ کے نبی نہیں؟ کیا تم میزان سے فارغ ہو گئے ہو؟ اے اللہ کے نبی نہیں؟ کہ جس کے سامنے تنی گھاٹیاں موجود ہوں کیسا کھل کھلانا، کیسا ہنسنا، کیسا ٹھٹّہ؟

میدانِ محشر کا نظارہ

اے میرے عزیزو! ہمارے سامنے اتنی گھاٹیاں موجود ہیں، موت کی تلخی ہمارے سامنے موجود ہے، قبر کا اندھیرا ہمارے سامنے موجود ہے، منکر نکیر کے سوالات ہمارے سامنے موجود ہیں، پچاس ہزار سال کا دن ہوگا، سورج سر کے قریب ہوگا، ننانوے حصّہ زیادہ گرمی ہوگی، پانی کا قطرہ پینے کو نہ ہوگا، جسم پر کپڑا بھی نہ ہوگا، زمین تانبے کی ہوگی، آسمان فولاد کا ہوگا، جسم کا پانی خشک ہو گیا ہوگا، کھال چڑھ گئی ہوگی، آنکھیں بھیں گئی ہوں گی، میزان ٹنگا ہوا ہوگا، جسم کا ہر عضو بول رہا ہوگا مجھ سے اس نے ایسے

کیا یسا کیا، جسم کا ہر عضو کہہ رہا ہوگا، گواہی دے رہا ہوگا، پُلصراط کا ایک ملب راستہ موجود ہے جو تلوار سے زیادہ تیز بال سے زیادہ باریک ہوگا۔

ہمارے سامنے اتنی گھاٹیاں موجود ہیں پھر بھی غفلت کی زندگی گزار رہے ہیں

اے میرے عزیزو! ہمارے سامنے اتنی گھاٹیاں موجود ہیں پھر بھی ہم غفلت کی زندگی گزار رہے ہیں، کیا ہمیں اللہ نے اسی لئے پیدا کیا ہے کہ ہم غفلت کی زندگی گزاریں، ہم کسی رسّی سے بندھے ہوئے ہیں، ہم کسی زنجیر سے بندھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم شریعتِ مطہّرہ سے بندھے رہے، سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے رہے تو ہم بھی محفوظ ہیں ہمارا ایمان بھی محفوظ ہے اور اگر شریعتِ مطہرہ کو چھوڑ دیا، شریعتِ محمدیؐ کو توڑ دیا تو نہ ہم محفوظ ہیں نہ ہمارا ایمان محفوظ ہے۔

میرے عزیزو! غور و فکر کرو، غور و فکر کر کے اپنی زندگی کو گزارو، اپنا وقت ضائع نہ کرو، اپنا وقت برباد نہ کرو۔ انشاء اللہ ان باتوں پر عمل کرینگے انشاء اللہ اللہ ربّ العزّت عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مُنیر عالم نقشبندی مجدّدی

کرت پور۔

بسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

مجلس نمبر ۱۱

تقویٰ اور پرہیزگاری یہ دو ایسے پر ہیں جن سے انسان پرواز کر کے اللہ ربّ العزّت تک پہنچ سکتا ہے

حضرت شاہ مُنیر عالم صاحب نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم

یہ وعظ بتاریخ ۱۶ جمادی الآخر ۱۴۲۸ھ مطابق ۲ جولائی ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجدّدیہ) کرت پور بستی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:-
شعبۂ نشر و اشاعت دار العلوم مجدّدیہ خانقاہِ مُنیریہ
محلہ کارستھان قصبہ کرت پور بستی ضلع بجنور (یوپی، پن کوڈ ۲۴۶۷۳۱)
موبائل نمبر 09412486152 09997414108
فون نمبر: 01341 240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۱۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ اَمَّا بَعْد!

جس دن سے رب تیرا پیار ملا ہے انکھیاں بنیں برسات مری

میرے عزیزو! طبیعت خراب ہونیکی وجہ سے پچھلے ہفتے پروگرام منسوخ رہا اسی وجہ سے باہر جانا پڑا اور اب بھی طبیعت ایسی ہی ہے، ہاں یہ ہے کہ ظاہری اعتبار سے اگرچہ طبیعت اچھی نہیں ہے مگر محبوبِ حقیقی کے اعتبار سے طبیعت بہت ٹھیک ہے، پتہ نہیں اللہ کا کیا راز ہے؟

سفر میں وحدہٗ لاشریک کا بڑا قرب رہا، اس کا بڑا انس رہا، اس کی بڑی معیت رہی، اس کے ساتھ ذوق و شوق رہا، کم سفروں میں ایسا ہوتا ہے جیسے کہ اس سفر کے اندر رہا، رب کی یاد ایسی رہی کہ بار بار یہ دل رو جاتا تھا، اچانک میں ایسے ایسے اسرار آتے تھے جو نہ کبھی کانوں نے سنے نہ کتابوں میں پڑھے:

کبھی دل کہتا تھا:	جس دن سے رب تیرا پیار ملا ہے	انکھیاں بنیں برسات مری
کبھی دل کہتا تھا:	جس دن سے رب تیرا انس ملا ہے	سارے نشے میں بھول گیا
کبھی دل کہتا تھا:	جس دن سے رب تیرا نام ملا ہے	سب کے نام میں بھول گیا
کبھی دل کہتا تھا:	جس دن سے رب تیرا در ملا ہے	سب کے در میں بھول گیا

پتہ نہیں اس محبوبِ حقیقی کا کیا راز ہے

اس محبوبِ حقیقی کے قربان جاؤں کہ بیماری میں رہ کر اس نے اپنی ایسی معیت، یہ قرب اور ایسا انس عطا فرمایا کہ کبھی کبھی بہت کم وقتوں میں

ایسے حالات آتے ہیں، جیسا کہ اس سفر میں آئے، ظاہری اعتبار سے میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہے، میں آپ لوگوں سے زیادہ کچھ بتلاتا نہیں ہوں، مجھ سے حقیقت پوچھو تو مجھ سے بولنا نہیں آرہا۔

مگر اپنے رب کے ساتھ بیقراری، بڑھتی چلی جارہی ہے، پتہ نہیں اس محبوبِ حقیقی کا کیا راز ہے؟

کبھی وہ کہلا رہا ہے: جس دن سے رب تیرا درد ملا ہے یہ دل تیرا دیوانہ ہوا
کبھی وہ کہہ رہا ہے: جس دن سے رب تجھ سے روح جڑی ہے روح ہوئی مشتاق تیری

اللہ رب العزت کی ذات کے علاوہ سب کچھ بیکار ہے۔

میرے عزیزو! پتہ نہیں وہ کیا کیا راز کہلا رہا ہے مجھ سے باہر ہے، پتہ نہیں، اس کا کیا مقصد ہے، کیا اس کا راز ہے، اس لئے میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں کہ میرے رب کے بنکر رہو، کسی اور کے بنکر نہ رہو، پتہ نہیں آج میں ہوں، کل ہوں یا نہیں ہوں، کوئی بتلانے والا ہے یا نہیں ہے۔

اس لئے میں پھر کہتا ہوں، بار بار کہتا ہوں کہ اپنے دل سے ہر کسی کی محبّت کو نکالدو، ہر کسی کی لگن کو نکالدو، اس کے علاوہ میرے عزیزو کچھ نہیں ہے، بہت کچھ بھاگ دوڑ کر کے دیکھ لیا، اللہ ربُّ العزّت کی ذات کے علاوہ سب کچھ بیکار ہے یہاں تک کہ جنت بھی بیکار ہے، گر جنت میں اسکا دیدار ہے، اس کا پڑوس ہے تو جنّت ہے ورنہ میرے عزیزو! جنت بھی کچھ نہیں ہے۔

کاش تم اللہ کے نیک بندے بن جاؤ

آج رب مجھ سے کہہ رہا ہے میں کہہ دیتا ہوں، آپ کو

ڈانٹ ڈپٹ کر دیتا ہوں، ورنہ میرے عزیزو، جہاں ذکر کے بڑے بڑے حلقے ہوتے تھے، تصوف کے بڑے بڑے اسرار و مسائل بیان ہوتے تھے، جہاں خانقاہوں میں بڑے بڑے عارف باللہ ہوتے تھے، بڑے بڑے اللہ کے عاشق اور دیوانے ہوتے تھے، آج تقریباً ساری جگہیں خالی اور سونی پڑی ہیں، داستانِ عشقِ حقیقی آج وہاں بیان ہوتی نظر نہیں آتی ہے، بہت بڑی بڑی بلڈنگیں اور ادارے آپ کو نظر آئیں گے، بے شک ان میں دین کی تعلیم و تبلیغ ضرور ہوتی ہے مگر میرے عزیزو! اصلاحی، تربیتی اور اللہ ربّ العزّت کے عشق و محبّت، ذکر و اذکار اور اسکی یادیں آہیں بھرنے کا معاملہ بہت کم نظر آتا ہے۔

یہ چھوٹی سی جگہ جو اللہ ربّ العزّت نے بنوائی ہے، یہاں پر کچھ اپنی داستانِ عشق و محبّت کہلوا دیتا ہے، اپنی طرف کھینچاؤ کی باتیں کہلا دیتا ہے، آپ لوگوں کو کچھ ڈانٹ ڈپٹ کروا دیتا ہے کہ کاش تم اللہ کے نیک بندے بن جاؤ، اللہ سے تعلق رکھنے والے بن جاؤ، ہر کسی سے تعلق ٹوٹ جائے اللہ سے تعلق جڑ جائے، اس کے علاوہ میرے عزیزو! سب کا سب بیکار ہے۔

ساری دُنیا تمہاری عزت کرے، ساری دُنیا تمہاری قدر کرے، ساری دُنیا تمہارے پَیر چھوئے، ساری دنیا تمہارے ہاتھ چُومے، ساری دُنیا تمکو جُھک کر سلام کرے، مگر اللہ ربّ العزّت کی نظروں میں تمہاری عزّت نہ ہو تو سب بیکار ہے۔

دو مولوی صاحبان کی مُلاقات اور عجیب مثالی گفتگو

اسی سفر کی بات ہے،

دو مولوی صاحبان تھے، چندے کی غرض سے وہاں گئے ہوئے تھے، وہ میرے

پاس ملاقات کے لئے آئے، میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ بھائی تم سے میری ملاقات پہلے بھی ہوئی ہے تم فلاں جگہ پڑھاتے تھے اب کہاں پر ہو؟ کہنے لگے کہ جی میں نے پڑھانا تو چھوڑ دیا ہے اور دوکان کر لی ہے۔

میں نے کہا کہ بھائی اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین کی تعلیم سے نوازا ہے تمکو تو اسی کام کے اندر رہنا چاہیئے تھا۔ اللہ کو جس سے جو کام لینا ہوتا ہے اسے وہی کام سکھلاتا ہے، لہٰذا اس کو اسی کام میں رہنا چاہیئے۔

انھوں نے کہا کہ جی یہ تو ٹھیک ہے مگر جب سے میں نے دوکان کی ہے میری بڑی عزت ہے، بڑی قدر ہے، بہت سے لوگ جُھک کر سلام کر کے جاتے ہیں۔

اتفاق کی بات کہ ہماری قیامگاہ کے سامنے ایک مندر تھا، جسمیں مورتیاں رکھی ہوئی تھیں، اور اسکے باہر بھی ایک ننگی مورتی رکھی ہوئی تھی، وہ مورتیاں ہمارے کمرہ کی کھڑکی سے نظر آ رہی تھیں۔ میں نے ان مولوی صاحب سے کہا کہ ذرا آپ اس کھڑکی سے اپنا منہ باہر نکال کر ان مورتیوں کو دیکھئے جو سامنے مندر میں رکھی ہوئی ہیں کیا آپ کو نظر آ رہی ہیں؟

کہنے لگے کہ ہاں نظر آ رہی ہیں۔

میں نے کہا، دیکھئے کوئی ہندو ایسا ہے جو بغیر جُھکے یہاں سے آگے نکل رہا ہے، غور کیجئے لائن لگی پڑی ہے، پیدل چلنے والے، گاڑی والے سب کے سب ان مورتیوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اور جُھک کر جا رہے ہیں یا نہیں؟

کہنے لگے کہ جی ہاں جا رہے ہیں۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ ذرا یہ بتلایئے کہ یہ مورتیاں اور یہ کافر سب کے سب جہنّم میں جائیں گے یا نہیں، انھوں نے کہا

جی جہنّم ہی میں جائیں گے۔

تو آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں بہت بڑا اللہ والا یا جنتی بن گیا

تو پھر میں نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب، اگر آپ کے سامنے لوگ جُھک کر سلام کر رہے ہیں تو آپ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ میں بہت بڑا اللہ والا یا بہت بڑا جنّتی بن گیا، اور میری بہت بڑی قدر ہو رہی ہے یہ بھی ایک خرابی پیدا ہو گئی ہے کہ چند لوگ اگر کسی کو ماننے لگیں تو سمجھنے لگتا ہے کہ مجھے تو پُوجا جا رہا ہے، اب ان مورتیوں کو دیکھو ہزاروں لاکھوں لوگ ان کا احترام کر رہے ہیں، جُھک کر ہاتھ جوڑ کر سلام کر رہے ہیں انکو پُوج رہے ہیں، ان کی پرستش کر رہے ہیں، مگر پھر بھی یہ مورتیاں جہنم میں جائیں گی اسی طرح ان کو پوجنے والے بھی جہنّم میں جائیں گے۔

قرآن کہتا ہے: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ کہ اللہ کے سوا جن کی بھی عبادت کی جاتی ہے وہ بھی اور ان کے عبادت کرنے والے سب کے سب جہنّم کا ایندھن ہیں۔

عِلم حاصِل کر لینا کمال نہیں اللہ سے تعلّق پیدا کر لینا کمال ہے

میرے عزیزو! ان ساری باتوں سے بچو، خالص اللہ کی محبّت پیدا کرو، اس کے علاوہ کسی اور کی ایسی محبّت نہ ہو جو دل کو بے چین و بے قرار کرنے والی ہو، اگر تمہارے دل ایسے بن گئے تو تم اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ جاؤ گے، اور اگر ایسے نہیں بنے تو میرے عزیزو! گھاٹے میں ہو، خسارے میں ہو، ہمیشہ یاد رکھو، علم حاصل کر لینا کمال نہیں اللہ سے تعلّق پیدا کر لینا کمال ہے، خالص علم سے بات

نہیں بنتی ہے۔ گدھے کے اوپر کتابیں لاد دو، وہ گدھا ان کتابوں کو لیکر جہاں جائے گا تو مولوی، مفتی نہیں کہلائے گا۔ مولوی، مفتی وہی ہے جس کا تعلق اپنے محبوب حقیقی سے جڑ گیا ہے۔ مولانا رومیؒ خود کہتے ہیں کہ میں پہلے مولوی نہیں تھا، جب میں شمس تبریزؒ سے جڑ گیا تب مولوی بنا۔

کبھی کبھی انسان اپنے محبوب کا بڑا قریبی ہوتا ہے

تو میرے عزیزو، کبھی کبھی انسان کے اوپر ایسے حالات آتے ہیں کہ ان میں وہ اپنے محبوب کا بڑا قریبی ہوتا ہے، اس کا محبوب بھی اس کے بڑا قریب ہوتا ہے، ان وقت کو بڑا غنیمت سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ رحمت کا وقت ہمکو عطا کیا ہے، اس وقت میں بالکل خالص طلب اپنے اندر پیدا کرو، تڑپ پیدا کرو، اپنے محبوب کے شیدائی بن جاؤ اور ان مبارک لمحات میں تم دنیا و آخرت کی کوئی چیز مت مانگو، بلکہ ایسے متبرک اوقات میں تم صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ذات کو مانگو، اللہ سے اللہ کی بھیک مانگو کہ دونوں جہاں میں سب سے بڑی بھیک یہی ہے۔

دُنیا مانگوں رب نہ آخرت مانگوں ❖ دونوں جہاں کے بدلے مانگوں
تجھکو مانگوں تجھ سے مانگوں ❖ تجھ سے تیرا درد میں مانگوں

اللہ سے اللہ کا درد اور قرب مانگو

میرے عزیزو! اللہ سے اللہ کو مانگو، اللہ سے اللہ کا درد مانگو، اللہ کا قرب مانگو، اللہ سے اللہ کی محبت مانگو، اللہ سے اللہ کا انس مانگو، اللہ سے اللہ کی معیت مانگو اگر تم سمجھدار ہو۔ ورنہ ناسمجھ انسان تو نہ جانے کیا کیا مانگ بیٹھتا ہے، کوئی دُنیا کی چیز مانگ بیٹھتا ہے یا آخرت کی، اصل مقصد سے

محروم ہو جاتا ہے۔

میرے عزیزو! اللہ نے ہمیں اپنے لئے ہی پیدا کیا ہے کسی اور کے لئے نہیں، اس لئے اسی کے بن کے رہو کسی اور کے مت بنو، اسی کی عبادت کرو، اسی سے اپنا تعلق رکھو، اسی کو حاجت روا، مشکل کشا اور مختارِ کل سمجھو، اسی کو اپنا محبوب بناؤ۔

اگر غیر علاقوں میں اللہ کے بنکر رہو گے تو وہاں اللہ کا قرب زیادہ حاصل ہوگا

اللہ رب العزت ہمیں صرف اپنا ہی دیکھنا چاہتا ہے کسی اور کا دیکھنا نہیں چاہتا، ہمارے دل خالص اپنے لئے ہی دیکھنا چاہتا ہے وہ ہمارے دل میں کسی اور کو دیکھنا نہیں چاہتا ہے۔

ہمارے کتنے ہی مسلم بھائی ایسے ہیں جو غیر علاقوں یا ایسی جگہوں میں جاکر جہاں پر کافر لوگ زیادہ ہوتے ہیں یا بددینی کا ماحول ہوتا ہے، اپنی نمازیں غائب کر دیتے ہیں، ٹوپیاں اتار لیتے ہیں، یہاں تک کہ اپنی شکلیں بدل دیتے ہیں، اپنی پہچان ہی ختم کر دیتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیئے یہ بڑے شرم کی بات ہے۔

اے میرے عزیزو! اگر تم غیر علاقوں میں یا بددینی کے ماحول میں جاکر اپنے اللہ کے بنکر رہو گے تو تمکو وہاں پر اللہ کا قرب زیادہ ہوگا، اللہ کی معیت زیادہ حاصل ہوگی، ایسا محسوس ہوگا کہ میرا تعلق اللہ رب العزت سے پہلے سے زیادہ اچھے طریقے پر جڑا ہوا ہے، بشرطیکہ تم اپنے اصولوں پر صحیح ہو۔ اور اگر تم ایسے ماحول میں اپنی شکلوں کو بدلدو گے، اپنے لباسوں کو بدلدو گے تو اللہ رب العزت غیروں کا خوف اور گھبراہٹ تمہارے دلوں پر مسلط کر دے گا اور وہاں پر خوف و گھبراہٹ

میں رہ کر تم اپنی زندگی گزارو گے۔

الحمد للہ! اللہ کا کرم ہے ہم مسلمان ہیں، ہم ہر حال اور ہر جگہ میں اپنے اللہ کے بنکر رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ، کتنے بھی کافر کیوں نہ ہوں ہمیں اس سے کیا ڈر ہمیں کوئی کیا ٹوک سکتا ہے کسی کو کیا حق ہے ہمیں اپنے اللہ کا بننے سے روکنے کا۔

پوری دُنیا ہماری ہے ہم پوری دُنیا کے مالک ہیں۔ ایک واقعہ

ایک بار میں کشمیر سے آرہا تھا، جموں اسٹیشن پر جب پہنچے تو ایک غیر مسلم لال پٹی اس کے سر پر بندھی ہوئی ہے میرے پاس آیا وہاں پر چونکہ ان کی کچھ مخصوص دیویاں وغیرہ ہیں اس لئے یاترا کے لئے یہ لوگ وہاں پر زیادہ جاتے ہیں، لال پٹی، لال جھنڈی بھی وہاں سے زیادہ باندھکر آتے ہیں۔

میں الحمد للہ اپنے مسنون لباس میں تھا، تو وہ شخص لال پٹی بندھی ہوئی ہے اسٹیشن پر میرے پاس آکر کہتا ہے کہ: ملا یہ ہندوستان ہے، اور ہندوستان ہمارا ہندوؤں کا ہے۔

جب اس نے یہ الفاظ کہے تو میں نے بلا جھجک کہا،

تو ہندوستان کی بات کرتا ہے ساری دنیا ہماری ہے، دنیا کا وجود ہی ہم سے ہے، اگر مسلمان اس دنیا میں نہیں رہیں گے تو کافر کا ایک بچہ بھی اس دنیا کے اندر نہیں رہے گا۔ تو ہندوستان کی بات کر رہا ہے، دنیا کے ایک ریزے کی بات کہہ رہا ہے، ہم پوری دنیا کے مالک ہیں، اللہ نے دنیا ہمارے لئے ہی پیدا کی ہے میں نے جب اسکو بیباکانہ جواب دیا تو وہ منہ دیکھتا رہ گیا اور چلا گیا، اب وہ کسی دوسرے مُلّا کو نہیں ٹوکے گا کیونکہ اسے جواب مل گیا۔

اپنے کو اللہ کا بنا کر رکھو گے تو اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی

تو میرے عزیزو! غیر علاقوں میں جاکر تم اپنے کو سنبھال کر رکھو گے، اپنے کو صحیح شرعی حالت میں رکھو گے، اپنے کو اللہ کا بنا کر رکھو گے تو اللہ کی نصرت اور مدد تمہارے ساتھ ہوگی۔

اور اگر غیر علاقوں میں جاکر اپنے حلئے بدل دوگے، اپنے ایمان کو بدل دوگے، اپنے چہروں کو بدلوگے، اور لباسوں کو بدلوگے تو تمہارا پتہ بھی نہ چلیگا تم کون ہو اللہ رب العزت پھر خوف اور گھبراہٹ پیدا کر دیتا ہے اور ایسے لوگ اکثر خوف، اور گھبراہٹ میں رہتے ہیں، چاروں طرف سے گھبرائے رہتے ہیں، کہیں ادھر سے کچھ نہ ہوجائے، اُدھر سے کچھ نہ ہوجائے۔

اور جو اللہ کا دیوانہ ہوتا ہے وہ تو مست ہوتا ہے اس کو تو اپنے اللہ پر یقین اور بھروسہ ہوتا ہے، اس کے ساتھ ظاہری اعتبار سے کوئی بھی نہ ہو مگر حقیقت میں اس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ سمجھ گئے ہاں! اس سے اس کا تعلق ہوتا ہے وہ اس کا محبوبِ حقیقی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ ؎

تم میرے ساتھ ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

توحید ہماری بالکل مضبوط ہونی چاہیئے

تو میرے عزیزو! اس معاملے میں بالکل بھی ڈھیل نہیں ہونی چاہیئے، توحید ہماری بالکل مضبوط ہونی چاہیئے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق بالکل مضبوط ہونا چاہیئے۔ ہمارے دل کے اندر کوئی معمولی سا شرک و بدعت بھی نہیں ہونا چاہیئے جو بھی کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کی ذات سے ہوتا ہے اور جو بھی کچھ

ملنے والا ہے وہ اللہ کی ذات سے ملنا ہے، اور سب سے بڑی ذات، سب سے بڑی مُراد جو ہے وہ اللہ ربّ العزت کی ذات ہے۔

عبادت کے بدلے میں صرف اللہ کی ذات کو مانگو، مثال سے۔

میں بار بار آپ لوگوں کو کہتا ہوں، بار بار آپ لوگوں کو سمجھاتا ہوں کہ اپنی عبادت کے بدلے میں نہ دنیا مانگو نہ آخرت مانگو دریں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اپنی عبادت کے بدلے تم نیکیاں بھی مت مانگو، ہاں! اگر مانگو تو صرف اپنے اللہ کی ذات کو مانگو۔

باپ کا کام کیا اس پر مزدوری لے لی، اُستاذ کا کام کیا ان سے مزدوری مانگ لی، کیسا نالائق بیٹا اور شاگرد ہے، ارے ساری زمین اللہ کی، سارا آسمان اللہ کا، سب کچھ دیا ہوا اللہ کا، ہمیں اسی نے بنایا ہے تو ہمیں تو اللہ چاہیئے۔

اگر اللہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا

کیا کریں گے ہم دنیا کو لے کر، کیا کریں گے ہم نیکیاں لیکر، کیا کریں گے ہم جنت کو لے کر، اگر وہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا، اور اگر وہ نہیں ملا تو کچھ نہیں ملا سب بیکار ہے اس پاک ذات کے بغیر۔ بادشاہ مل گیا تو اسکے سارے خزانے مل جائینگے سارے محل اسکے مل جائیں گے، اور اگر بادشاہ نہیں ملا تو میرے عزیزو! کوئی بھی چیز دیکھنے کو نہ ملیگی، اسلئے اپنا خالص تعلق اپنے اللہ سے رکھو اور اپنے اللہ کے بنکر رہو، کسی اور کے بنکر نہ رہو، کسی اور کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔

ایمان والے کے اندر شانِ نبوت ہونی چاہیئے کہ وہ کہیں بھی رہے مسلمان بنکر رہے کسی سے نہ گھبرائے

ایک ایمان والے انسان کے اندر شانِ نبوت ہونی چاہیئے، جیساکہ

ایک نبی کہیں بھی جاتا تھا گھبراتا نہیں تھا اپنے محبوب کے نغمے سُنا سُنا کر لوگوں کو محبوب حقیقی سے ملا دیتا تھا۔

اسی طرح ایک صحابیؓ کہیں بھی جاتا تھا کسی پورے ملک میں تنہا بھی، ہوتا مگر کسی سے خوف نہیں کھاتا تھا بلکہ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب حقیقی اللہ ربّ العزت کے ایسے انداز پر گُن گاتا تھا کہ لوگ خود اُنہوں کے دیوانے بن جاتے تھے۔

میرے عزیزو! ہمیں بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے کہیں بھی ہوں، کسی حال میں بھی ہوں اپنے محبوب کی حمد کے گیت گاتے رہیں، اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے راستے کی طرف لوگوں کی رہبری کرتے رہیں، گھبرانا بالکل نہیں چاہیئے شرمانا نہیں چاہیئے۔ سوچے کہ میں مسلمان ہوں، مجھے سچّے پکّے مسلمانوں ہی کی طرح زندگی گزارنی چاہیئے چاہے چنبل کی گھاٹیوں میں جائے یا کشمیر کی وادیوں میں، اپنوں میں جائے یا غیروں میں، جہاں بھی جائے اپنے اللہ کا بنکر رہے کسی اور کا بنکر نہ رہے۔

اگر چنبل کی گھاٹیاں ہیں تو وہ بھی میرے اللہ کی ہیں، کشمیر کی وادیاں ہیں تو وہ بھی میرے اللہ کی ہیں دُنیا کا کوئی بھی کتنا ہی طاقتور ملک ہو وہ بھی میرے اللہ کا ہے، سارے کا سارا جہان میرے اللہ ہی کا ملک ہے کسی اور کا نہیں ہے، میرے اللہ کی ملکیت میں کسی کو کیا دخل ہے صرف اللہ ہی کو دخل ہے میرا اللہ جو چاہے اپنے ملک میں تبدیلی کر سکتا ہے، میرے اللہ ہی کو صرف اسکا حق حاصل ہے۔

جو اللہ کا عاشق اور دیوانہ ہوتا ہے وہ قوموں کا رہنما اور پیشوا بنتا ہے

جب جب لوگوں نے اللہ سے تعلق جوڑا ہے، تب تب اللہ نے ان کو عزت عطا فرمائی ہے اور جب جب لوگوں نے اللہ سے روگردانی کی ہے اللہ نے ان کو ذلیل وخوار کیا ہے

چھوٹی قوم ہو یا بڑی۔ اللہ ربّ العزت کسی قوم اور برادری کو نہیں دیکھتا ہے، اللہ ربّ العزت کسی شہری اور دیہاتی کو نہیں دیکھتا ہے۔ اللہ ربّ العزت اس کی نیّت کو دیکھتا ہے کہ اس کا ارادہ اور چاہت کیا ہے، اس کا دل کیسا ہے۔ اس کے دل کی بھوک اور پیاس کیا ہے، پس جو شخص اس میں سچا ہوتا ہے اس کا عاشق اور دیوانہ ہوتا ہے وہی قوم کا رہبر اور پیشوا بنتا ہے۔

جس دن سے تیرا دَر ملا ہے سارے دَروں کو بھول گیا

میرے عزیزو! سچی محبّت اپنے اللہ سے کرو کسی اور سے مت کرو

جس دن سے رب تیرا پیار ملا ہے
انکھیاں بنیں برسات مری

سمجھ میں بات آرہی ہے یا نہیں۔ برسات سے کیا مُراد ہے؟ برسات میں کیا ہوتا ہے؟ پانی ٹپکتا ہے۔ اسی طریقے سے اے اللہ جس دن سے تیرا پیار ملا ہے میری آنکھیں برسات بنی ہوئی ہیں کہ ان سے تیرے عشق و محبّت کا پانی ٹپکتا رہتا ہے۔

جس دن سے رب تیرا دَرد ملا ہے — یہ دل بنا دیوانہ تیرا
جس دن سے رب تیرا قُرب ملا ہے — سب سے ہوئی بیگانگی
جس دن سے رب تیرا دَر ملا ہے — سارے دروں کو بھول گیا

دَر جانتے ہو جب انسان اللہ کے در کا ہو جاتا ہے، اس کے دروازے کا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی کے دروازے پر اپنے کوے جانا، چھ نہیں سمجھتا ہے سارے دروازے وہ بھول جاتا ہے، غریبوں کے امیروں کے کسی کے بھی

کیوں نہ ہوں۔

جس دن سے رب تیرا دَر ملا ہے — سارے در میں بھول گیا
جس دن سے رب تیرا اُنس ملا ہے — سارے نشے میں بھول گیا

آپ لوگوں نے دعاؤں میں بار بار سُنا ہے، اے اللہ اپنے انس کی شراب پلا دے، اے اللہ اپنے قرب کا کھانا کھلا دے، کہ تیرے انس کی شراب پی کر، تیرے قرب کا کھانا کھا کر، محبوب تجھ ہی کو، تکوں، تیرا قرب اور انس مانگوں اور پھر مست ہو کر کہوں:

جس دن سے رب تیرا اُنس ملا ہے — سارے نشے میں بھول گیا

باسعادت، بامراد وہی انسان ہے جو اپنے اللہ کا بنکر اس دُنیا سے جاتا ہے

تو میرے عزیزو! اللہ کی یاد میں غفلت نہ کرو، اللہ سے تعلق جوڑنے میں بالکل سستی نہ کرو، پتہ نہیں زندگی کہاں چھوٹ جائے، کہاں ٹوٹ جائے، کہاں رہ جائے کسی سڑک پر رہ جائے یا کسی ہسپتال میں رہ جائے، کہیں دیہات میں رہ جائے یا شہر میں رہ جائے، اپنے گھر میں رہ جائے یا جنگل میں رہ جائے، کیا پتہ کہاں سانس نکل جائے، اس کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ اسلئے میرے عزیزو! اپنا تعلق اپنے اللہ سے رکھو، اور ہر وقت اپنے اللہ کے بنکر رہو، کہیں بھی اگر بلاوا آجائے تو ہم اسی کے بنکر اس دُنیا سے جائیں اور کسی کے بنکر نہ جائیں۔ باسعادت بامُراد وہی انسان ہے جو اپنے اللہ کا بنکر اس دُنیا سے جاتا ہے۔

تقویٰ اور پرہیز گاری سے انسان خدا تک پہنچتا ہے، نری عبادت سے نہیں

ایک مفتی صاحب جو کسی کے خلیفہ بھی ہیں انھوں نے مجھ سے کہا کہ جی میں کچھ کرتا ہوں کہ بھائیو!

اگر اللہ تک پہنچنا ہے تو اپنی عبادت کو صحیح کر لو۔

میں نے کہا بھائی کیا یہ عبادت اللہ تک پہنچا دے گی۔ انسان بڑی عبادت کرتا رہے، بڑی ریاضات کرتا ہے، رات دن روزے رکھتا ہے، راتوں کو تہجد پڑھتا رہے، مگر تقویٰ اور پرہیزگاری اس کی زندگی میں نہ ہو وہ عبادت اسکی کس کام کی ہے۔ اسی لئے حضرت میں تو یہ کہتا ہوں کہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کروگے تو اپنے محبوب تک رسائی حاصل کروگے، اللہ تک عبادت سے نہیں، تقویٰ اور پرہیزگاری سے ہی پہنچوگے۔

تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ اگر تھوڑی اور چھوٹی سی عبادت بھی ہوگی تو بہت بڑی عبادت بن جائے گی، اور بغیر تقویٰ اور پرہیزگاری کے اگر کتنی بڑی عبادت بھی ہوگی تو وہ عبادت نہیں کہلائے گی، وہ تو لہو ولعب بن جائے گا۔

اللہ ربّ العزّت تک پہنچنے کے لئے تقویٰ اور پرہیزگاری کے پروں کی ضرورت ہے

پھر میں نے آگے کہا کہ حضرت میں صرف یہی نہیں کہتا ہوں بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ دہلی جانے کے لئے ایک موٹر گاڑی کی ضرورت ہے، ممبئی کے لئے ایک ریل گاڑی کی ضرورت ہے، ایران توران کے لئے ایک تیز رفتار سیّارے کی ضرورت ہے۔

اللہ ربّ العزّت تک پہنچنے کے لئے کونسی سواری کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا حضرت بتا دیجئے کونسی سواری کی ضرورت ہے؟ کہا کہ جی آپ ہی کہدو۔

میں نے کہا، تقویٰ اور پرہیزگاری کی سواری کی ضرورت ہے، تقویٰ اور پرہیزگاری ہی کے پر اس محبوب کی بارگاہ تک لے جاسکتے ہیں کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے۔

بڑے خوش ہوئے کہ جی بہت اچھی بات کہی، میں تو صرف یہی سمجھتا تھا کہ عبادت کے ذریعہ ہی سے خدا تک پہنچا جا سکتا ہے، اب ذہن میں بات آئی۔

اللہ کا بنکر عبادت کرنا کچھ الگ ہی بات ہے

میں نے مزید کہا دیکھئے عبادت بہت بڑی چیز ہے، مگر اللہ کا بن جانا اور اس کا بنکر عبادت کرنا کچھ الگ بات ہے۔ اللہ کا بنکر اگر عبادت کرے گا تو کچھ اور ہی بات ہوگی، اور اگر دنیا کا بنکر عبادت کریگا تو یہ عبادت بھی دُنیا ہی کے لئے ہوگی اللہ کے لئے نہیں ہوگی، اللہ کے بنکر عبادت کرو پھر یہ عبادت بہت بڑی چیز ہے۔

تو مفتی صاحب کہنے لگے کہ جی آپ کی مدقات اور گفتگو سے بڑا دل خوش ہوا۔ میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا۔

میں نے کہا کبھی بھی تشریف لایئے، آپ میرے بڑے ہیں بزرگ ہیں آپکے سفید داڑھی اور سفید بال ہیں میں تو آپ کا خادم ہوں، کسی وقت بھی تشریف لائیں۔

اپنے کو ہمیشہ سب سے چھوٹا ہی سمجھنا چاہیئے

ہمیشہ اپنے کو چھوٹا ہی سمجھنا چاہیئے، بڑا نہ سمجھے، یہ بات یاد رکھئے، ہمیشہ اپنے کو اپنی عبادت کو سب سے کمتر جانو کہ سب سے چھوٹا میں ہوں، سب سے نکمّا میں ہوں، سب سے بیکار میں ہوں، سب سے کم میری عبادت اور میری نیکیاں ہیں حتّٰی کہ کتّے بلّی سے بھی میں بدتر ہوں۔

کیونکہ کتّا مر رہا ہے تو اس کا بھی کھاد بن رہا ہے، بلّی مر رہی ہے اس کا بھی کھاد بن رہا ہے، جو چیز بھی مر رہی، گل رہی، سڑ رہی اس کا بھی کھاد بن رہا ہے

خدا کی مخلوق کو فائدہ پہنچ رہا ہے کہ ان کا کھیتوں کھلیانوں وغیرہ میں پڑ رہا ہے جس سے انسانوں اور کھیتوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے، خدا کی مخلوق اس سے فیضیاب ہو رہی ہے، مگر انسان مر رہا ہے، اس مٹی کے نیچے جو رہ رہا ہے یا جل رہا ہے اس کا تو کچھ بھی نہیں بن رہا ہے کہ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ ہاں اگر اس کا عمل صحیح ہے اور اسکا تعلق اپنے اللہ سے ہے تو پھر میرے عزیزو! یہ سب سے افضل، اور کامیاب ہے ایسے مردِ مومن کا جسم تو مر جاتا ہے مگر اس کا قول باقی رہ جاتا ہے۔

یہ سب میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تو بصیرت ہے

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری اعتبار سے اس ناپاک دُنیا کو الوداع کہہ گئے، مگر بصیرت کے اعتبار سے آج بھی موجود ہیں، یہ سب میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی تو بصیرت ہے جو میں بول رہا ہوں آپ سُن رہے ہیں، کسی اور کی تھوڑا ہی ہے چہار دانگ عالم میں میرے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض پھیلا ہوا ہے، کسی اور کا ہرگز نہیں۔ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشری اعتبار سے چلے گئے۔ بشر کہتے ہیں انسان کو، وہ انسان مٹی کا بنا ہوا ہے، اس لئے جسمانی طور پر آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے مگر روحانیت اور بصیرت کے اعتبار سے تاقیامِ قیامت باقی ہیں۔

جسمانی اعتبار سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کا جسمِ اطہر بعینہٖ ہمیشہ محفوظ رہے گا، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو زمین نہیں کھاتی ہے، کیونکہ اس پر یہ مبارک جسم حرام ہیں۔

ہر اچھی بات میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے

آج پوری دُنیا میں اگر اچھا کلام پھیلا ہوا

ہے، اگر کہیں دُنیا کے کسی بھی خطے میں کوئی اچھی بات موجود ہے تو وہ سب کی سب میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے۔

اللہ نہیں آیا، اللہ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ تم اچھی باتیں لیکر جاؤ اور میرے بندوں کو پہنچا دو، میرے بندوں کو سکھلا دو، اور اگر بُری بات ہے تو وہ شیطان کی طرف منسوب ہے، اسی نے بُرائی، اور تمام بُری چیزیں دُنیا میں پھیلائی ہیں۔ اس لئے ہر اچھی بات میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور ہر بُری بات شیطان مردود کی ہے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپکا پڑوس ہو یا اللہ کا پڑوس ہو

سارے کے سارے نبی اللہ کے دیوانے تھے، تمام نبیوں کے اصحاب اللہ کے دیوانے تھے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اگر کسی سے کہا کہ مانگ لے کیا مانگتا ہے تو اس دیوانے وارفتہ نے جنّت نہیں مانگی، دنیا نہیں مانگی بلکہ کیا مانگا کہ بس یہی تو یہ چاہتا ہوں مجھے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا پڑوس ملے یا اللہ ربُّ العزّت کا۔

دُنیا و آخرت دونوں سے نظر ہٹا کر صرف خالق کی طرف نظر کرنا صادقین کی پہچان ہے

ہمیں جنّت کیوں اچھی لگتی ہے کہ جنّت میں اللہ کا دیدار ہوگا، ورنہ دنیا بھی ایک مخلوق ہے، جنّت بھی ایک مخلوق ہے۔

دنیا کی غرض سے اگر عبادت کروگے تو تم بُت پرست کہلاؤ گے، اگر جنّت کے لالچ میں عبادت کروگے تو تم بُت پرست کہلاؤ گے، اگر نیکیوں کے اعتبار سے تم عبادت کروگے تو تم مزدور اور لالچی کہلاؤ گے، اور اگر خالص اللہ کے لئے تم

عبادت کرو گے تو تم صادق اور سچے کہلاؤ گے۔

مزدور کی نظر مزدوری پر ہوتی ہے، نیکیوں پر اگر نظر ہے کہ سات سو مل جائیں سات ہزار مل جائیں، سات لاکھ مل جائیں تو یہ مزدور کی پہچان ہے صادق کی نہیں صادقین کی پہچان تو یہ ہے کہ جیسی اس کی نظروں میں دنیا ہے ایسی ہی اس کی نظروں میں آخرت ہے، جیسا اس کی نظروں میں دنیا کا پیسہ ہے ایسے ہی اس کی نظروں میں آخرت کی نیکیاں ہیں۔

اللہ تو میرا ہے میں تیرا بندہ ہوں

بس نہ دنیا ہو نہ آخرت ہو، نہ دنیا کے اعتبار سے پیسہ ہو نہ آخرت کے اعتبار سے نیکی ہو، اگر ہو تو اللہ رب العزت کی ذات ہو، کہ اللہ میں تو تیری غرض سے عبادت کر رہا ہوں، تو نے مجھے بنایا ہے تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اے اللہ بس میں اسی لئے یہ نیک کام کر رہا ہوں۔

اے اللہ! تو میرا اللہ ہے میں تیرا بندہ ہوں، تیرا غلام ہوں، اس لئے ٹوٹی پھوٹی تیری عبادت کر رہا ہوں کہ میرا حق ہے کہ میں اپنے آقا کو سجدہ کروں، میرا حق ہے کہ میں اچھے الفاظ سے اپنے آقا کو پکاروں۔

اے میرے آقا ہر نیکی میں اس لئے کر رہا ہوں کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے

ارے آقا کا غلام پر یہ حق ہے یا نہیں کہ غلام بغیر کسی لالچ کے اپنے آقا کو اچھے اچھے الفاظ سے پکارے، وہ اپنے آقا کی تعظیم کرے، اسکی خدمت گزاری کرے۔

اے میرے آقا تو میرا سچا آقا ہے میں تیرا غلام ہوں، میں تو بس اپنے آپ کو بندہ اور غلام سمجھتے ہوئے، تجھکو آقا سمجھتے ہوئے اچھے اچھے الفاظ سے

تجھے پکار رہا ہوں، یاد کر رہا ہوں، تجھکو سجدہ کر رہا ہوں، راتوں کو تیرے لئے جاگ رہا ہوں، دن کو روزہ تیرے لئے رکھ رہا ہوں۔

اے میرے محبوب! اے میرے آقا کوئی بھی نیکی اگر میں کر رہا ہوں تو اس لئے کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے، بس محبوب میں صرف اسی لئے ہی کر رہا ہوں کہ تیری مبارک ذات مجھے مل جائے۔

کیوں تم چھوٹی سی مزدوری مانگ رہے ہو

دنیا و آخرت میں اس سے اچھا کوئی نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں سات سو نیکیاں ملیں گی، سات ہزار ملیں گی، سات لاکھ ملیں گی، ٹھیک ہے، مگر میرے عزیزو! تم چھوٹی سی مزدوری کیوں مانگ رہے ہو، اسی کو، لگو جو سب سے بڑا ہے، چھوٹی مزدوری کے پیچھے مت جاؤ، ہمیں تو اللہ چاہیئے ہر عبادت اور نیکی کے بدلے ہمارا محبوب اللہ چاہیئے، اے اللہ ہمیں تو تو چاہیئے، تو ہمارے لئے کافی ہے، تیرا نام ہمارے لئے کافی ہے، دنیا و آخرت دونوں جہان میں تو ہمارے لئے کافی ہے۔

ہمارے محبوب ہمیں تو بس تو ہی چاہیئے

دنیا کس نے بنائی؟ اللہ نے، آخرت کس نے بنائی؟ اللہ نے، جنت کس نے بنائی؟ اللہ نے، دوزخ کس نے بنائی؟ اللہ نے، بھیجنے والا، عطا کرنے والا، سب کچھ کرنے والا وہی اللہ ہے۔ میرے اللہ تو، مالک ہے، تو خالق ہے، تو جانے آگے تیرا کیا معاملہ ہے، تو جانے کہاں رکھے کہاں نہ رکھے، کیا کرے کیا نہ کرے، کہاں داخل کرے کہاں نہ کرے یہ تو رب تیرا اپنا معاملہ ہے، پر ہمارے محبوب ہمیں تو بس تو ہی چاہیئے۔

زندگی کی ہر چیز اپنے محبوب کیلئے ہو

اے میرے عزیزو! ایسا ایمان پیدا کرو، میرے محبوب سے ایسی محبت پیدا کرو تاکہ تم اپنی مُراد کو پہنچ جاؤ، اس کے بغیر میرے عزیزو، کچھ بھی نہیں ہے۔ اپنی بھوک، اپنی پیاس، اپنا دن، اپنی رات، اپنا سونا، اپنا جاگنا، اپنی خوشی، اپنا غم سب کچھ اپنے محبوب کے لئے بنا لو۔

سوؤ تو اس غرض سے کہ میرے محبوب کے انمول موتیوں کی زیارت نصیب ہو جائے
جاگو تو اس غرض سے کہ میری زبان سے اپنے محبوب کے انمول موتی نکلیں۔
خوش ہو تو اس لئے کہ میرا تعلق میرا دل اپنے محبوب سے جڑا ہوا ہے۔
غمگین ہو تو اس لئے کہ آج میں اپنے محبوب سے دور کیوں ہو گیا ہوں۔
میرا دل اُجڑا اُجڑا سا کیوں ہے، آج میرا دل اپنے محبوب سے دُور دُور کیوں پھر رہا ہے، پتہ چل جاتا ہے کہ دل جڑا ہوا ہے یا یہ دل ہٹا ہوا ہے۔

سوچے، غور کرے اور اس پر غمگین ہو کہ آج میرا دل اپنے محبوب سے کیوں ٹوٹا ہوا ہے؟ کیا غلطی ہو گئی، کون کونسی کوتاہیاں، بے ادبیاں مجھ سے اپنے محبوبِ حقیقی کی شان میں ہو گئیں جو آج میں اپنے محبوب سے بہت دُور ہوں۔

یہاں تک کہ اللہ اور اسکے پاک رسولؐ کی بھی زیارت نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت امام ابوحنیفہ قدس اللہ سرّہٗ نے سو مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے

ہو تو یہ سمجھو کہ اپنے محبوب کے انمول موتی میں اپنی زبان سے نکالوں۔ خاموش رہو تو سمجھو کہ اپنے محبوب کی معرفت کے اسرارات اپنے دل میں بسا لوں غرض ہر وقت ہر سو مدا اپنے رب کے ساتھ شرعی حیثیت سے ایکدم صحیح رکھو، جب

ایسا ہوگا تو میرے عزیزو! تم عجیب وغریب حالات محسوس کرو گے، اپنے معبود کی انواع انواع اقسام کے ہیرے موتیوں اور نعمتوں کو دیکھو گے یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی تم مشرف ہو گے۔ وہیں تک معاملہ نہیں ہے بلکہ خود اللہ ربّ العزّت کی زیارت بھی نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت امام ابوحنیفہ قدس سرّہٗ نے سو مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ ربّ العزّت کا دیدار کیا ہے۔

جاگتے میں بھی زیارت کرسکتے ہیں بشرطیکہ ہم صاحبِ دل اور صاحبِ حال بن جائیں

ہم بھی کر سکتے ہیں، بشرطیکہ خالص تعلق اپنے اللہ سے ہو، بیچ میں کسی کی رکاوٹ نہ ہو، سوتے سوتے ہی نہیں جاگتے جاگتے بھی کر سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جاگتے جاگتے بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ ہم صاحبِ دل اور صاحبِ حال بن جائیں۔

ارے جب کوئی کسی کا دیوانہ ہوتا ہے، خوابیں بھی اسی کے لئے، نمازیں بھی اسی کے لئے، ہر قسم کی مُراد بھی، اسی کے لئے ہو جاتی ہے۔

مجنوں لیلیٰ کا دیوانہ تھا، تو لیلیٰ لیلیٰ لیلیٰ لکھ رہا ہے، خوابوں میں بھی لیلیٰ کو دیکھ رہا ہے، جاگتے میں بھی کُتّے کو چاٹ رہا ہے، کُتّے ہی کو چوم رہا ہے کہ یہ میری لیلیٰ کے شہر سے آ رہا ہے۔

دنیا کی ناپاک محبّت والا انسان تو اتنی محبّت کرے اور اللہ سے محبّت کرنے والا اس سے زیادہ محبّت نہ کرے بڑے شرم کی بات ہے ایمان والے کو سب سے زیادہ محبّت اپنے اللہ سے ہونی چاہیئے

ایک دُنیا کی ناپاک محبّت والا انسان، فانی اور مر کر گل سڑ جانیوالی

لیلیٰ سے اتنی محبت کر کے دکھلا دے، اور ایک اللہ کی پاک محبت کا دعویٰ کرنے والا انسان اپنے ہمیشہ باقی رہنے والے اللہ سے اتنی محبت کر کے نہ دکھلا سکے تو شرم و حیا کی بات ہے۔

مجنوں لیلیٰ کی محبت میں رات اور دن کو بھول رہا ہے، رات دن کو ایک سمجھ رہا ہے، ایک دوسرے سے ایسا تعلق ہے کہ ایک کے کوڑے مارے جا رہے تو نشان دوسرے کے پڑ رہے ہیں۔ ارے ایمان والے کو تو ان سب سے زیادہ محبت اپنے اللہ کی ہونی چاہیئے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔

میں تیرا کب بن جاتا ہوں جب تو میرا بن جاتا ہے

جب انسان اللہ کی محبت میں ایسا گھل جاتا ہے تو پھر وہی بات ہو جاتی ہے، میں تیرا کان بن جاتا ہوں، تیری آنکھ بن جاتا ہوں، تیرا ہاتھ بن جاتا ہوں، تیرا پیر بن جاتا ہوں، کب بن جاتا ہوں؟ جب تو میرا بن جاتا ہے۔

سُنی ہے آپ نے یہ حدیث کیا فرما رہا ہے ہمارا محبوب کہ نوافل کے ذریعہ بندہ میرے قریب ہوتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ میں اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑے، میں اسکا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے، میں اسکے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنے، اسکی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولے۔

یعنی اللہ رب العزت کی مرضی کے خلاف اسکا کوئی کام نہیں ہوتا ہے، ہر کام اسکا اس محبوب حقیقی کی مرضی کے تحت ہوتا ہے۔ غور کیجئے کیسی محبوبیت والا وہ ہمارا رب، وہ ہمارا محبوب کتنا اچھا ہے، کیسا اچھا وعدہ وہ ہم سے کر رہا ہے، قربان جایئے ایسے پیار کرنے والے رب کے۔

جس دن سے رب تیرا انس ملا ہے سارے نشے میں بھول گیا

جس دن سے رب تیرا پیار ملا ہے ... انکھیاں بنیں برسات مری
جس دن سے رب تیرا انس ملا ہے ... سارے نشے میں بھول گیا

اے میرے عزیزو! ایک نشہ نیند کا ہوتا ہے، ایک نشہ جوانی کا ہوتا ہے، کھانے کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے، اچھا لباس پہننے کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے، مالداری کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے، خاندان کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے، پان، بیڑی، سگریٹ، حقہ، تمباکو، گٹکا وغیرہ کا بھی ایک نشہ ہوتا ہے۔ صرف شراب کا ہی نشہ نہیں ہے، بہت سارے نشے ہیں۔ مگر میرے عزیزو! جس دن سے تیرا انس ملا ہے سارے نشے میں بھول گیا۔ ہاں! سارے نشے میں بھول گیا، کہاں جوانی، کہاں مالداری، کہاں عزت و شہرت، کہاں خاندان اور کہاں فلاں فلاں چیز۔

اے اللہ! تیری یاد، محبت اور انس میں سب کو بھول گیا۔

اس کیلئے شرم کی بات ہے جسکو اللہ اپنے در کی رسائی دیدے اور وہ دوسروں کے دروں پر بھاگا پھرے

کبھی کسی کے دروازے پر جاتا تھا، کبھی کسی دوست سے ملنے کے لئے جاتا تھا، کبھی کسی یار کی ملاقات کو جاتا تھا، لیکن اب اس کے لئے شرم کی بات ہے کہ جس کو اللہ اپنے در کی رسائی دے دے اور وہ دوسروں کے دروں پر بھاگا پھرے۔

جس دن سے رب تیرا در ملا ہے ... سب کے در میں بھول گیا

اللہ کے عشق و محبت میں مکھی کے منہ سے نکلے ہوئے قطرہ کے برابر آنسو چودہ طبق پر بھاری ہے

چپکے چپکے تیری یاد ستائے　　انکھیاں بنیں برسات مری

میرے عزیزو! اپنے محبوب کے فراق میں رونا بڑا کیمیا ہے۔ اس سے دل سیراب ہوتا ہے، یہ قطرات بڑے قیمتی ہوتے ہیں ارے اللہ رب العزت کی یاد میں مکھی کے منہ سے نکلے ہوئے معمولی سے قطرے کے برابر بھی اگر آنسو کا ایک قطرہ گرے، اگر اس کو ایک پلڑے میں رکھدیا جائے اور ساتوں زمین اور ساتوں آسمان دوسرے پلڑے میں رکھدیئے جائیں تو اللہ کی یاد میں نکلے ہوئے معمولی سے قطرہ والا پلڑہ ان سب پر یعنی چودہ طبق پر بھاری ہو جائے گا۔

بیٹے کے غم کا آنسو نہیں، بیوی کے غم کا نہیں، بیٹے کے مرنے کا نہیں، بیوی کے مرنے کا نہیں، ماں باپ کے مرجانے کا نہیں، مال کے کھو جانے کا نہیں، بیماری کا نہیں، ارے، اللہ کے عشق اور اس کی محبت کا آنسو۔

جو قطرہ خالص اپنے محبوب کیلئے نکلا ہے

جہنم کا نہیں، جنت کا نہیں، نہ جنت کے شوق سے نکلے، نہ جہنم کے خوف سے نکلے، خالص اپنے محبوب کیلئے جو آنسو کا قطرہ نکلا ہے تمام آنسوؤں پر بھاری ہے تمام جہانوں پر بھاری ہے، اسلئے اپنی تنہائیوں میں اپنے محبوب کے سامنے تھوڑا بہت رولیا کرو۔

رب کا پیار وہ دولت عظیمہ ہے کہ اگر ہفت اقلیم کے بدلے ملے تو بھی بہت سستا سودا ہے

رب کا پیار وہ دولت عظیمہ ہے کہ چودہ طبق کے بدلے بھی اگر خرید یا جائے تو

بھی بہت سستا سودا ہے۔ بالفرض ساتوں آسمان، ساتوں زمین کا کوئی انسان مالک ہو، سارے خزانے، سارے ملک کسی ایک کے پاس ہوں، ہفت اقلیم کا کوئی بادشاہ ہو، اور ان سب کے بدلے اللہ رب العزت کی محبت ملے تب بھی بہت سستی ہے۔

کون ہے جو میرے رب کی مثال بیان کرسکے

اللہ رب العزت کی محبت ایک ایسا انمول موتی ہے، ایسا انمول ہیرا ہے کہ اس سے بڑا ہیرا موتی کوئی نہیں ہے۔ ارے خود میرا رب ہی ایسا عظیم ہے کہ کوئی چیز اس سے بڑی تو کیا اس کے برابر تو کیا، اس کے پاسنگ بھی نہیں ہے۔

میرا رب ایسا ہیرا ہے ایسا موتی ہے، جس کی کوئی مثال نہیں، میرا رب تو بیمثال ہے، کون ہے جو میرے محبوب کی کوئی مثال بیان کرسکے، ارے کون ہے جو میرے آقا کی مثال بیان کرسکتا ہے۔ انسان، جنات، فرشتوں اور دیگر کسی بھی مخلوق میں کوئی مائی کا لال آج تک ایسا پیدا نہیں ہوا اور نہ کبھی ہوگا کہ جو میرے اللہ کی مثال پیدا کرسکے، میرا معبود وہ ہے، میرا محبوب وہ ہے، میرا آقا وہ ہے۔

ہر حال میں اللہ کی عبادت کرنے والے ہر ماحول میں اللہ ہی کے بنکر رہیں

بے دین لوگوں کے پاس بیٹھکر اپنا عقیدہ خراب نہ کرو اپنے اعمال اپنے اوقات ضائع نہ کرو، بت پرست نہ بنو، قبر پرست نہ بنو، کسی غیر کے پجاری مت بنو، غیر اللہ کو پوجنے والے نہ بنو، اللہ کے ماننے والے بنو، اللہ کے چاہنے والے بنو، اللہ کی پرستش کرنے والے بنو، اللہ ہی کی عبادت کرنے والے بنو، اس کے شکر گزار بندے بنو، توحید یعنی ہر اعتبار سے مضبوط رکھو، اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا دل مت دو، ہر حال اور ہر وقت میں اسی

کے ہو کر رہو۔ انشاء اللہ سب سے زیادہ تعلق اپنے اللہ سے رکھیں گے (انشاء اللہ)

سب سے زیادہ محبت اپنے اللہ سے کریں گے۔ (انشاء اللہ)

ہر حال میں، اپنے اللہ کے ہو کر رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

ہر جگہ میں اپنے اللہ کے ہو کر زندگی گزاریں گے۔ (انشاء اللہ)

چاہے مسلم ماحول ہو، یا غیروں کا ماحول ہو، سفر ہو یا حضر ہو، خوشی ہو یا غم ہو، خوشحالی ہو، یا تنگدستی ہو، صحت میں ہو یا بیماری میں ہو۔ ہر حال اور ہر ماحول اور ہر جگہ میں اپنے اللہ کے بنکر رہیں گے۔ (انشاء اللہ)

پھر انشاء اللہ اُمّید ہے میرے عزیزو! تم سچّائی والے بن جاؤ گے۔

اللہ ربُّ العزّت عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مُنیر عالم نقشبندی مجدّدی

کرت پور

دامت برکاتہم العالی

مجلس نمبر ۱۲

سالک کیلئے خلوت نشینی ایک ہیرا ہے

حضرت شاہ مُنیر عالم صاحب نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم

یہ وعظ ۱۱ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۱ جنوری ۲۰۰۸ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجددیہ) کرت پور بسی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:
شعبۂ نشر و اشاعت دار العلوم مجدّدیہ خانقاہِ مُنیریہ
محلہ کائستھان قصبہ کرت پور بسی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ: ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر: 09412486152 09997414108
فون نمبر: 01341 240443

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۱۲

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عشقِ الٰہی کی آگ تمام چیزوں کو خاکستر کر دیتی ہے

دنیا میں اللہ کے ایسے بندے بہت کم ہیں جن کو خداوند قدوس کی فکر ہے اکثر انسان اپنی فکر میں الجھا ہوا ہے مگر اللہ ربّ العزت کے جو عاشقین ہیں، طالبین ہیں، عارفین ہیں، ان کو ہر وقت اللہ کی فکر لگی رہتی ہے، اللہ ربّ العزت کی معیت حاصل کرنا، اسکا قرب حاصل کرنا، اسکا انس حاصل کرنا، اس کے در کی حضوری حاصل کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

ان چیزوں کے لئے بڑی محنتوں کی ضرورت ہے، مجاہدوں کی ضرورت ہے، اور اپنے دل کے اندر سچائی پیدا کرنے کی ضرورت ہے، جب تک بندے کا یہ دل اپنے محبوب کے ساتھ سچا نہیں ہوتا ہے جب تک اس کے اندر یہ چیزیں جنم نہیں لیتی ہیں۔

دریا در گھٹے جب بادشاہ کہیں جاتا ہے اور وہ اپنا پڑاؤ کہیں ڈالتا ہے تو یونہی اُلٹ جھلٹ جگہوں میں نہیں ڈالتا ہے بلکہ کسی اچھی جگہ میں جو اس کی شان کے مطابق ہوتی ہے پڑاؤ ڈالتا ہے، اور جس جگہ وہ پڑاؤ ڈالتا ہے اس جگہ کی ہر چیز نیست و نابود ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے ساتھ اتنا لشکر اور اتنے خدام ہوتے ہیں کہ ان کے اثرات سے وہاں کی گھاس اور زمین تک متاثر ہو جاتی ہے۔

اسی طریقے سے جب وحدہٗ لاشریک کی ذات دل میں جلوہ گر ہوتی ہے، اسکی

معیت دل میں آتی ہے، اسکا قرب آتا ہے، اسکا انس آتا ہے، اس کی محبت آتی ہے، اسکا عشق آتا ہے، اسکا درد آتا ہے تو وہ بھی یونہی کسی بُل ھُبل دل کے اندر نہیں آتا ہے، ہاں جس کا دل اپنے محبوب کے ساتھ، اس وحدہٗ لاشریک کی ذات کے ساتھ، اللہ ربّ العزّت کی محبّت کے ساتھ سچّا ہوچکا ہے اور وہ اپنے محبوب کے لئے ہر وقت بے چین و بے قرار رہتا ہے، اسی دل کے اندر خداوند قدوس کی ذات، اسکی معرفت، اسکے انوارات اور تجلّیات آتی ہیں۔

اور جب اللہ ربُّ العزّت کی ذات اور اسکا عشق کسی دل میں جلوہ آرا اور متمکن ہوجاتا ہے تو دل کے اندر جتنی بھی چیزیں اس محبوبِ حقیقی کا غیر ہوتی ہیں دل سے بھاگ جاتی ہیں، صرف، ورصرف دل کے اندر اسی محبوبِ حقیقی کی ذات اور اس کا تشکر یعنی اس کی معیت، اس کی محبّت، اسکا انس، درد وغیرہ باقی رہ جاتے ہیں۔

خود قرآن کہہ رہا ہے: اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً۔ (سورہ نمل پ ۱۹ آیت ۳۴)

یعنی بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں کی تمام چیزوں کو خراب اور وہاں کے باعزّت لوگوں کو ذلیل و رسوا کردیتے ہیں۔

عشق آں شعلہ کہ چوں برفروخت
سوائے معشوق راجملہ بسوخت

خلوت نشینی اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے

کہ عشق وہ شعلہ ہے کہ جب کسی دل میں روشن ہوجاتا ہے تو معشوق کے علاوہ تمام چیزوں کو جلا کر ختم کردیتا ہے، میرے عزیزو! اللہ رب العزّت سے

جو تعلق پیدا ہوجاتا ہے زیادہ تر اس کی یاد میں تنہائی اختیار کرنے سے ہوتا ہے وہ محبوبِ حقیقی کی فکر میں سالک کے لئے تنہائی کا ہونا ایک جیرا ہے کہ لوگوں سے میل جول کم ہو اور اللہ ربُّ العزّت سے میل جول زیادہ ہو، اسی کو قلّتِ اختلاط مَعَ الْاَنَام کہا گیا ہے کہ مخلوقوں کے ساتھ ربط ضبط کم ہو۔

آج انسان تنہائی میں بیٹھنے کو پسند نہیں کر رہا ہے، حالانکہ راہِ سلوک میں اسکی بڑی اہمیت، اسکو سلوک طے ہونے میں بڑا دخل ہے، اسی لئے ہمارے اکابرین نے چلّہ کشی کی ہے، چالیس چالیس دن اور کئی کئی مہینے تک ایسی خلوت نشینی اور تنہائی اختیار کی کہ نہ کسی سے بات کی نہ کسی سے ملے، نہ کسی کے یہاں گئے اور بعض تو اپنی چلّہ گاہ سے باہر ہی نہیں آتے تھے، بس بشری ضرورت کیلئے وہ باہر نکلتے تھے ورنہ ہر وقت اپنے محبوب کی یاد میں خلوت نشین رہتے تھے۔

اور یہ اکابرین اولیاء ہی کی بات نہیں ہے یہ تو میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت مبارکہ ہے کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سب سے الگ ہوکر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے اور وہاں اپنے محبوب سے دل لگا کر بیٹھ جاتے تھے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی اور پیاری بیوی اور ہماری امّہات میں سے ہے انھوں نے اپنا سارا خزانہ سارا مال، سارا وقت اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کردیا تھا، آپ کو غارِ حرا میں کھانا پہنچادیتی تھیں، اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہفتہ بھر کا سامان ساتھ لے جاتے تھے، اور وہیں رہ کر اپنے محبوب کی یاد میں اپنا وقت گزارتے تھے، اسی طرح چھ مہینے تک آپ خلوت نشینی میں رہے۔

غارِ حرا آپ کی ہمنشینی پر فخر کرتا رہا، حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجیب عجیب

مبشرات عطا ہوتے تھے، پھر ایک وقت وہ آیا کہ جب اپنے محبوبِ حقیقی کیساتھ مکمل وابستگی ہو گئی تو وحی ہی کا نزول ہو گیا۔ جب دنیا سے پوری طرح نفرت ہو گئی تو رسالت و قرآن کا خزانہ مل گیا۔

تو یہ طریقہ تو میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ انسان اپنے محبوب کے لئے تنہائی اختیار کرے، جب کسی چیز کی ابتداء ہوتی ہے تو بڑی دقتوں سے ہوتی ہے بڑی مشکلیں اور پریشانیاں سامنے آتی ہیں، مخالفین اور حاسدین ہوتے ہیں۔ اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ سب کچھ پیش آیا، مکہ ہی نہیں دُور دُور کا عرب آپ کا مخالف ہو چکا تھا ایسے نازک وقت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے اپنی جان و مال کی بازی لگا کر اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا ہر طرح سے ساتھ دیا ان کے انتقال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔

بہر حال میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی تنہائی اختیار فرمائی ہے۔ یاد رکھو جب تک تم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی والی سنّت کو نہیں اپناؤ گے تب تک تم کو اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی نصیب نہیں ہو گی جب تک اس کا قرب حاصل نہیں ہو گا۔

آپ خود غور کیجئے کہ جب دُنیا میں کسی کو کسی سے پیار ہو جاتا ہے تو اپنے محبوب کے لئے تنہائی کا وقت نکالنے کی کوشش کرتا ہے، اپنے اور اپنے محبوب کے لئے تنہائی کو پسند کرتا ہے، کیونکہ تنہائی میں جو باتیں ہوجاتی ہیں وہ لوگوں کے سامنے نہیں ہو پاتیں۔

اسی طرح سے اللہ ربُّ العزّت کے ساتھ تنہائی کا معاملہ ہے کہ جس طریقے سے

اپنے محبوب حقیقی کو تنہائی میں پکار سکتا ہے، جس طریقے سے اپنے محبوب حقیقی سے تنہائی میں دل لگا سکتا ہے اس طریقے سے وہ لوگوں کے سامنے نہیں پکار سکتا ہے ورنہ ہی ایسا دل لگا سکتا ہے، مگر یاد رکھئے کہ تنہائی بھی دو طریقے کی ہے، ایک تنہائی رحمان کے لئے ہے اور ایک تنہائی شیطان کے لئے ہے، اگر تنہائی میں رہکر یہ دل محبوبِ حقیقی سے لگا ہوا ہے تو یہ رحمان کی تنہائی ہے، اور اگر تنہائی میں بیٹھکر یہ انسان کا دل اُلٹی سیدھی باتیں سوچتا ہے، شیطان کا سبق پڑھتا ہے تو یہ شیطان کی تنہائی ہے۔

اللہ ربُّ العزّت اگر کسی کو اپنے قرب میں بلا کر اپنی تنہائی نصیب فرما دے تو یہ بہت بڑا گوہر ہے، بہت بڑا ہیرا ہے، بہت بڑا موتی ہے، بہت بڑی نعمت ہے، زبان سے اللہ کہنا ایک حوض کے مانند ہے اور دل سے اپنے محبوب کو پکارنا ایک سمندر کے مانند ہے، آپ غور کیجئے حوض کا سمندر کے سامنے کیا ذکر ہے۔

اور یہ خاصکر ہمارے نقشبندی سلسلے میں ایک بہت بڑی چیز ہے اسلئے اپنے محبوب کا ذکر بھی کرو تو اپنے دل سے کرو، اپنے دل پر اسکا بوجھ ڈالو۔

اللہ سے نسبت جوڑنی ہے تو اہلِ نسبت سے تعلق رکھو۔

میرے عزیزو! تم میں سے جو یہ چاہے کہ میرا تعلق میرے اللہ سے جُڑ جائے جو یہ چاہے کہ مجھے نسبتِ اللہ حاصل ہوجائے جو یہ چاہے کہ مجھے اپنے محبوبِ حقیقی کا قرب نصیب ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ اہلِ نسبت سے تعلق رکھے، اہلِ حال لوگوں سے تعلق رکھے، انھیں کی صحبتیں تمکو خداوند قدوس کے دربار تک پہنچا سکتی ہے انسان کو معلوم نہیں کہ یہ سفر کیسے طے کرنا ہے، مگر ہاں! جنھوں نے طے کر لیا ہے انکے ذریعہ سے وہ بھی طے کر سکتے ہیں۔

کشتی لے کر ہر کوئی نہیں جا سکتا، کشتی کو لیکر تو ملاح ہی جا سکتا ہے اگر کوئی بھی لے کر چلے گا تو نہ جانے کہاں اس کو غرق کر دے گا، دُنیا اور دُنیا کی تمام چیزوں سے بیزاری، وحدہٗ لاشریک کے علاوہ ہر چیز سے بیزاری تب ہی نصیب ہوتی ہے جب یہ دل کسی ایسے دل سے جڑ جاتا ہے کہ جس کا دل اللہ کا دیوانہ ہو۔

شہد کی مکھی کی مختلف انداز سے مثالیں

غور کیجئے ایک شہد کی مکھی ہے، اس کے اندر زہر ہے جب وہ کہیں کاٹ لیتی ہے تو سوجن آجاتی ہے، اس کے اندر خیر نہیں ہے، مگر وہی شہد کی مکھی جب اپنا تعلق کسی پھول سے جوڑ لیتی ہے اور اس پھول کا جوس چوس لیتی ہے تو پھر وہ زہریلی مکھی ایک اتنی عمدہ چیز تیار کرتی ہے جس کا تقریباً تقریباً ہر انسان کو شوق ہوتا ہے جسکو شہد کہا گیا۔

قرآن کریم نے بھی اس شہد کی تعریف فرمائی ہے:

فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ۝ (سورۃ نحل پارہ ۱۴)

کہ اس شہد میں لوگوں کے لئے شفاء ہے، اللہ اکبر، اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے اور اس محبوبِ حقیقی کے قربان جایئے کہ وہی زہریلی مکھی جس کے کاٹنے سے جسم میں بیماری پیدا ہو رہی تھی اب اسی سے ایسا عمدہ شہد تیار ہو رہا ہے کہ جس میں بیماریوں سے شفاء ہے۔

اس شہد کی مکھی سے آپ عبرت حاصل کیجئے کہ وہ شہد کی مکھی اپنے چھتے سے اُڑ کر دُور دراز اِدھر اُدھر بھٹک کر جب کسی پھول کو تلاش کر لیتی ہے اور

اس پر اپنا منہ لگا دیتی ہے پکڑنے والا اس کو آسانی سے پکڑ سکتا ہے اور اسکو ہلاک کر سکتا ہے، اس کو مار سکتا ہے، مگر وہ اس جوس کو چوسنے کے لئے اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتی ہے وہ اس طریقے سے پھول کے اندر گھس جاتی ہے کہ کوئی بھی اسکو شکار بنا سکتا ہے۔

اسی طریقے سے میرے عزیزو! جب تک تمہارے یہ دل کسی اللہ والے کے دل سے اسی طریقے سے پیوست نہیں ہوں گے جس طریقے سے شہد کی مکھی پھول سے چمٹ جاتی ہے، اس وقت تمہارے دلوں کے اندر یہ پھول نہیں کھلیں گے۔

ارے شہد کی مکھی نے خود تھوڑے ہی شہد بنایا ہے، اس نے تو کہیں سے مراقبہ کر کے حاصل کیا ہے، کسی پھول سے اس نے نسبت حاصل کی ہے، کسی پھول سے جا کر جڑی ہے اور ایسی جڑ گئی ہے کہ اپنی جان کی پرواہ نہیں کی ہے، اپنا ڈنک اس میں لگا کر بیٹھ گئی ہے۔ اور اس پھول کے پاس بالکل ایسی ہو گئی ہے کہ کوئی بھی پکڑ لے کوئی بھی مار لے، جب تک اسی طریقے سے اپنا دل کسی اللہ والے کے دل سے نہیں جوڑو گے یہ چیزیں پیدا نہیں ہوں گی، جبتک کسی اللہ والے سے ایسا تعلق نہیں جڑتا تب تک یہ باتیں پیدا نہیں ہو پاتیں۔

تمام انبیاء و صلحاء دُنیا سے بیزار رہتے تھے

تو اپنی تنہائیوں کو غنیمت جانئے، اپنے دل کے اعتبار سے اپنے محبوب کے ساتھ رہیئے، اپنے دل میں کسی کو جگہ نہ دیجئے، تمام انبیاء علیہم السلام، تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان، تمام اولیاء عظام علیہم الرحمہ اسی چیز پر رہے کہ دلی اعتبار سے اپنے محبوب کے عاشق اور دیوانے ہوتے تھے، ان کے قلوب، سوا اللہ سے پاک اور

بیزار رہتے تھے، اپنے محبوب کے علاوہ سب سے وہ بے نیاز رہتے تھے، کیونکہ جب انسان کو اپنے محبوب کا قرب حاصل ہوجاتا ہے، اپنے رب کی معیت حاصل ہوجاتی ہے، تو اس کا دل پھر بہت غنی ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ سب کی لگن اس کے دل سے نکل جاتی ہے، بس اپنے محبوبِ حقیقی کی لگن اس کے دل کے اندر باقی رہ جاتی ہے، اور جس کے اندر محبوبِ حقیقی کی لگن پیدا ہوجائے اس سے بڑا بادشاہ کون ہوسکتا ہے؟

اگر غنی بننا ہے تو اپنے دل کو دُنیا کے دروں سے بچایئے، اپنے دل کو دُنیا کے لالچ سے بچایئے، دُنیا کے لالچ میں اپنے دل کو نہ پھنسایئے، پھر حقیقۃً تم غنی ہوجاؤ گے اور اپنے محبوب کا درد بھی حاصل کرلوگے اپنے دل سے ہر طرح کا لالچ چاہے وہ دُنیا کا ہو یا آخرت کا سب کو ختم کردیجئے، پھر اُمّید ہے کہ ان شاء اللہ کام بن جائے گا۔

خوشبودار پھول کی تلاش

ایک شہد کی مکھی اپنے پورے پریوار کو چھوڑ کر اپنی پوری قوم کو چھوڑ کر اپنی پوری برادری کو چھوڑ کر اکیلی جاتی ہے اور کہیں پھول کو تلاش کرتی ہے، اسکو یہ بھی فکر نہیں رہتی کہ میرے اہل وعیال کہاں ہیں، میری برادری کہاں ہے، میرا گاؤں میرا شہر کہاں ہے، اس کو تو ایک جوس کی تلاش ہے، ایک خوشبودار پھول کی جستجو ہے، اور وہاں جاکر اس طریقے سے چپٹ جاتی ہے کہ اس کو بآسانی کوئی بھی پکڑ سکتا ہے، جب وہ ایسی محنت کرتی ہے اور کسی کے دل سے اپنا دل لگالیتی ہے اور کسی کے دل سے وہ کچھ جوس لیتی ہے، پھر وہ اپنے گھر میں "کر ایک مٹھاس جمع کرلیتی ہے، ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع کرلیتی ہے، اتنا بڑا ذخیرہ اکٹھا کرلیتی

ہے کہ ہر انسان اس کا دشمن اور مخالف ہوجاتا ہے، ہر انسان اس کا جوس لینے کے لئے تیار ہوجاتا ہے، اسی طریقے سے انسان بھی کسی کے دل سے اپنا دل لگا کر محبّت الٰہی کا ذخیرہ اپنے اندر جمع کرسکتا ہے، میرے عزیزو! غور وفکر کیجئے اپنے دل کو ماسوا اللہ سے پاک کیجئے۔

انسان اگر چاہے تو مکھّی مچھر سے بھی عبرت حاصل کرسکتا ہے، انسان اگر چاہے تو زمین اور آسمان سے بھی عبرت حاصل کرسکتا ہے، انسان اگر چاہے تو دن اور رات سے بھی عبرت حاصل کرسکتا ہے، اور یہ ساری کی ساری چیزیں اللہ ربُّ العزّت نے انسان کی عبرت کے لئے پیدا کی ہیں کہ انسان ان سب چیزوں میں غور وفکر کرے اور تدبّر سے کام لے اور پھر مجھکو پہچانے۔

اور جب اللہ ربُّ العزّت کی معرفت حاصل کرلیتا ہے خدا دوست ہوجاتا ہے تو پھر اس کا مقام کچھ اور ہی ہوجاتا ہے، ارے جب کسی کی دوستی کسی بڑے سے ہوجاتی ہے تو پھر وہ بھی بڑا ہی ہوجاتا ہے، مگر اس اللہ کے ولی کے اندر خود بڑائی نہیں ہوتی ہے، اسکو تو اپنے بڑے پر ناز ہوتا ہے، ناز کا بھی ایک مقام ہے جو اللہ ربُّ العزّت اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے اور ناز کا مقام ایسا ہوتا ہے کہ بسا اوقات راز کے وقت میں جب محبوب ومطلوب دونوں ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی ماننی پڑتی ہے۔

یہ دل جس کا ہے اس کو دینا پڑے گا

میرے عزیزو! بڑی گمراہیت کا دور ہے، لوگوں نے ایسے ایسے نئے نئے طریقے نکال لئے ہیں کہ جن میں انسان اُلجھتا ہوا چلا جارہا ہے

اور اپنے حقیقی دین سے ہٹتا ہوا چلا جا رہا ہے، آج کے دور میں بڑے سنبھالکر قدم رکھنے کی ضرورت ہے، بڑی دانائی سے زندگی گزارنے کی ضرورت ہے۔

جب تاتاریوں کا غلبہ ہوا تو بغداد کی سرزمین پر وہی محفوظ رہ سکے جنکو خانقاہوں سے نسبت حاصل تھی، روس میں جب روسیوں کا غلبہ ہوا اور روس میں مسلمانوں کا اکٹھا ہو کر بھی نماز پڑھنا بند کر دیا، تو جو وہاں اہل دل تھے اہل حال تھے انکے ذریعے سے دلوں پر محنتیں ہوتی رہیں، اسی کے ذریعے سے پھر بعد میں روس کے کئی ٹکڑے ہوئے۔ لوگ بتلاتے ہیں کہ روس کے اندر بہت خانقاہیں ہیں، جہاں پر لوگ چپکے چپکے باطنی طریقے سے محنت کرتے تھے، انھیں کی برکات سے روس کے کئی ٹکڑے ہوگئے۔

تو وہ دور تو تاتاریوں کا تھا، روسیوں کا تھا، مگر آج کا دور کفر و شرک اور بے حیائی کا ہے، کفر و شرک اور بدعات نے ایسی باریک راہیں اختیار کرکے انسان کے اندر گھسنا شروع کر دیا ہے کہ ہر ایک انسان ان راہوں کو سمجھ نہیں پاتا ہے بس اللہ رب العزت نے جس کو سمجھ دیدی ہے، جس کو نظر دیدی ہے، جس کو وہ علم دیدیا ہے، جس کو اپنا یا اپنے دین کا فہم دے دیا ہے وہی ان چیزوں کو سمجھتے ہیں اور وہی ان سے باخبر ہوتے ہیں۔

اس لئے اگر تم اس دور کے اندر اچھا بننا چاہتے ہو، سچا بننا چاہتے ہو، اور اپنے رب کا بننا چاہتے ہو تو اپنے دل کے اعتبار سے ہر کسی کو بھلانا پڑے گا، دلی اعتبار سے ہر کسی کو چھوڑنا پڑے گا، یہ دل جس کا ہے اس کو دینا پڑے گا، تم اس دل کے مالک نہیں ہو، اس دل کا مالک کوئی اور ہے یہ دل تمہاری ملکیت نہیں ہے یہ کسی اور کی ملکیت ہے۔ اس دل پر تمہاری مہر نہیں ہے، اس دل پر

کسی اور کی مہر ہے، جب تک تم یہ دل، دل والے کو نہیں دو گے تب تک تم بامراد نہیں ہوگے، باسعادت نہیں ہوگے۔

اور اللہ رب العزت کے جو عاشقین، عارفین، طالبین سالکین ہیں انھوں نے تو بس اپنا دل اپنے محبوب کو دے دیا ہے وہ تو اپنے محبوب کے ہوگئے ہیں، انھوں نے تو کہدیا ہے کہ محبوب میری زندگی کی ہر خوشی، میری زندگی کا ہر غم، میری زندگی کی ہر رات، میری زندگی کا ہر دن اے میرے خالق، اے میرے مالک، اے میرے پالنہار سب کچھ تیرے ہی لئے ہے۔

جو اللہ کے دیوانے اور اللہ کے عاشق ہیں، انھوں نے تو کہدیا ہے، اے میرے اللہ یہ سانس بھی تیرے لئے ہے، جو سانس باہر آتا ہے وہ بھی تیرے لئے ہے اور جو سانس اندر جاتا ہے وہ بھی تیرے لئے، میری زندگی کی حیات بھی تیرے لئے ہے اور میرا زندگی سے فنا ہونا بھی تیرے ہی لئے ہے۔

انھوں نے اپنے کو اللہ کے لئے وقف کر دیا ہے، انھوں نے تو اپنی زندگی ہی میں اپنے کو اپنے محبوب کو دے دیا ہے، اب تجھکو اختیار ہے تو میرا جو چاہے کرے مجھے کچھ مطلب نہیں تو میرا کیا کرے کیا نہ کرے، مجھے کوئی حق نہیں ہے، مجھے کوئی اختیار نہیں ہے تو میرا خالق ہے تو میرا مالک ہے، تو میرا آقا ہے تو میرا پالنہار ہے، اب میری کوئی حرکت اور کوئی جرأت ایسی نہیں ہے جو تیرے حکم کے خلاف کر سکے، میری ساری حرکتیں، میری ساری جرأتیں تو ہی بن چکا ہے، میری ساری آواز میری ساری حرکتیں تو ہی بن چکا ہے۔

اے میرے عزیزو! جو انسان اس طریقے کا ہو جاتا ہے اسی کی توحید کامل ہوتی ہے وہی اپنے رب کا مستانہ ہوتا ہے، اور ایسا شخص اپنے محبوب کا دیوانہ

ہی ہو سکتا ہے، جو اپنے محبوب کا مستانہ ہے جس کی کیفیت ایسی ہو سکتی ہے، جن کے ذوق کے اندر توحید کو پہچاننا بڑا ضروری ہے، کفر و شرک اس طریقے سے آگئے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں ہو رہا ہے ہمارا عقیدہ کن چیزوں پر لگا ہوا ہے۔ ہاں اگر اپنے محبوب حقیقی کی معیت تمہیں حاصل ہو گئی، اپنے محبوب کا قرب حاصل ہو گیا اس کا انس حاصل ہو گیا تو محبوب حقیقی ان چیزوں کا تمہیں الہام کرتا رہے گا، نبیوں کو اللہ ربُّ العزّت وحی کے ذریعہ سے مطلع کرتا تھا اور اپنے دیوانوں کو اللہ ربُّ العزّت الہام کے ذریعہ سے مطلع کرتا رہتا ہے۔

جو انسان اللہ ربُّ العزّت کا دیوانہ ہوتا ہے ارے اس سے پہلے تو اس کا دل دیوانہ ہوتا ہے، اللہ اپنے دیوانے کے دل کو مفتیٔ اعظم بنا دیتا ہے، جب انسان اللہ کا دیوانہ بن جاتا ہے تو اس دیوانے کا دل جاہل نہیں رہتا ہے، خداوند قدوس اس کے اندر علم لدنی ڈالدیتا ہے اور علم شریعت بھی اس کو عطا فرما دیتا ہے بہت سی مثالیں اس طریقے کی موجود ہیں کہ ان پڑھ تھے مگر اللہ کے دیوانے تھے تو بڑے بڑے سوالات کے جوابات دیدیتے تھے۔

چھوٹے برتن کا تعلق سمندر سے

جب کسی چھوٹی موٹی نہر یا نالے اور برتن کا تعلق کسی دریا سے ہو گیا، کسی بارہ مہینے بہنے والی نہر سے جڑ گیا ہے تو پھر اس چھوٹی سی ندی نالے کا بھی پانی کم ہونیوالا نہیں ہے۔ اسی طریقے سے جب کسی کا دل اپنے محبوب حقیقی سے جڑ گیا ہے تو اس کا علم بھی بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ براہ راست اللہ ربُّ العزّت کی جانب سے اسکے قلب پر طرح طرح کے علوم و معارف کا فیضان ہوتا رہتا ہے اور پھر اسکے دل کے

اندر کوئی کھوٹ اور کسی قسم کی کدورت بھی نہیں آسکتی ہے۔

محبّت تنہائی چاہتی ہے

اس لئے میرے عزیزو! کبھی کبھی اپنی تنہائی کو غنیمت سمجھ کرو، کبھی کبھی تنہائیوں میں بیٹھا کرو اور تنہائیوں میں بیٹھکر تم غور و فکر کیا کرو کہ میرے محبوب نے مجھے بنایا ہے کیوں بنایا ہے؟ کس لئے بنایا ہے؟ اور تنہائیوں میں بیٹھکر اپنے محبوب حقیقی کے بنکر رہو، تدبّر سے کام لو، غور و فکر سے کام لو، یہ نہیں کہ شیطان آئے گا تمہیں اکتائے گا، کبھی کسی یار دوست کا درد دکھلائے گا، کبھی گلیوں اور بازروں کی سیر کرائیگا اور تمکو اٹھا کر لیجائے گا۔

ایسے موقعوں پر شیطان آتا ہے اور بڑے بڑے اچھے سبق پڑھاتا ہے اور اٹھا کرلے جاتا ہے کہ چل تو تسبیح چلتا چلتا پڑھ لئے، پھر وہ اس کو ایسے ایسے انداز سے غافل کر دیتا ہے کہ وہ ذکر و اذکار، تسبیحات پڑھنا بھول جاتا ہے اور یہ شیطان اس کو ایسی جگہ لے جا کر کھڑا کر دیتا ہے کہ جہاں بندہ خداوند قدوس سے دور ہو جاتا ہے۔

ارے ہر کسی چیز کے لئے قربانی دینی پڑتی ہے، یہ تو دنیا کے عشق و محبت کی بھی باتیں ہیں کہ کسی کا پیار پردہ چاہتا ہے، کسی کا پیار تنہائی چاہتا ہے، جب ناپاک پیار اور ناپاک محبتیں پردہ چاہتی ہیں، تنہائی چاہتی ہیں تو کیا محبوب حقیقی کا پاک پیار اور محبوب حقیقی کی پاک محبت پردہ اور تنہائی نہیں چاہے گی، کیا یہ عظیم دولت بغیر تنہائی کے حاصل ہو جائے گی؟ اس لئے اس محبوب حقیقی کے لئے تھوڑی تنہائی ضرور نکالیں۔

ٹیکچوٹی اور دودھ پیتے بچے کی مثال

ابھی ایک مفتی صاحب کا فون آیا تھا کہ اللہ کی یاد میں حلاوت نصیب نہیں ہو رہی ہے، اللہ کی یاد میں کچھ رکاوٹیں آ رہی ہیں، کچھ اپنی کمزوریاں بیان کر رہے تھے، تو میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ کسی سے بیعت ہیں اور آپ کا کوئی شیخ و مرشد ہے، اور وہ کامل ہے تو آپ کو چاہیئے کہ اپنا دل اپنے شیخ و مرشد کے دل کیساتھ اس طریقے سے لگائیں کہ چھڑائے سے نہ چھٹے۔

بیٹری پر اگر ٹیکچوٹی ڈھیلی لگی ہوئی ہے تو پوری طرح سے کرنٹ نہیں آئے گا بلکہ کبھی آئے گا اور کبھی جائے گا، اور اگر بیٹری پر ٹیکچوٹی مضبوط لگی ہوئی ہے، تو پھر کرنٹ برابر آتا رہے گا، بس اپنے شیخ کے دل سے اس طرح چمٹ جائیے کہ جس طریقے سے بچہ اپنی ماں کی چھاتیوں کو نہیں چھوڑتا ہے، دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیتا ہے، اور اپنی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیتا ہے اگر ماں اس کو ہٹاتی بھی ہے تو بچہ روتا ہے اسکا رونا اس لئے ہے کہ مجھے دودھ مل جائے۔

اے انسان اگر تو اللہ کے ذکر سے دور ہوتا ہے تو اللہ کے سامنے کبھی بھی تو نہیں روتا ہے کہ اللہ! میں تجھ سے دور کیوں ہو گیا۔ چھوٹا بچہ تو رو رہا ہے کہ میں دودھ سے کیوں دور ہو گیا، اے بوڑھے تجھے شرم نہیں آ رہی کہ میں اپنے اللہ سے دور کیوں ہو گیا، میرا دل اللہ کی یاد میں کیوں نہیں لگ رہا۔

چھوٹا بچہ ان چیزوں کو سمجھ رہا ہے کہ میں نے اگر ماں کا دودھ نہیں پیا تو میں بھوکا رہوں گا، کمزور ہو جاؤں گا، اے بوڑھا تجھکو بوڑھا ہو کر بھی یہ فکر نہیں کہ میرا دل اگر اللہ سے ہٹ گیا تو میں کہاں پہنچ جاؤں گا؟ میری کیفیت کیا ہو جائیگی

میں کس طرح سے بدحال ہو جاؤں گا؟ کم سے کم ایک شیر خوار بچے سے ہی عبرت حاصل کر لے، جتنا بچہ اپنی ماں کا دودھ پینے کی کوشش کرتا ہے، اپنی ماں کا دودھ پینے کی عادت رکھتا ہے کاش تو بھی اسی طریقے سے اپنے محبوب حقیقی کے انوار پینے کی عادت ڈال لے۔

میرے عزیزو! وحدہٗ لاشریک کی ذات کو چھوڑ کر قارون کا خزانہ بھی اگر مل جائے تخت سلیمانی بھی اگر مل جائے پھر بھی خسارہ ہی خسارہ ہے، اور اگر محبوب حقیقی مل جائے، اس محبوب سے تعلق پیدا ہو جائے، چاہے تمہارے جسم پر ایک جوڑی ہی کپڑے ہوں، چاہے تمہارے پاس ایک جوڑی چپل بھی نہ ہوں، چاہے تمہارے پاس دوسرے وقت کے کھانے کا بھی نہ ہو۔

اے میرے عزیزو! تمہاری قیمت سارے کافر اور کافروں کی مال و دولت بھی ادا نہیں کر سکتے، جس کو اللہ نے اپنی ذات دے دی، جس کو اللہ نے اپنا قرب دیدیا جس کو اللہ نے اپنی معیت دیدی، جسکو اللہ نے اپنا انس دیدیا، جسکو اللہ نے اپنے در کی حضوری دیدی، جسکو اللہ نے اپنے در کی ملازمت دیدی، اس سے بڑا بادشاہ کوئی نہیں ہے۔ دانا بنئے نادان نہ بنئے، اچھی چیزوں کے پیچھے پڑیئے، بری چیزوں کے پیچھے نہ پڑیئے، اپنے بڑے سے بڑا عمل کیجئے اور اسکو چھوٹے سے چھوٹا سمجھئے، عمل نہ کرنیوالا تو گنہگار ہے ہی، مگر اپنے عمل پر اکڑنے والا اور زیادہ گنہگار ہے اس لئے اپنے عمل کے ساتھ عاجزی وانکساری اختیار کیجئے۔

یہ چیزیں سینہ بسینہ چلتی ہیں

تمام مخلوقوں کا خیال رکھئے، جب تک تمہارے دلوں کے اندر تمام مخلوقوں کا

درد نہیں ہوگا، تمام مخلوقوں پر تم شفیق نہیں بنو گے، تمام مخلوقوں کا تمکو خیال نہیں ہوگا تب تک تم ایمان کامل کو نہیں پہنچو گے، اللہ کو تمام مخلوقوں کی فکر ہے اللہ کو تمام مخلوقوں کا خیال ہے، تمام مخلوقیں وحدہٗ لاشریک کے ملک میں بسی ہوئی ہیں، اس کے گاؤں میں بسی ہوئی ہیں، اس کے شہر میں بسی ہوئی ہیں، بس کے باغیچے میں بسی ہوئی ہیں، سب کو اللہ نے ہی پیدا کیا ہے، بس ہمیں بھی چاہئے کہ ہم خدا کی تمام مخلوقوں کا خیال رکھیں، تمام مخلوقوں کے ساتھ شفیقانہ انداز اختیار کریں اور کسی بھی مخلوق پر ہم ظلم نہ کریں۔

مگر میرے عزیزو! یہ سب چیزیں تبھی پیدا ہوں گی جب تم صاحبِ حال بنو گے صاحبِ دل بنو گے، تمہارا دل کسی صاحبِ دل سے، صاحبِ حال سے جڑ جائیگا کیونکہ یہ چیزیں سلسلہ در سلسلہ و سینہ بسینہ چلتی ہیں۔

جس طرح سے یک چھوٹی نالی ہے اسکا تعلق کسی نالے سے ہے اور اس نالے کا تعلق کسی چھوٹی نہر سے ہے، س چھوٹی نہر کا تعلق کسی بڑی نہر سے ہے اس بڑی نہر کا تعلق کسی بڑے دریا سے ہے اور س دریا کا تعلق کسی سمندر سے ہے، اس طرح سلسلہ بسلسلہ ایک دوسرے کے سینے سے تعلق ہے تو اس چھوٹی نالی میں بھی مسلسل پانی آ رہا ہے۔

اور اگر راستے میں کسی ایک جگہ بھی تعلق ختم ہے تو جہاں سے تعلق ختم ہے وہاں سے نیچے کو پانی نہیں آئے گا، اور بغیر نالی کے، بغیر نہر کے بغیر تعلق کے کھیت میں پانی آنا مشکل ہے بارش ہی برسے تو پانی آسکتا ہے ورنہ نہیں آسکتا۔

اسی طریقے سے جب دل کسی صاحبِ عشق دل سے جڑ جاتا ہے تو پھر چونکہ

صاحبِ عشق کا دل کسی اور دل سے جڑا ہوا ہے، اور اسی طرح سے یہ سلسلہ اور تعلق حضورِ پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر تک پہنچ گیا ہے جو انوارت خداوندی کے نزول کا بے نہایت منبع و سرچشمہ ہے، بس پھر اس کے دل میں بھی وہی انوارات آنے شروع ہو جائیں گے۔

اور اگر کہیں یک جگہ بھی کسی صاحبِ نسبت سے بدگمانی پیدا ہوگئی اور ان سے تعلق ختم ہوگیا تو بس وہیں سے انوارت کی آمد بند ہو جائے گی اور یہ کورا کا کورا رہ جائے گا، ہاں! اگر براہِ راست خداوندِ قدوس کی جانب سے ہی انوارات کی بارش اور فیضان ہو تو الگ بات ہے مگر ایسا بہت کم ہے، اصول اور ضابطہ وہی ہے جو میں نے ابھی بیان کیا ہے۔

بھوک کا بادل رحمتیں برساتا ہے

بارش پر مجھے ایک بات اور یاد آگئی جو راہِ سلوک سے تعلق رکھتی ہے کہ دنیا میں جب بادل آتا ہے تو پانی برساتا ہے اور کھیتوں کو سیراب کرتا ہے مگر بندۂ مومن پر جب بھوک کا بادل آتا ہے تو رحمتیں برساتا ہے، ور اس کے دل کو سیراب کرتا ہے، اس لئے بندۂ مومن کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ کبھی کبھی اپنے پیٹ کو بھوکا رکھے، اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسی لئے کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، روزہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سُنّت ہے، اور روزہ تمام انبیاء علیہم السّلام کی غذا تھی۔

جو انوارات کبھی کبھی خالی پیٹ آجاتے ہیں وہ سیراب ہونے کے بعد نہیں آتے، تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ جو انوارات کبھی مسجد میں بیٹھکر نہیں آتے ہیں وہ

ہسپتالوں میں بیماروں کی عیادت اور تیمارداری سے آنے لگتے ہیں، کبھی کبھی دیکھا گیا ہے کہ جو اللہ کا قرب ذکر و اذکار کے ذریعہ سے نہیں ہوتا وہ کبھی یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنے سے ہو جاتا ہے۔

تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ خداوند قدوس کا جو انس انسان کو صحت مندی میں نہیں ہوتا وہ بیماری کی حالت میں نصیب ہو جاتا ہے، تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ جو حق انسان کو خوشحالی اور سکون و راحت میں نہیں ہوتا وہ کبھی تنگدستی، مصیبت اور پریشانی کے اوقات میں میسر آجاتا ہے۔

میرے عزیزو! راہِ سلوک میں یہ چیزیں بھی بڑی ضروری ہیں کہ اگر فقر آئے تو بشاشت سے اسکو برداشت کرو، کوئی بھی کسی قسم کا حال تم پر آجائے تو اس کو خوشدلی سے برداشت کرو، اور اگر تم پر سکون و راحت ہو اور کچھ تمہارے پاس ہو تو تم غیروں کو بھی دو، دوسروں کو راحت و سکون پہنچانے کی کوشش کرو، تم دوسروں کے کام آؤ، اپنی جان سے، اپنے مال سے، جس طریقے سے بھی ہو سکتا ہے تم سبھی کی خدمت کرو، کیونکہ میرا رب تمام مخلوقوں کا خیال رکھتا ہے، اس لئے ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے محبوب کی سنّت کو ادا کریں کہ ہمارا محبوب تمام مخلوقوں کا خیال رکھتا ہے تو ہم بھی کسی کسی کا خیال رکھ لیا کریں، یہ بھی محبوبِ حقیقی کی ایک صفت ہے۔

اور اگر تم کسی کے کام نہیں آؤ گے تو تمہارے کام کون آئے گا، اور چھوڑو ان سب چیزوں کو ملے نہ ملے، کیا ملے نہ ملے، ہمیں تو اپنے محبوب کی ایک ادا پسند ہے بس ہمیں تو وہ کرنا ہے، جو ہمارے محبوب کو پسند ہے، اس غرض سے مت کرو کہ میں لوگوں کی خدمت کروں تو لوگ میرے ہاتھوں کو چومیں، لوگ میری تعریف کریں، نہیں تو کہیں سے کفر جنم لے لیگا، شرک کہیں سے جنم لے لیگا، وہ اندر

آجائے گا، لپچائے گا، ہلاک کر دے گا، بس ہمیں تو ایک اچھا عمل کرنا ہے اسلئے کہ ہمارا محبوب اچھا ہے، ہمیں تو کسی کی خدمت کرنی ہے صرف اس غرض سے کہ ہمارا محبوب سبھی کو دیتا ہے، چاہے وہ اس کے فرمانبردار ہوں یا نافرمان ہوں، اس کے ماننے والے ہوں یا نہ ماننے والے ہوں، وہ ایسا کریم ہے کہ سبھی پر اپنی نظرِ کرم رکھتا ہے۔

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خورداری

اے وہ کریم ذات کہ جو اپنے غیب کے خزانے سے بت پرستوں، آتش پرستوں یعنی نافرمانوں اور کافروں کو بھی روزی دیتا ہے۔

کسی کی اداؤں پر قربان ہو جاؤ

بس ہمیں تو اپنے محبوب کی ایک ادا، ادا کرنی ہے، ورنہ جو انسان یہ غرض اور لالچ رکھتا ہے کہ مجھے اتنے مل جائیں، اتنے کے اتنے مل جائیں، اور اتنے کا اتنا مل جائے، ایسا ہو جائے ویسا ہو جائے تو میرے عزیزو! وہ اخلاص والی بات نہیں ہوتی ہے، وہ تو لالچ والی بات ہوتی ہے کہ ابھی دہلی سے سامان لا دیا ہے، جا کر دوگنے بنانے ہیں، ابھی دنیا میں دس نیکی کیں، آخرت میں جا کر دس لاکھ لینی ہیں، وہ تو ایک تجارت ہو گئی۔

ایسا نہیں میرے عزیزو! یہ سوچکر یہ سمجھکر کرو کہ بس ہمیں تو اپنے محبوب کی ایک ادا ادا کرنی ہے، کہ ہمارا محبوب سب کا خیال رکھتا ہے کچھ کا خیال ہم بھی رکھ لیں، ہمارا محبوب سبھی کو دیتا ہے، اپنی طاقت کے اعتبار سے ہم بھی کسی کسی کو دیدیں،

ہمارا محبوب اکیلا ہے، ہم بھی کبھی کبھی اکیلے بیٹھ جایا کریں، اور اپنے محبوب سے چپکے چپکے باتیں کر لیا کریں، یہ سب محبوب کی ادائیں، جب انسان اپنے محبوب کی اداؤں کو پکڑتا ہے تو اسکو محبوب کی خاص محبت نصیب ہو جاتی ہے۔

ارے کسی کی اداؤں پر قربان ہو جاؤ، اب وہ وقت نہیں رہا کہ تم ایک ایک رات میں ایک ایک ہزار نفلیں پڑھو گے، اب وہ وقت نہیں رہا کہ تم روزے پر روزہ رکھتے رہو، جسم کمزور ہیں، ایمان کمزور ہیں، نہ راتوں کو جاگ سکتے ہے نہ دنوں کو نفلی اعتبار سے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے، بس میں تو یہی کہتا ہوں کہ تم میرے محبوب کے دیوانے بن جاؤ، اور خالص عمل تم اپنے محبوب کے لئے کرو، پھر تمہارا چھوٹا سا عمل بھی بہت کچھ بن جائے گا، بشرطیکہ تم اپنے محبوب ہی کیلئے کرو۔

اور عمل بھی بڑا بنے نہ بنے، یہ اس کا اپنا معاملہ ہے، بنائے بگاڑے، کیا کرے کیا نہ کرے، ہمیں اس سے کیا مقصد، ہمیں تو صرف یہ ہے کہ محبوب کی ادا ادا کرنی ہے، ہم سے اپنے محبوب کی ادا-ادا ہو جائے۔

ہمارا محبوب کھاتا نہیں ہے، اس لئے چند گھنٹوں کے لئے ہم بھی نہ کھائیں روزے کی صورت بنا لیں، ہمارا محبوب اکیلا رہتا ہے، کبھی کبھی ہم بھی اکیلے تنہائی میں بیٹھ جایا کریں، ہمارا محبوب سبھی کو دیتا ہے، کبھی کبھی اپنی طاقت کے اعتبار سے ہم بھی کسی کسی کو دے دیا کریں، ہمارا محبوب سب کو کھلاتا ہے کبھی کبھی اپنی ہمت اور وسعت کے مطابق ہم بھی کھلا دیا کریں، اور یہ غرض رکھیں کہ یہ میرے محبوب کی ادا ہے اسلئے میں کر رہا ہوں، میرے عزیزو! میں تو بس اسی کو پسند کرتا ہوں کہ یہ محبوب کی ادا ہے، محبوب کی ادا سمجھ کر کرو انشاء اللہ فائدے میں جاؤ گے، اور اگر تم دنیا یا آخرت کے لالچ سے کرو گے تو میرے عزیزو!

بس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا معاملہ ہے کیا نہیں ہے، مقبول ہے یا نہیں ہے مگر فائدہ اس میں ہے کہ تم اپنے محبوب کی ادا سمجھ کر کام کرتے رہو، ہمارا محبوب سبھی پر شفقت رکھتا ہے، چاہے وہ کتے بلی ہی کیوں نہ ہوں، ہم بھی ان کے ساتھ شفقت سے رہیں، ہمارا محبوب موذی جانوروں کو بھی دیتا ہے، ہمارا محبوب کافروں، مشرکوں کو بھی دیتا ہے، اپنے دشمنوں کو بھی دیتا ہے، وہ سب کا خیال رکھتا ہے، اس لئے ہم بھی ان کے لئے دعائیں کریں، کافروں مشرکوں کے لئے بھی دعائیں کریں اور خدا کی جتنی بھی مخلوقیں ہیں، ہم سبھی کا خیال رکھیں۔

ایک انسان کھانا کھا رہا ہے، اس وقت بھوکا کتا اس کے پاس آجاتا ہے اور یہ اس کو لقمہ نہیں دیتا ہے تو وہ ٹھنڈا سانس مار کر چلا جاتا ہے، اس کا یہ سانس عرشِ اعظم تک جاتا ہے تو اس کو ایک لقمہ نہیں دے سکتا اور جو اس کتے کا رب ہے وہ تجھکو بار بار لقمے کھلا رہا ہے، بار بار میوے کھلا رہا ہے، ارے اس کو بھی تو اسی نے پیدا کیا ہے جس نے تجھکو پیدا کیا ہے، وہ تیرے در پر آیا ہے، تیرے ہاتھ میں کچھ دیکھا ہے وہ تیرے در پر بھکاری بن کر آیا ہے اور تو اس بھکاری کو دھتکارتا ہے، تو خود تو پیٹ بھر کر کھا رہا ہے اور اس کتے کو ایک لقمہ بھی نہیں دے سکتا ہے، بڑے شرم کی بات ہے، بڑی غیرت کی بات ہے۔

روشن ضمیری

میرے عزیزو! راہِ سلوک میں آنے کیلئے، راہِ سلوک میں چلنے کیلئے ان تمام چیزوں کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ کاملین کی صحبتوں کی بھی ضرورت ہے، عاشقین کی ہم نشینی کی ضرورت ہے، پتہ نہیں انسان کس کس چیز کو اپنا مقام سمجھ لیتا ہے، اور

کن کن چیزوں میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے اور اپنا عمل برباد کر لیتا ہے۔

میرے شیخ و مرشد ارشاد فرمایا کرتے تھے، اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اللہ کروٹ کروٹ جنت کے فیصلے فرمائے کہ بغیر علم کے اور بغیر اچھے رہبر کے انسان پتہ نہیں کہاں ہلاک ہو جائے، اگر اچھا رہبر نہیں ملا تو پتہ نہیں کس چیز کو خدا سمجھ بیٹھے پتہ نہیں کس کو اپنا معبود ٹھہرا لے، پتہ نہیں کس اندھیرے کو اُجالا سمجھ بیٹھے، پتہ نہیں کہاں سڑک سمجھ کر گڑھے میں پیر ڈالدے اور وہ ہلاک ہو جائے، اسلئے کسی روشن ضمیر کا دامن پکڑ لینا اسکو صراطِ مستقیم پر چلا سکتا ہے۔

روشن ضمیر اس کو نہیں کہتے جس کو دُنیا کی چیزیں نظر آنے لگیں، سونا چاندی نظر آنے لگے، میرے اعتبار سے تو روشن ضمیر اسکو کہتے ہیں جو اپنے محبوب کے انمول موتیوں کو پہچاننے لگے، میں نے تو روشن ضمیری اسی چیز کو پایا ہے۔

دنیا کے دفینے اور خزینے کو دیکھ لینا روشن ضمیری نہیں ہے، روشن ضمیری تو یہ ہے کہ اسکی نظر محبوب حقیقی تک پہنچنے لگے، اپنے محبوب کو پہچاننے لگے، اپنے محبوب کے انوارات کو دیکھنے لگے، اپنے محبوب کے انوارات کی اسکی رُوح پیاسی ہو جائے، میرے دل کے اعتبار سے تو وہ روشن ضمیر ہے۔

کاملین اپنے کو بھول جاتے ہیں

میرے عزیزو! آپ لوگ آتے ہو، محبوب کی محبت کا پیالہ پی کر چلا یا کرو، مفتی صاحب میں آپ کو قصداً کہتا ہوں کہ تنہائی کو غنیمت سمجھو، مولانا محمد عمر صاحب جب تک تم تنہائی میں کبھی کبھی نہیں بیٹھو گے جب تک اپنے محبوب حقیقی کے قرب میں کمی پاؤ گے مولانا محمد یامین صاحب جبتک تم اپنے محبوب سے تعلق پیدا نہیں کرو گے جب تک تم

اس کو نہیں پاؤ گے۔ علم کا ہونا الگ بات ہے، محبوب کا بن جانا الگ بات ہے جب محبوب کے بن جاؤ گے تو وہی علم کچھ اور علم بن جائے گا، ورنہ اگر محبوب کے نہیں بنے تو وہ علم اندھا اور گونگا ہو کر رہ جائے گا۔

شاہ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک میں اپنے میں رہا اپنے علم سے بھی دُور رہا، اور جب میں اپنے سے نکلا تو پھر وہی علم میرے لئے دریا اور سمندر بنکر آیا، اس لئے اپنے کو بھول جاؤ، اپنے میں مت رہو، جب تک اپنے میں رہو گے تب تک کچھ نہیں پاؤ گے، اور جب تم اپنے کو بھول جاؤ گے اور اپنے محبوب کو یاد کرو گے تو انشاء اللہ بہت کچھ بن جاؤ گے۔ ہیرے اور موتی بن جاؤ گے گوہر بن جاؤ گے۔

کاملین، عارفین، صدیقین وہی ہیں جو اپنے کو بھول جاتے ہیں، اپنے محبوب کو یاد کر لیتے ہیں، نماز میں کھڑا ہے اپنے کو یاد کر رہا ہے تو وہ نماز کیا ہے؟ نماز میں کھڑا ہے اپنے محبوب میں مشغول ہو گیا ہے پھر وہ نماز ہے۔

قسم کھا کر کہتا ہوں جب تمہارا تعلق اللہ سے جڑ جائے گا، اے میرے عزیزو! جب تم اللہ کے بن جاؤ گے، مفتی محمد ساجد صاحب، مولانا محمد عمر صاحب، مولانا محمد یامین صاحب میں آپ لوگوں کو قصداً کہہ رہا ہوں، قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ تم اپنے محبوب کو سجدہ کرو گے، نہ کعبے کو کرو گے نہ عرش کو کرو گے، اپنے محبوب کی بارگاہ میں اپنے محبوب کو سجدہ کرو گے۔

جب تم ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گے نہ کعبہ رہے گا نہ عرشِ اعظم رہے گا بس تم ہو گے یا تمہارا محبوب ہو گا، کب؟ جبکہ تم اپنے محبوب کے بن جاؤ گے، اپنے آقا کے دیوانے بن جاؤ گے، وہی ہماری منزل ہے، وہی ہمارا مقصود ہے، وہی

ہمارے دلوں کا راز ہے، ہمیں چاہیئے کہ ہم ہر وقت اسی کی کوشش میں رہیں، جو دانا ہیں، سمجھدار ہیں، وہ ہر وقت اپنے محبوب کی تلاش رکھتے ہیں، اپنے محبوب کی کھوج میں رہتے ہیں، کہ میرا محبوب مجھکو کیسے ملیگا، میں اپنے محبوب سے کیسے ملونگا، میں اپنے محبوب کو کس طریقے سے تلاش کروں؟

ایک روپے کی مثال

انسان کا ایک روپیہ کہیں ریت میں گر جاتا ہے تو اس کو چھان چھان کر اپنا وقت ضائع کر دیتا ہے، ایک دو ٹکے کے لئے تو تو اتنی محنت کرتا ہے کہ گندی نالیوں تک میں ہاتھ ڈال دیتا ہے اور اپنے محبوب حقیقی کے لئے تو بالکل جرأت نہیں کرتا تیری ناکامی نہیں تو اور کیا ہے۔ دنیا کے چند ٹکوں کے پیچھے تو اتنی محنت کرتا ہے اور اپنے محبوب حقیقی کے لئے محنت کرنا تو گوارہ بھی نہیں کرتا۔

خالص اپنے للہ کے بنکر دیکھو، اپنے دل میں اپنے محبوب کو جگہ دے کر دیکھو، یہ دل جس کا ہے اس کو دے کر دیکھو، تمکو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسا قدردان ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم اپنے محبوب کو سجدہ کروگے کسی اور کو نہیں کروگے، تم اپنے محبوب کی بارگاہ میں اپنے محبوب کا نام لوگے۔ اگرچہ تمہارا جسم دنیا ہی میں ہے مگر تم اپنے محبوب کی بارگاہ میں، اپنے محبوب کے دربار میں اپنے محبوب کے انس میں، اپنے محبوب کے قرب میں، اپنے محبوب کی معیت میں، اپنے محبوب کے مشاہدے میں اپنے محبوب کا نام لوگے۔

میرے عزیزو! تم میرے پاس آتے ہو تو اپنے محبوب کے لئے محنت کرو، اسکو پانے کی کوشش کرو، اگر مجھے تمہاری ضرورت ہے تو صرف اپنے محبوب کیلئے

ہے کہ تم میرے محبوب کے بن جاؤ، ورنہ مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے میرے لئے میرا محبوب کافی ہے، میرا آقا کافی ہے، جس نے مجھے بنایا ہے وہ میرے لئے کافی ہے۔ وقت کے حالات کو پہچانو! وران عارفین کو پہچانو جن کی برکتوں سے دنیا میں رونق نظر آرہی ہے، ان عارفین کو پہچان کر ان سے تعلق پیدا کرو، جو کہ تمہارا تعلق اللہ ربّ العزّت سے جوڑے۔

میرے عزیزو! جو دانشور انسان ہیں، ان کی منزل بھی وہی ہے انکا مقصود بھی وہی ہے ان کی بھوک بھی وہی ہے، ان کی پیاس بھی وہی ہے، کون؟ اللہ ربّ العزّت، جو ہمارا محبوب حقیقی ہے۔

اللہ ربُّ العزّت ہماری دنیا میں بھی حفاظت فرمائے اور آخرت میں بھی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

مُنیرِ عالم نقشبندی مجددی
رکرت پور

وآخر دعواهم أن الحمد لله رب العالمين

بسم سبحانہ تعالیٰ

مجلس نمبر ۱۳

موت ایک میوہ ہے

حضرت شاہ منیر عالم صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

یہ وعظ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ مطابق ۵ فروری ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز مغرب بمقام خانقاہ شریف (خانقاہ منیریہ مجددیہ) کرت پوربسی ضلع بجنور میں ارشاد فرمایا۔

شائع کردہ:
شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم مجددیہ خانقاہ منیریہ
محلہ کاشتھان قصبہ کرت پوربسی ضلع بجنور (یوپی) پن کوڈ ۲۴۶۷۳۱
موبائل نمبر: 09412486152 · 09997414108
فون نمبر: 01341-240440

فہرست عنوانات مجلس نمبر ۱۳

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یہ دُنیا کڑوے اور میٹھے پانی سے گوندھی گئی ہے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ۔

میرے عزیزو! یہ دنیا ہے یہ دُنیا میٹھے اور کڑوے پانی سے گوندھی گئی ہے، اس دُنیا کا خمیر جب بنایا گیا تو میرے عزیزو میٹھے اور کڑوے پانی سے بنایا گیا۔ انسان اس دنیا میں جب زندگی گزارتا ہے اگر اپنی زندگی پر غور کرے تو زندگی میں خوشیاں کم ملتی ہیں غم زیادہ ملتے ہیں۔ اپنے خوشی کے لمحوں کو جمع کرے اور اپنے غم اور پریشانیوں اور بیماریوں کو جمع کرے تو میرے عزیزو! خوشی کے لمحے کم نکلیں گے۔

آج ہی کی بات ہے کئی روز پہلے متعلقین نے نکاح پڑھانے کے لئے ٹائم لیا تھا کہ جی ایک گھنٹے کے اندر لوٹ پھیر ہو جائے گی، نکاح ضرور پڑھانا ہے ان کو، میں نے ٹائم دے دیا تھا اور ہاں کر دی تھی کہ چلو دو سے تین ساڑھے تین بجے تک کا ٹائم میں دیدوں گا، مگر میرے عزیزو! آج دو نکاح پڑھانے کی خوشیاں تھیں اسی میں ایک غم بھی آ گیا کہ ایک جنازے کی نماز بھی پڑھانی پڑ گئی۔

نکاح پڑھانے کیلئے جا رہا تھا قریب ۲۵ کلومیٹر دور جانا تھا دوسرے کے انتقال کا فون تو صبح ہی آ گیا تھا کہ عصر میں دفنائیں گے مگر میں بجنور کے قریب پہنچ گیا تھا قریب تین ساڑھے تین بجے وہاں سے فون آ گیا کہ ابھی تیار ہے آپ کا انتظار ہے، میں وہاں گیا تو وہاں ہجوم جمع ہے عورتیں اور مرد جمع ہیں، چیخ پکار مچ رہی ہیں نماز جنازہ پڑھائی، دفنایا۔ شادی میں گئے تو وہاں بھی شور وہاں پر خوشیاں منائی جا رہی ہیں، وہاں بھی عورتیں اور مرد جمع ہیں ڈھول باجے بج رہے ہیں

میرے عزیزو! کہیں خوشی اور کہیں غم ہے، یہ دنیا اسی طریقے کی ہے، اگر اس دُنیا کی زندگی کو جمع کیا جائے اور اس میں اگر خوشیوں کو تلاش کیا جائے تو بہت کم ملیں گی اور غموں کو تلاش کیا جائے تو بہت زیادہ ملیں گے۔

زندگی کی گتھی

کسی دانشور نے کہا ہے

یہ گتھی زندگی کسی دانشور نے ایسی الجھائی ہے
زندگی بھر سلجھائی مگر سلجھ نہ پائی ہے

میرے عزیزو ہر انسان کی گتھی اس دُنیا میں الجھی ہوئی ہے، انسان خود کو سجھاتا رہتا ہے کہ میں ایسا بن جاؤں ویسا بن جاؤں، اولاد کو ایسا بنا دوں ویسا بنا دوں، زندگی وفا کرنا چھوڑ دیتی ہے اور وہ بنا نہ پاتا ہے خود چاہت ہے کہ میں ایسا بن جاؤں مگر بن نہیں پاتا ہے، چاہتا ہے میری اولاد ایسی بن جائے نہیں بن پاتی ہے، چاہتا ہے میری بیوی ایسی بن جائے نہیں بن پاتی ہے، زندگی وفا کرنا چھوڑ دیتی ہے مگر اس کی چاہت پوری نہیں ہو پاتی ہے۔

تو میرے عزیزو! یہ زندگی کے چند لمحے ہیں ہر انسان کے، اور یہ چند

لمحے کثرِ غموں سے بھرے ہوئے ہیں۔ کیوں ؟ اگر پیٹ میں درد ہے تو بھی غم ہے، سر میں درد ہے تو وہ بھی پریشانی کے لمحے ہیں، چھوٹی بڑی کوئی بھی پریشانی اگر ہے تو میرے عزیزو! وہ بھی غموں کے لمحے ہیں۔ کسی کا مرنا ہے کسی کا کچھ اور، تو میرے عزیزو! وہ بھی پریشانی کے لمحے ہیں۔

تو میرے عزیزو! خوشیوں کے لمحے کم ہیں اور غموں کے لمحے زیادہ ہیں۔ کہیں غم منایا جا رہا ہے اور کہیں جنازہ اٹھایا جا رہا ہے تو کہیں خوشیاں منائی جا رہی ہیں اور ڈولہ اٹھایا جا رہا ہے۔ یہ دونوں منظر بھی میں نے آج اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، سب نے دیکھ رکھا ہے میں نے ہی کیا دیکھا ہے۔

آپ جتنے بھی حضرات ہیں اپنے ہی سامنے چھوٹوں کو بھی دفنا دیا ہوگا اور اپنے بڑوں کو بھی دفنا دیا ہوگا۔ اپنی اولاد کو نہیں تو کسی اور کی اولاد کو، اپنے آباء و اجداد کو نہیں تو دوسروں کے آباء و اجداد کو دیکھ لیا ہوگا جاتے ہوئے، تو کتنے ہمارے چھوٹے بھی چلے گئے اور کتنے بڑے بھی چلے گئے ہم تو درمیان میں رہ گئے پتہ نہیں میرے عزیزو! ہمارا بھی کب بلاوا آجائے۔

موت ایک میوہ ہے اور حضرت مریمؑ کا واقعہ

تو اس لئے میرے عزیزو، ہر وقت تیار رہنا چاہیے انسان موت کو ہمیشہ یاد رکھے، اکثر یاد کرتا رہے، اس سے غفلت نہ کرے، موت ایک ایسا میوہ ہے جو پہنچ کر رہے گا، موت کا میوہ ہر کسی کو کھانا ہے اور میرے عزیزو! اس میوہ کا مزہ ایسا ہے کہ دنیا کے سارے مزے بھول جاتا ہے

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ محترمہ کیلئے درختوں کی کونپلیں چننے کے لئے گئے تھے، حضرت مریم علیہا السلام دن کو روزہ رکھتی تھیں رات کو عبادت کرتی تھیں، جنگلوں میں رہتے تھے جنگلوں میں درختوں کی شاخوں کو توڑ کر انہی کا ایک آشیانہ بنا رکھا تھا اسی میں رہتے تھے، آپ کے پاس ایک پیالہ تھا پانی پینے کا ایک بار دیکھا کہ دریا کے کنارے سے گذر رہے ہیں ایک شخص دریا کے کنارے ہاتھوں سے لبوں سے پانی بھر بھر کر پی رہا ہے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ جب ہاتھوں سے پانی پیا جا سکتا ہے تو پیالے کی کیا ضرورت ہے، تو میرے عزیزو! پیالہ اس کو خیرات کر دیا۔ بہر حال میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ درختوں کی کونپل چننے کے لئے گئے تھے لوٹے تو والدہ محترمہ رفیق الاعلیٰ کے پاس پہنچ گئیں، انتقال کر گئیں، افسوس ہوا کہ میں والدہ سے کچھ نہ کہہ سکا کچھ پوچھ نہ سکا۔

روایت میں آتا ہے اختلاف اپنی جگہ پر ہے ہمیں تو صرف ایک عبرت حاصل کر لینی چاہئے، کسی بات میں اگر شک ہو تو ہمیں اس سے عبرت حاصل کر لینی چاہئے نہ کہ اس کی تحقیقات میں پڑنا چاہئے کہ اصل اور نقل کی طرف نہ پڑیں، دیکھا کہ حوریں آپ کو نہلا رہی ہیں، چار شخص قبر کھود رہے ہیں قبر تیار ہے، جنت کی حوروں نے آپ کو نہلایا، جنگلوں اور پہاڑوں میں کہاں عورتیں بیٹھیں تھیں۔

جب ان کو قبر میں اتارا گیا تو حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ رب العزت سے التجا کی کہ اے اللہ میں والدہ محترمہ سے کوئی

گفتگو نہ کرسکا، کچھ ان سے معلوم نہ کرسکا، کاش میں اپنی ماں سے کچھ کلام کرلیتا، کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کو اللہ ربّ العزّت نے زبان دی اور کہا کہ بیٹا کیا پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، پوچھنے والے نے بھی کیا پوچھا، یہ نہیں پوچھا کہ نوٹوں کی گڈیاں کہاں دبائیں، سونا چاندی کہاں رکھا، یہ پوچھا کہ میری پیاری ماں ذرا یہ بتادے کہ موت میں کیسی سختی ہے؟ تو کیا کہا کہ بیٹے موت کی تلخی قیامت تک نہیں جائیگی، موت میں اتنی کڑواہٹ ہے کہ قیامت تک نہیں جاسکتی۔

اے میرے عزیزو! جو انبیاء اولیاء رہے ہیں جب ان کی کڑواہٹ نہیں جاسکتی تو ہماری تمہاری کہاں جاسکتی ہے۔ میرے عزیزو! موت ایک میوہ ہے اور وہ میوہ ایسا ہے کہ ہر میوے کا مزہ بھُلا دیتی ہے ایک جگہ آتا ہے کہ زمین کے خمیر کی روٹی بنائی جائے گی اور جنت میں جانے والوں کو وہ روٹی کھلائی جائے گی اسکو کھاتے ہی سارے دُنیا کے میووں کا مزہ واپس آجائیگا تب جنت میں پہچانیں گے کہ میووں کی قیمت کیا ہے، کس کا کیا مزہ ہے۔ موت سے انسان ہر چیز کا مزہ بھول جاتا ہے موت کی تلخی ہر چیز کو بھلا دیتی ہے۔

اللہ کے نبیؐ کا آخری وقت اور آپؐ کی پیاری باتیں

اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری وقت ہے، بار بار پانی میں ہاتھ بھگوتے ہیں اور چہرہ پر ملتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نبیؐ آپ کو تو بہت سخت بخار ہے، کہا کہ مجھکو ڈبل بخار ہے۔

موت کا فرشتہ آتا ہے بڑے پیار سے کہتا ہے کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپ

دُنیا میں رہنا چاہو تو اجازت ہے اور چلنا چاہو تو وہ بھی اجازت ہے۔ ہائے میرے نبیؐ کی کتنی پیاری بات ہے، ہم تم میں سے کوئی ہوتا تو کہتا کہ چھوڑ دو مجھکو یہیں، مگر میرے نبیؐ نے کیا کہا۔

اے فرشتے کیا میں رفیقِ اعلیٰ کے سامنے اس دنیا کی زندگی کو ترجیح دے سکتا ہوں مجھے اپنے محبوبِ حقیقی کے پاس جانا ہے، مجھے رفیقِ اعلیٰ کے پاس جانا ہے، میں تیار ہوں کہ اسکا کیا حکم ہے کہ اس کا حکم بھی یہی ہے جو آپؐ کا ہے، آپؐ تیار ہیں، کہ میں تو تیار ہوں۔

جان نکالنا شروع کردیتا ہے فرشتہ بڑے پیار کے ساتھ مگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اے فرشتے کیا جان نکلنے میں اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے کہا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کا مقام اللہ ربّ العزّت کے بعد سب سے اُونچا ہے اس لئے آپؐ کے اوپر سب سے کم تکلیف ڈالی جارہی ہے ورنہ اس سے کئی گنا زیادہ تکلیف ڈالی جاتی ہے۔

تو آقا کیا کہتے ہیں "اے فرشتے آج جتنا زور ڈالنا ہے تو میرے اُوپر ڈال دے مگر میری اُمّت کے اُوپر اتنا زور نہ ڈالنا"۔

آقائے مدنیؐ کے آخری ایّام جب یاد آتے ہیں، آخری ایام جب پڑھے جاتے ہیں، آخری حدیثیں جب غور کی جاتی ہیں میرے عزیزو! رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، اس آخری وقت میں بھی اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو فراموش نہیں کیا۔

آج ہم نبیؐ کے نام لیوا، نبیؐ کے چاہنے والے اور دعویٰ کرنے والے

کتنی بار اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیار میں یا ہجر میں آکر ہم روتے ہیں کبھی آنسو بھی نہیں نکلتے، ور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو ہم توڑتے رہتے ہیں، مروڑتے رہتے ہیں اور اس محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم تکلیفیں دیتے رہتے ہیں۔

میرے عزیزو! یہ موت ایک میوہ ہے، یہ دُنیا کے میوے کسی نے کھائے کسی نے نہ کھائے، انار کسی نے کھایا کسی نے نہ کھایا، سیب کسی نے کھایا کسی نے نہ کھایا، روٹی کسی نے کھائی نہ کھائی کیا ہے وہ ایک دن کا ہے اور کیا ہے وہ ہزار سال کا ہے، ایک دن والے نے کیا کھایا ہوگا، دس دن والے بیچارے نے کیا کھایا ہوگا، سال دو سال والے نے کیا کیا میوے کھائے ہوں گے مگر موت کا میوہ اسے بھی کھانا ہے۔ اے میرے عزیزو! یہ میوہ ضرور کھانا ہے اور یہ میوہ وہ میوہ ہے جو تمام میووں کا مزہ بھلا دیتا ہے، روٹی کا مزہ بھول جاتا ہے، پانی کا مزہ بھول جاتا ہے، میووں کا مزہ بھول جاتا ہے کوئی بھی مزہ میرے عزیزو! اسکو یاد نہیں رہتا۔

اللہ کے سامنے توبہ واستغفار، عاجزی وانکساری انسان کو مقصد تک پہنچادیتی ہے

موت برحق ہے سب کو آنی ہے اور پتہ نہیں کب آجائے۔ بس ہ

میرے عزیزو! تیار رہنا چاہیئے، گناہوں سے توبہ اور استغفار کرتے رہنا چاہیئے اور اپنے محبوب کے سامنے عاجزی اور انکساری رکھنی چاہیئے، کیونکہ توبہ واستغفار، اللہ رب العزت کے سامنے عاجزی و انکساری انسان کو اپنے مقصد تک پہنچا دیتی ہے۔ توبہ ور استغفار سے سمندر کے قطروں

کے مانند اگر گناہ ہیں، سمندر کے جھاگوں کے برابر بھی اگر گناہ ہیں تو رب العزت سب کو معاف فرما دیتا ہے بشرطیکہ سچے دل سے توبہ واستغفار کرتا رہے لگا رہے لگا رہے ایک نہ ایک دن تو کر ہی دے گا۔ انسان کنوں کھودنا شروع کرے کھودتا رہے کھودتا رہے ایک نہ ایک دن تو پانی نکل ہی آئے گا یا نہیں نکلے گا ہاں ضرور نکلے گا تو جب توبہ کرتا رہیگا تو انشاء اللہ ایک نہ ایک دن قبول ہو ہی جائے گی۔

تو میرے عزیزو! توبہ اور استغفار اپنا کاروبار بنا لو، عاجزی اور انکساری اپنی بھوک اور پیاس بنالو، میرے عزیزو! پھر امید ہے کہ معاملہ آسان ہوجائے گا، ورنہ میرے عزیزو! دنیا سے جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بہت سے لوگ کہدیتے ہیں پریشانی میں آکر کہ اس سے تو اچھا ہے کہ موت دیدے، موت؟ ہاں! موت کا منہ، موت کا مزہ، موت کی تلخی موت والے سے پوچھئے، مُردے سے پوچھو اس کی زبان کا مزہ، جیسے مریم علیہا السلام نے کہا کہ بیٹا قیامت تک زبان سے موت کی تلخی نہیں جائیگی قیامت تک موت کا مزہ نہیں بھول سکتی۔

تو آج بڑا احساس ہوا دیکھکر کہ جارہا تھا میں نکاح پڑھانے، راستے میں خبر آگئی کہ جنازہ تیار ہے۔ نکاح کا راستہ چھوڑ کر جنازے کے راستے پر چلا گیا جارہا تھا وہاں کہ دو بارات آئی ہوئی ہیں، میرے مُریدین بھی ہیں وہاں پر کافی متعلقین بھی جمع ہیں، خبر ملتی ہے جنازہ تیار ہے آپکا انتظار ہورہا ہے نماز آپ کو پڑھانی ہے، چلے گئے جاکر دیکھا اژدھام ہو رہا ہے

جو ان موت ہے وہاں سے فارغ ہو کر نکاحوں میں گئے وہاں بھی بہت سے مرد و عورت جمع ہیں مگر دونوں کے جمع ہونے میں فرق تھا وہاں غم میں مبتلا تھے اور وہاں خوشیوں میں مبتلا تھے۔

دُنیا کے خمیر میں میٹھا پانی کم اور کڑوا زیادہ ہے

میرے عزیزو! اس دُنیا کا خمیر کڑوے اور میٹھے پانی سے گوندھا گیا ہے تیار کیا گیا ہے میٹھا پانی بہت کم لگا ہے کیوں، یک پاؤ دہی ہو اور کھٹی ہو اور اس کو تم آدھ کلو پانی میں ڈال دو دوگنا کر کے وہ پانی کیسا رہے گا پھر بھی کھٹا ہی رہے گا۔

انسان کی خوشی کے بہت سے لمحے تو غموں میں ہی گزر جاتے ہیں بیمار پڑا ہوا ہے نہ کھا سکتا ہے نہ پی سکتا ہے۔ بیٹا پردیس سے آیا ہے خوشی تھی مگر وہ بھی غموں میں گزر رہی ہے، بیٹے بیٹی کی شادی کا وقت آ گیا مگر ہسپتال میں پڑا ہوا ہے آپریشن ہے کتنے کیس موجود ہیں آج ہی آپریشن ہوا اور آج ہی بیٹے کی شادی بھی ہے بیٹی کی شادی ہے، کتنے کیس موجود ہیں سامنے۔

تو میرے عزیزو! خوشیاں بھی غموں میں بدل گئیں، اس لئے میرے عزیزو! عاجزی، انکساری اور توبہ و استغفار کو اپنا مشغلہ بنا لو، توبہ استغفار کرتے رہو، موت کو یاد کرتے رہو اور عاجزی و انکساری کے ساتھ کہ اللہ سب سے کمتر میں ہوں، سب سے بیکار میں ہوں، اے اللہ تو نے سب چیزیں اپنے اپنے مقصد سے پیدا کیں سب کا کچھ نہ کچھ مقصد ہے بس میں ہی ایسا لگ رہا ہوں کہ میں ہی بے مقصد ہوں میں جس مقصد کیلئے تھا وہ مقصد میں پورا نہ کر سکا۔

اپنے کو جتنا بیکار سمجھو گے انشاء اللہ اتنے ہی گلاب کے پھول کھلیں گے

اور میرے حساب سے تو میرے عزیزو! اگر تم کسی راستے سے گزرو اور اس راستے میں اگر دو کتوں میں لڑائی ہو جائے تو یہ سمجھو کہ میں اگر اس راستے سے نہ گزرتا تو ان دو کتوں میں لڑائی نہ ہوتی، شاید میرے گزرنے ہی سے ان کتوں میں لڑائی ہوئی ہے، شاید یہ بھی میری نحوست سے ہوا، شاید دنیا میں جو بھی پریشانی آ رہی ہے میری نحوست کی وجہ سے آ رہی ہے۔ اے میرے عزیزو! جتنا اپنے کو کمزور، اپنے کو بیکار، ورنکما سمجھو گے انشاء اللہ، انشاء اللہ انشاء اللہ امید ہے کہ گلاب کے پھول کھلیں گے، کیوں کہ گلاب کے پودے کی جڑ میں گندی مٹی زیادہ ہوتی ہے پودے میں دیکھو گندی مٹی ملتی ہے، کینچوے کے پاخانے کا کھاد دبا ہوا ہے وہ گلاب کی جڑ میں رکھا ہوا ہے، ور اس پر گلاب کا پھول خوشبو دار ہے اور اس کو لوگ ناک سے لگا لگا کے سونگھ رہے ہیں۔

محبوبِ حقیقی کی نظر میں اچھا

ارے دنیا والوں کی نظروں میں اچھا لگ جانا نہیں کہہ رہا ہوں محبوب حقیقی کی نظر میں تم اچھے بن جاؤ گے، اللہ رب العزت کی نظروں میں تم اچھے بن جاؤ، اگر تم اللہ رب العزت کی نظروں میں اچھے بن گئے تو یہی کافی ہے اور اللہ کی نظروں میں کوئی اچھا نہ بنے دنیا والوں کی نظروں میں اچھا بن جائے تو میرے عزیزو! یہ اچھا بننا کسی کام کا نہیں ہے، اس وحدہٗ لاشریک کی نظروں میں تم اچھے ہو جاؤ کوئی مانے نہ مانے خاک ڈالو دُنیا تو ایسی ہی ہے اس نے تو نبیوں کو

نہیں چھوڑا تم سے پہلے اب تو کیا کسی کو چھوڑے گی نہ کسی سے دوستی کرو نہ کسی سے دشمنی کرو اپنے کام سے کام رکھو، نہ کسی کے لالچی بنو یہ دُنیا اسی طریقے کی ہے کبھی ابھی یہ دنیا تمہاری عزّت کرے گی اور ابھی کبھی یہ دنیا تمہاری ٹوپی سے کھیلے گی، تھوڑی دیر میں تمہاری ٹوپی اُتار کر اپنی انگلی پہ گھماتی پھرے گی، بخشے گی نہیں، ایک طرف عقیدتمندی بھی دکھلائے گی، محبّت بھی دکھلائے گی اور دوسری طرف موقع کی تلاش میں بھی رہے گی کہ اگر ٹوپی مل جائے تو اپنی انگلیوں پہ گھمادوں، مجھے مل جائے یا کسی اور کو دلوا دوں، اس کی ٹوپی اتروا کے گھموادوں اس کی ٹوپی کو، یہ دنیا اس طریقے کی ہے اس کے پیچھے مت جاؤ۔

دوستی رکھو تو اللہ سے رکھو، تعلق رکھو تو اللہ سے رکھو۔ موت کو یاد رکھو گے میرے عزیزو! عاجزی اور انکساری پیدا کرو گے، اس تکبّر سے اس طوفان سے بچو گے۔ انشاءاللہ اُمّید ہے کہ پھر کچھ بن سکتے ہو۔

ماں اور بیٹے میں بڑا پیار ہوتا ہے آپس میں، ہوتا ہے نہیں ہوتا ہے بیٹا ماں کو بہت چاہتا ہے، ماں بیٹے کو بہت چاہتی ہے، ہے یہ بات۔

ماں اور بیٹے کا باہمی پیار اور حشر کے میدان کا بخار

ماں اور بیٹے میں بڑا پیار

ہوتا ہے آپس میں، بیٹا ماں کو بہت چاہتا ہے اور ماں بیٹے کو بہت چاہتی ہے ہے یہ بات ہے ایک دن ماں کو بھی بخار آجائے بیٹے کو بھی بخار آجائے اور بخار ایسا ہو جائے ایک سو چار ایک سو پانچ، ماں اگر بیٹے سے پانی مانگے تو کیا کہے گا کہ مجھے بخار آرہا ہے مجھ سے اٹھا نہیں جا رہا، بیٹا اگر ماں سے پانی مانگے تو

ماں کیا کہے گی تجھ کو اپنے پانی کی لگی ہے مجھ سے اٹھا نہیں جا رہا ہے مجھے خود بخار چڑھا ہوا ہے۔

میرے عزیزو! معمولی سے بخار میں بیٹا ماں کو، ماں بیٹے کو بھول جاتے ہیں۔ اور جب حشر کا بخار ہوگا، حشر کے میدان کا بخار ہوگا، وہاں کون کسی کو یاد رکھے گا، جسم کا پانی سوکھ گیا ہوگا، جسم کا خون سوکھ گیا ہوگا، یہ چمڑی ہڈّیوں سے چپک گئی ہوگی، آنکھیں گہری ہوگئی ہوں گی، پھیلی کی پھیلی آسمان کی طرف رہ گئی ہوں گی، اتنی حرکت نہیں ہوگی کہ آنکھوں کو نیچے اُوپر گھما سکے، اس دن کون کس کا ہوگا بولو، یہ دُنیا، دُنیا میں کسی کی نہیں تو آخرت میں کس کی ہوگی۔

بس میرے عزیزو! اگر اللہ ربُّ العزّت سے سچی تعلق جڑ گیا تو میرے عزیزو! یہ دنیا بھی آسان ہے آخرت بھی آسان ہے، اور اگر تعلق نہیں جڑا تو میرے عزیزو! یہیں سے پکڑ ہے اور اللہ کی پکڑ سے کوئی چھڑانے والا نہیں ہے اس لئے میرے عزیزو! دُنیا ہی میں اپنے اللہ کو منالو، اپنے رب کو منالو، اس سے تعلق جوڑلو، اس کے سچے بن جاؤ، اگر وہ راضی ہوگیا تو سارے مرحلے طے ہو جائیں گے، بس اس نے اگر یہ کہہ دیا کہ یہ میرا ہے تو بیڑہ پار ہے۔

حقیقت میں انسان دانشور، عاقل، بالغ عمر سے نہیں بلکہ اپنے اللہ کو پہچان لینے سے ہوتا ہے

دنیا میں سمجھدار انسان کون ہے، دنیا میں بالغ کون ہے، پندرہ سال کا بالغ نہیں ہے، بیس سال کا بالغ نہیں ہے، پچیس تیس کا عاقل نہیں

ہے۔ جس نے اپنے اللہ کو پہچان لیا وہ عاقل ہے، جس نے اپنے اللہ کو پہچان لیا وہ بالغ ہے، جس نے اپنا رشتہ اپنے محبوب حقیقی سے جوڑ لیا وہی کامل ہے، نہیں تو دنیا بھری پڑی ہے اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اب بھی بتلا رہا ہوں۔

جنتی خوش، عارف غمگین اور خُدا کا رازداں ہوتا ہے

جو جنتی ہوتا ہے وہ خوش رہتا ہے اور جو عارف ہوتا ہے وہ غمگین ہوتا ہے۔ جنتی تو جنت کے شوق میں مشغول رہتا ہے اور عارف اپنے محبوب کے فراق میں غمگین رہتا ہے، مقام کس کا بڑا ہے جنتی کا یا عارف کا؟ عارف کے مقام کو کون پہنچ سکتا ہے عارف کے مقام کو تو عارف ہی پہنچ سکتا ہے کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔

یہ بات ہر وں کی نہیں ہے یہ بات ہر وں کے بس کی نہیں ہے یہ بات اس ولی کے بس کی ہے جسکو اللہ رب العزت نے رنگِ نبوت عطا فرمایا ہے جس کو اللہ رب العزت نے تکمیل الارشاد بنایا ہے، تکمیل الارشاد آگے چلکر میرے عزیزو! وہی بنتے ہیں۔ صحیح معنوں میں تکمیل الارشاد جو عارف باللہ ہوتے ہیں معرفت کی باتیں وہیں سے ملتی ہیں۔ معرفت کی باتیں عارف ہی جان سکتا ہے کہ کیا باتیں ہیں۔ اور کسی کے راز کو کون جانیگا؟ رازداں جانیگا، اور عارف جو ہوتا ہے خدا کا رازداں ہوتا ہے، اسکی معرفت کی باتیں اسی سے ملتی ہیں۔

سب سے بڑی مراد وحدہٗ لاشریک کا مل جانا ہے

اس لئے میرے عزیزو! میں تم سے بار بار کہتا ہوں کہ اپنے محبوب کے پیچھے پڑو، اپنے رب کی تلاش میں رہو، اپنے آقا کی کھوج میں لگو، اپنے محبوب کے فراق میں لگو، اگر یہ مراد تمہاری

پوری ہوگئی تو اس سے بڑی مراد کوئی نہیں ہے، سب سے بڑی مراد بھی ہے، کیا؟ وحدہٗ لاشریک کا مل جانا، وحدہٗ لاشریک سے تعلق جڑ جانا، وحدہٗ لاشریک سے نسبت کا حاصل ہو جانا، بس ہمارے لئے ہمارے رب کی نسبت کافی ہے۔ اگر اللہ رب العزت کی نسبت حاصل ہو جائے تو میرے عزیزو! اللہ کی نسبت کے سامنے کس کی نسبت کام کرے گی، اللہ کی نسبت بڑی چیز ہے بہت سے لوگ تو یہاں پر اس لئے آتے ہیں کہ یہاں پر کھانے کمانے کی باتیں مل جائیں، گنڈا تعویذ مل جائے۔

میرے پاس تعویذ گنڈے کیلئے نہیں وحدہٗ لاشریک کی غرض سے آؤ

میرے عزیزو! میرے پاس گنڈے تعویذ نہیں ہیں، گنڈے تعویذ میں نہیں جانتا، گنڈے تعویذوں کے ذریعہ سے شادیاں کرلینا، لڑکے مل جانا، لڑکیاں مل جانا، میرا کام نہیں، میرے عزیزو! میرے پاس تو پیدل چلنے کا بھی طریقہ نہیں، مجھے تو پیدل چلنا بھی نہیں آتا جو کچھ بھی ہے وہ اللہ رب العزت نے اپنے کرم سے مجھے دے رکھا ہے، بہت سے لوگ دُور دُور سے آتے ہیں اپنی اپنی غرض لیکر آتے ہیں، اگر وحدہٗ لاشریک کی غرض سے تم یہاں آؤ گے تو انشاء اللہ اس کی برکات سے تمکو بہت کچھ مل جائے گا، اور اس کی برکات دیکھوگے۔

اور گر اس وحدہٗ لاشریک کی غرض کو چھوڑ کر یہاں آؤ گے تو تم دَر بدر بھٹکوگے تمکو کچھ نہ ملے گا، اس لئے میں بار بار تمکو سختی سے کہہ دیتا ہوں اس معاملے میں، صداقت کے ساتھ آؤ، اور جو سنو اس پر عمل کرلو، انشاء اللہ

امید ہے کہ تم اس چیز کے حقدار بن جاؤ گے۔

میں گنڈے تعویذ نہیں بناتا آج کے دور میں تو لوگ کاپی قلم لئے بیٹھے ہیں، گنڈے تعویذ بنا رہے ہیں، گنڈے تعویذ لکھنے کا نام بھی پیر ہے. گنڈے تعویذ بیچنے کا نام بھی پیر ہے، لوگوں نے دھندے بنا رکھے ہیں، ہمارا یہ مشغلہ نہیں ہے، ہمارا یہ کاروبار نہیں، ہمیں اللہ نے گنڈے تعویذوں کے لئے نہیں بھیجا، ہمیں تو اللہ رب العزت نے اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر کسی اللہ والے سے تعلق جڑ جائے گا تو اس کی نظر نہ جانے تمہارے لئے سب سے بڑا گنڈہ تعویذ بن جائے گی، نہ جانے کس وقت کی زبان، کس وقت کی نظر کام کر جائے، گنڈے تعویذوں کے پیچھے مت پڑو۔

مسلمان کا تو بولنا بھی برکت ہے، دیکھ لینا بھی برکت ہے، قدم رکھ لینا بھی برکت ہے، زبان سے کچھ کہہ دینا بھی برکت ہے۔ سمجھ گئے ہاں! سارے کلام کے اس کے فوائد ہی فوائد ہیں۔

اللہ کا ولی اور انار کا سوکھا درخت

ایک اللہ کا ولی چلا ہوا جا رہا تھا، مُریدین ساتھ میں تھے ایک بغیچے میں ٹھہرے، نماز کا وقت ہوا، اس اللہ کے ولی نے ایک انار کا پیڑ تھا سوکھا بالکل اس کی جڑ میں وضو کیا، وضو کر کے نماز پڑھ کے چلے گئے وہ مالی جو باغ میں تھا وہ دیکھ رہا تھا، اس نے وضو کہاں کیا ہے اس کے بعد وہ رسنا شروع ہو گیا، اگلے سال پھر وہ اللہ کے ولی ادھر سے گزر رہے تھے اپنے متعلقین کے ساتھ پھر اسی باغ میں پڑاؤ ڈالا، کھانا کھایا پھر وضو کیا تو مالی آگیا اور آکر کہا کہ حضرت یہ وہی درخت ہے جس کے نیچے پچھلے سال آپ نے

وضو کیا تھا، کہ بھائی مجھے تو یاد نہیں کہاں کیا تھا، کہا کہ حضرت پچھلے سال یہ سوکھا تھا مگر جب سے آپ نے اس کے نیچے وضو کیا جب ہی سے یہ نوشنا شروع ہو گیا تھا اور آج اس پر اتنے موٹے انار لگے ہیں کہ دوسرے پیڑوں پر بھی اتنے موٹے نہیں لگے ہیں۔

ارے اللہ کے ولی کی تو ہر چیز میں اگر سچ پوچھو تو فوائد ہی فوائد ہیں، ہاں بشرطیکہ صداقت پیدا ہو جائے، گنڈے تعویذوں میں نہیں ہے کچھ سچ پوچھو تو اللہ کے نیک بندے کا تو دیکھ لینا بھی بہت کچھ ہے، مگر آج کی دنیا ایسی ہے کہ بس گنڈا تعویذ مل جائے، کچھ اور مل جائے یہ مل جائے وہ مل جائے، لوگ خود کو خراب کر رہے ہیں، میں بار بار آپ لوگوں کو ٹوکتا ہوں، بتلاتا ہوں اپنا عقیدہ صحیح کر لو، اپنا عقیدہ اپنے اللہ سے بھی پیدا کر لو، ہر چیز سے اپنا یقین ہٹالو اللہ کی ذات پر اپنا یقین جمالو، مگر نہیں سمجھتے ہو تم لوگ، ہمیں تو اللہ نے اپنے لئے پیدا کیا ہے کسی اور کے لئے تھوڑا ہی پیدا کیا ہے۔

ہمیں اللہ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو چاند اور سورج پر بھی ہمیں اسکا نام بتلانا پڑیگا

ہمیں تو اللہ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ اے میرے بندے اگر میں تجھ سے چاند اور سورج پر بھی کچھ کام لینا چاہوں تو تجھکو وہاں بھی جانا پڑے گا تجھکو وہاں بھی جاکر میری تبلیغ کرنی پڑے گی، میرا نام تجھکو بتلانا پڑے گا۔ اے میرے بندے میں نے ویسے ہی تھوڑا تیرا مقام فرشتوں سے آگے بنا دیا، فرشتے بھی دیکھتے رہ گئے اور ہم نے تجھکو آگے پہنچا دیا، کب پہنچا دیا جب تو ہمارا بن گیا ہم نے ہر چیز کو تجھ سے پیچھے چھوڑ دیا۔

اس لئے میرے عزیزو، اپنا عقیدہ اپنے اللہ کے ساتھ سچی رکھو، توبہ اور استغفار ہر روز بار بار کرتے رہو، عاجزی اور انکساری اپنے اندر پیدا کرلو تکبّر اور گھمنڈ اپنے اندر پیدا مت کرو، جو طاقت اللہ نے دی ہے اسے اپنے پاس سنبھال کر رکھو، اللہ نے پیسہ دیا ہے اپنے پاس سنبھال کر رکھو، اللہ نے عقل دی ہے اس کو اچھی جگہ استعمال کرو، روپے پیسے کو اچھی جگہ استعمال کرو مگر اپنے کو ضائع مت کرو، خراب مت کرو، اللہ ربّ العزّت عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

مُنیر عالم نقشبندی مجددی
کرت پور

واٰخر دعواهم

ان الحمد لله رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۂ طیّبہ منظومہ

خاندانِ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ

قدس اللہ اسرارھم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْھِمْ

صرف تیری حمد ہے پروردگار دسترس میں تیری ہیں لیل ونہار
اور ہر شے پہ ہے تیرا اختیار بخش دے تو مجھکو عظمت اور وقار
اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

ہادیٔ عالم وہ شفیع امذنبیں شانِ رحمت رحمۃٌ للعالمیں
اہلِ عظمت یعنی ختم المرسلیں فخرِ عالم دو جہاں نورُ الیقیں
رحم کر دے مصطفٰے کے واسطے

حضرت صدّیق اکبرؓ با اثر رازدارِ سیّدِ خیرُ البشر
حضرت سلمان فارسیؓ مقتدر انکے صدقے میں ہو مجھ پہ اک نظر
عاشقینِ مجتبٰے کے واسطے

حضرت قاسمؒ ہیں اور جعفرؒ امام غوثِ اعظم بایزیدؒ نیک نام
بوالحسنؒ فخرِ زمانہ خوش کلام بوعطار مجھکو مئے وحدت کا جام
خضرِ راہِ اولیاء کے واسطے

وہ ابوقاسم بہارِ معرفت — بوعلی[۹] کی شانِ فکرِ آخرت
اور ابو یوسف[۱۰] شعورِ عبریت — بخش دے مجھکو متاعِ عافیت

ان مقدس اولیاء کے واسطے

عبدخالق[۱۱] خواجہ ہیں شیخ کمال — خواجہ عارف[۱۲] ریوگری ہیں باجمال
فغنوی[۱۳] محمود مردِ حق کا قال — ٹھیک کردے میرا مستقبل وحال

اے خدا ان اتقیاء کے واسطے

حضرت عزیزان علی[۱۴] رامیتنی — خواجہ سماسی[۱۵] دُرِ فرزانگی
حضرت شاہ کلال[۱۶] ہیں متقی — کردے اب اصلاح میرے نفس کی

مقتدر اہلِ عطاء کے واسطے

خواجہ شیخ بہاء[۱۷] الدین شاہ نقشبند — جنکی ہے ہراک ادا رب تعالیٰ کو پسند
آپ ہیں امام طریقہ خاندانِ نقشبند — میرے دل کو بھی عطا ہو یارب درد نقشبند

نقشبندی کی دُعاء کے واسطے

وہ علاؤالدین[۱۸] فخرِ روزگار — حضرت یعقوب[۱۹] چرخی باوقار
حضرت خواجہ عبید[۲۰] اللہ باشعار — دل میں ہو بس تو ہی تو پروردگار

خواجہ زاہد[۲۱] عطاء کے واسطے

حضرت دُرویش[۲۲] محمد پیرِ حق — خواجہ مظہر[۲۳] فاخرِ چودہ طبق
خواجہ باقی[۲۴] باللہ سے بے باطل شق — مسندِ شاہ ہند محرمِ اسرارِ حق

مخزنِ عرفاں بنارئی رضا کے واسطے

حضرت مجدد الف[۲۵] ثانی بے نظیر — جن کے زنداں میں ہوا باطل اسیر
نائب خیر البشر مسند آرائے سریر — ان کی نسبت ہو عطاء رب قدیر

صاحبِ صدق وصفا کے واسطے

خواجہ معصوم[۲۶] حق کے رازدار — شیخ سیف[۲۷] الدین سیف کردگار
حضرت حافظ محمد[۲۸] باشعار — گلشن وحدت کی تابندہ بہار

ہو عطاء ان رہنما کے واسطے

حضرت سید نور محمد[۲۹] شان مجیب — مرزا مظہر جانِ جاناں[۳۰] ہیں حبیب
شاہ عبد[۳۱] اللہ دہلوی ہیں خوش نصیب — بوسعید[۳۲] احمدی رب کے قریب

قرب تو کردے عطاء اپنی بقاء کے واسطے

حضرت احمد سعید[۳۳] دہلوی — دوست محمد[۳۴] ہیں ترے قندھاروی
خواجہ عثمان[۳۵]، محمد[۳۶] لعل بھی — اور سراج[۳۷] الدین کی پاؤں رہبری

اے خدا اہل ضیاء کے واسطے

ہو محمد فضل[۳۸] سے فضلِ خدا — شاہ محمد عبد مالک[۳۹] مقتدا
شیخ حضرت میسر[۴۰] عالم باصفا — بخش دے تو ان کی نسبت کی ضیاء

ان مقدس اولیاء کے واسطے

عاشق باللہ دردِ نقشبند حضرت شاہ منیر[۴۱] — انکی نسبت سے عطا کر اپنا درد یا قدیر
ہو میسر مجھ کو بھی سایۂ دامانِ پیر — اسکو کر تو باخبر بھیدوں سے اپنے یا خبیر

نقش دوئی کا مٹے شاہ ہدیٰ کے واسطے

صدق دل سے جو بھی یہ شجرہ پڑھے — اس کے حق میں ہوں مبارک فیصلے
باب واں ہوں جنت الفردوس کے — سہل قبر وحشر کے ہوں مرحلے

ان بزرگانِ خدا کے واسطے

باسمہٖ سُبحانہٗ تعالیٰ

رازِ مُنیر

جس دن سے رب ترا پیار ملا ہے — اَنکھیاں بنیں برسات مری
جس دن سے رب تجھ سے روح جڑی ہے — رُوح ہوئی متانی تری
جس دن سے رب ترا درد ملا ہے — دل ہوا دیوانہ ترا
جس دن سے رب ترا انس ملا ہے — سارے نشے میں بھول گیا
جس دن سے رب ترا در ملا ہے — سارے دروں کو بھول گیا
جس دن سے رب ترا جلوہ ملا ہے — ساری جھلکیاں بھول گیا
جس دن سے رب ترا قرب ملا ہے — سب سے ہوئی بیگانگی
چُپکے چُپکے رب یاد ستائے تری — چپکے چپکے رب یاد جو آئے تری
چپکے چپکے رب یاد جتائے تری — چپکے چپکے رب یاد تڑپائے تری

اَنکھیاں بنیں گنگا جمنا مری
مُنیر کی رُوح پھر بھی پیاسی رہی

بِاسمِہٖ سُبحانہٗ تعالیٰ

دردِ مُنیر

کیسے رب تیرا نام لکھوں میں — کیسے تیرا راز لکھوں
کیسے رب تیرا عشق لکھوں میں — کیسے تیرا درد لکھوں
نفس و خواہشات مجھکو ستائیں رب — یہ ساری دُنیا مجھے للچائے

شیاطین میری مذاق اُڑائیں
کیسے تیرا نام لکھوں

نفس و خواہشات سے مجھکو چھڑا لے رب — اس ساری دُنیا سے مجھکو بچا لے
شیاطینوں کو قید کرا دے رب — اپنے درد کا تو جام پلا دے
پھر میں تیرا نام لکھوں رب — پھر میں تیرا راز لکھوں

پھر میں تیرا عشق لکھوں رب
پھر میں تیرا درد لکھوں

کہاں سے رب وہ پھلواڑی لاؤں — کہاں سے وہ باغباڑی لاؤں
جس سے رب میں تجھکو سجاؤں — اس دل میں رب تجھکو بساؤں
کہاں سے رب وہ آنکھیں لاؤں — جن آنکھوں میں تجھکو سماؤں

کہاں سے رب وہ الفاظ میں لاؤں
جن لفظوں سے تجھکو مناؤں

اپنے ذکر و فکر کی پھلواڑی دیدے رب   اپنے عشق و محبت کی باغباڑی دیدے
اپنے انس کی رب تو شراب پلادے   اپنے قرب کا رب تو کھانا کھلادے
پھر میں تیرا نام لکھوں رب   پھر میں تیرا راز لکھوں

پھر میں تیرا عشق لکھوں رب
پھر میں تیرا درد لکھوں

کہاں سے رب وہ قلم میں لاؤں   کہاں سے دوات و سیاہی لاؤں
کہاں سے رب وہ دل میں لاؤں   جس دل کو تیرا محل بناؤں
کہاں سے وہ اوراق میں لاؤں   جن اوراقوں میں تجھکو لکھوں رب

جن میں تیرا نام لکھوں رب
جن میں تیرا راز لکھوں

روئیں روئیں کو رب میں قلم بناؤں   ان آنکھوں کو دوات بناؤں
عقل و فہم رب تجھکو بناؤں   روح کو تیری پیاسی بناؤں
لہو کو رب میں سیاہی بناؤں   دل کے پردوں کو اوراق بناؤں

ان اوراقوں میں تجھکو لکھوں رب
اس دل میں تیرا درد لکھوں

کسی نے کسی کو مانگا ہے رب   کسی نے کسی کو چاہا ہے
اس دل نے رب تجھکو مانگا   منیر نے تجھکو چاہا ہے
دنیا مانگوں نہ رب آخرت مانگوں   دونوں جہاں کے بدلے مانگوں

تجھکو مانگوں تجھ سے مانگوں
تجھ سے تیرا درد میں مانگوں

آنکھیں ڈھونڈیں دل ڈھونڈے رب   روح میری رب تجھکو ڈھونڈے
دنیا ڈھونڈے اپنا اپنا   یہ دل ڈھونڈے رب تیرا سپنا
اس دل کی رب فریاد سن لے   یہ ٹوٹا ہوا ویرانہ ہے رب

یہ اجڑا ہوا آشیانہ ہے رب
بس منیر ترا دیوانہ ہے رب

انمول ہیرے

۱ خالص ایک لمحہ کے لئے اپنے اللہ کا ہوجانا تمام خلائق کی عبادت سے افضل ہے۔

۲ جس مکان میں تصویریں ہوتی ہیں، اس مکان میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اسی طریقے سے جس دل میں غیروں کی تصویریں ہیں اس دل میں اللہ نہیں آتا۔

۳ دنیا میں کوئی بھی انسان یہ گوارہ نہیں کرسکتا کہ میری بیوی کا کوئی دوسرا شوہر ہو، پھر حق تبارک وتعالیٰ یہ کیسے گوارہ کرسکتا ہے کہ میرے بندے کے دل میں میرے علاوہ کوئی اور ہو۔

۴ مومن کی زبان خداوند قدوس کا دسترخوان ہے اسکی حفاظت کیجئے۔

۵ اپنی زبان کی ناشائستہ باتوں سے حفاظت کیجئے، زبان سے محبوب کا پیارا نام لیا جاتا ہے۔

DARUL-ULOOM MUJADDIDIA
KHANQAH-E-MUNEERIA

Mohallah Kaisthan, Kirat Pur Basi - 246731
Dist. Bijnor (U.P.)
Ph. : 01341-240440
Mobile : 09997414108, 09412486152
Website : www.dard-e-naqshbandi.webs.com

Mob.: 9412452076, 9761786335